
عمران سیریز
مظہر کلیم
ایم اے
عمران کی موت

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ------ اشرف قریشی
------ یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس
طابع ------ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------ -/55 روپے



چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "عمران کی موت" آپ کے ہاتھوں میں ہے لیکن کیا واقعی عمران کی موت کا وقت آ گیا تھا کیونکہ بین الاقوامی سطح پر پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کلرز نے عمران کی موت کا مشن اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا اور اس تنظیم کے سابقہ ریکارڈ کے مطابق تو ان کا کوئی بھی مشن آج تک ناکام نہیں ہوا۔ ویسے اس ناول میں جوزف کی ٹکر کا ایک کردار "جوانا" پہلی بار سامنے آ رہا ہے۔ دیوہیکل اور بے پناہ طاقتور جوانا جو وحشی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی بے رحم اور سفاک قاتل ہے اور جو صرف دو انگلیوں سے طاقتور سے طاقتور انسان کی گردن توڑنے کی طاقت رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مارشل آرٹ میں بھی مہارت رکھتا ہے۔ ایسے قاتل کا عمران کے ساتھ خوفناک اور کھلے عام ٹکراؤ کا نتیجہ کیا نکلا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آرا سے ضرور نوازیئے گا لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

ڈیرہ غازی خان سے آصف ندیم بھٹی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بحد پسند ہیں کیونکہ آپ کی تحریر میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو قاری کے لئے بے حد کشش رکھتی ہیں۔ آپ سے ایک

درخواست ہے کہ آپ عمران کو ماضی کے کسی دور میں بھی کام کرتا ہوا دکھائیں جس طرح بچوں کی کہانیوں کے کردار لکھے جاتے ہیں۔ مثلاً عمرو عیار جدید دور میں اور ماڈرن الہ دین وغیرہ۔ امید ہے آپ میری اس درخواست پر ضرور غور کریں گے"۔

محترم آصف ندیم بھٹی صاحب خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی درخواست سر آنکھوں پر لیکن اگر عمران کو کسی ٹائم مشین کے ذریعے ماضی میں بھیج بھی دیا جائے تو وہ سیکرٹ سروس ایجنٹ رہنے کی بجائے عمرو عیار کی طرح عیار بن کر ہی کام کر سکے گا جو کچھ وہ موجودہ دور میں کرتا ہے وہ سب ماضی کے دور کے مخصوص حالات کی وجہ سے نہ کر سکے گا۔ اس طرح اس کے کردار کی ساری دلکشی ہی ختم ہو جائے گی۔ آپ نے اپنے خط میں جو مثالیں دی ہیں وہ تو ماضی کے کرداروں کو جدید دور میں لے آنے کی مثالیں ہیں جبکہ آپ عمران کو ریورس گیئر لگانا چاہتے ہیں۔ امید ہے آپ بات سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے رانا محمد آصف لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول طویل عرصے سے پڑھ رہا ہوں اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار پڑھ چکا ہوں۔ ویسے تو آپ نے ہر موضوع پر ناول لکھے ہیں لیکن میری درخواست ہے کہ آپ کسی ناول میں سیکرٹ سروس کے ممبرز کی ٹریننگ پر بھی تفصیل سے لکھیں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ وہ کس قسم کی ٹریننگ حاصل کرتے رہے ہیں جن کی وجہ سے وہ کندن بن چکے ہیں"۔

محترم رانا محمد آصف صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ عمران اور اس کے ساتھی باقاعدہ ٹریننگ تو سیکرٹ سروس میں شامل ہونے سے پہلے ہی حاصل کر چکے تھے کیونکہ سیکرٹ سروس میں کسی ایسے آدمی کو شامل نہیں کیا جا سکتا جس نے باقاعدہ اور انتہائی سخت ٹریننگ نہ حاصل کر رکھی ہو۔ لیکن اس کے باوجود وہ اب بھی باقاعدہ ایک پروگرام کے تحت مزید ٹریننگ بھی حاصل کرتے رہتے ہیں لیکن اس ٹریننگ کی تفصیل کا چونکہ کہانی کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لئے اس کی تفصیل کہانی میں نہیں دی جاتی۔ البتہ آپ کی فرمائش پر میں کوشش کروں گا کہ اس ٹریننگ کیمپ کی جھلکیاں کسی ناول میں پیش کروں تاکہ آپ کے ساتھ ساتھ باقی قارئین بھی اپنے پسندیدہ کرداروں کو کندن بنانے والی اس بھٹی کا نظارہ کر سکیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

بھکر سے عزیز لطیف طاہری لکھتے ہیں۔ "عمران جولیا سے شادی کر سکتا ہے۔ ایکسٹو کا راز فاش ہو سکتا ہے۔ سر سلطان ریٹائر ہو سکتے ہیں۔ تنویر رقابت چھوڑ سکتا ہے۔ عمران سر عبدالرحمن کا ادب کر سکتا ہے یعنی ہر ناممکن کام تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن آپ میرا خط شائع نہیں کر سکتے۔ میں کتنی بار لکھ چکا ہوں کہ سوپر فیاض اور ایکسٹو کو سر کا خطاب اب تک کیوں نہیں ملا جبکہ ان کے کارناموں کی تعریف

ساری دنیا کرتی ہے"۔

محترم عزیز لطیف طاہری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ لیجئے آپ کا خط شائع ہو گیا۔ اس طرح کم از کم یہ ناممکن کام تو بہرحال ممکن ہو گیا۔ جہاں تک سوپر فیاض اور ایکسٹو کو سر کا خطاب ملنے کی بات ہے تو ایک ہی ادارے میں دو سر کیسے اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ سر عبدالرحمن کے محکمے میں سوپر فیاض اور سر سلطان کے محکمے میں ایکسٹو کو اگر سر کا خطاب مل گیا تو پھر ایک سر کو بہرحال بے سر ہونا پڑے گا۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

میامی بیچ کی رنگینیاں اس وقت اپنے پورے عروج پر تھیں چودھویں رات کی دلفریب اور ٹھنڈی چاندنی میں ساحل سمندر پر دور دور تک پھیلے ہوئے جوڑے پوری آزادی سے اس رومانی فضا کا لطف اٹھانے میں مصروف تھے چودھویں رات کو واقعی میامی بیچ پر بے پناہ رش ہوتا تھا ساحل سمندر سے تھوڑی دور ایک خوبصورت جوڑا سرگوشیوں میں مصروف تھا کہ اچانک نوجوان کے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی میں سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آواز ابھری اور نوجوان یہ آواز سنتے ہی یوں چونک پڑا۔ جیسے خوبصورت خواب دیکھتے ہوئے کسی کو زبردستی جھنجھوڑ کر جگا دیا جائے۔ اس نے بڑی پھرتی سے گھڑی کے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دبا دیا اور گھڑی میں سے نکلنے والی ٹوں ٹوں کی ہلکی سی آواز نکلنی بند ہو گئی۔ اس مرتبہ گھڑی کے ڈائل پر بارہ کا ہندسہ مسلسل جلنے بجھنے لگا۔

"کیا ہوا ڈارلنگ"..... اس نوجوان کی ساتھی لڑکی نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ مجھے فوراً جانا ہے"..... نوجوان نے اٹھ کر قریب موجود کپڑے پہنتے ہوئے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"مگر....." نوجوان لڑکی نے کہنیوں کے بل اٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈیوٹی از ڈیوٹی ڈارلنگ"..... نوجوان نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا جدھر کاروں کا پارکنگ شیڈ تھا۔

"ارے سنو تو۔ میری بات تو سنو"..... لڑکی نے چیختے ہوئے کہا مگر نوجوان اس طرح تیزی سے آگے بڑھتا گیا جیسے وہ کانوں سے بہرہ ہو۔ حتیٰ اس نے مڑ کر بھی پیچھے نہ دیکھا۔

چند لمحوں بعد وہ سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار میں بیٹھا تیزی سے شہر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی اور آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

اس نوجوان کا نام راشیل تھا۔ صحت مند اور سڈول جسم کا مالک راشیل قاتلوں کی بین الاقوامی تنظیم ماسٹر کلرز کا اہم رکن تھا۔ ماسٹر کلرز اپنی نوعیت کی ایک انوکھی تنظیم تھی۔ یہ تنظیم صرف چار افراد پر مشتمل تھی۔ مگر اس کے کارناموں کی دھوم پوری دنیا میں تھی۔ اس تنظیم کا کام بھاری معاوضہ لے کر اہم شخصیتوں کو قتل کرنا تھا حکومتیں۔ بین الاقوامی تنظیمیں یا کوئی بھی شخص مقرر کردہ معاوضہ ادا کر کے اس تنظیم کی خدمات حاصل کر سکتا تھا اور معاوضہ حاصل

کرنے کے بعد دنیا کے کسی بھی خطے میں موجود کسی بھی شخص کو چاہے وہ کسی بھی حیثیت کا مالک ہو۔ تنظیم کے ممبران قتل کرنے کا بیڑہ اٹھاتے۔ اور آج تک اس تنظیم کو ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑا تھا۔ اس تنظیم کے ہاتھوں بے شمار افراد قتل ہوئے تھے۔ جن میں حکومتوں کے سربراہ سے لے کر عام تاجر تک شامل تھے۔ راشیل سمیت تنظیم کے چاروں ممبر اپنے اپنے انداز میں قتل کرنے میں اس قدر مہارت رکھتے تھے کہ ان کا شکار کسی بھی صورت میں ان کے ہاتھوں سے نہ بچ سکتا تھا۔ تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ایکریمیا کے دارالحکومت ناراک میں تھا اور یہ چاروں قاتل کام ختم کر کے یہیں اکٹھے ہوتے۔ کام حاصل کرنے کا کام صرف ایک ممبر البرٹ کے ذمہ تھا جس کا بزنس بظاہر امپورٹ ایکسپورٹ تھا۔ البرٹ کام حاصل کرنے کے بعد باقی تینوں ممبرز کو ہیڈ کوارٹر میں کال کر لیتا اور پھر مطلوبہ شکار کے متعلق تفصیلات تمام ممبرز کو بتا دی جاتی تھیں اور وہ چاروں اپنے شکار کے خاتمے کے لئے اپنے اپنے طور پر نکل کھڑے ہوتے تھے۔ تفصیلات وصول کرنے کے بعد ان کا آپس میں رابطہ ختم ہو جاتا اور جب ان کا کام پورا ہو جاتا تو وہ چاروں ہیڈ کوارٹر واپس پہنچ جاتے۔ ٹارگٹ ان چاروں میں سے کسی کے ہاتھوں بھی شکار ہو سکتا تھا اور جیسے ہی کام مکمل ہو جاتا باقی ممبرز بھی اپنے اپنے پلان چھوڑ کر واپس آ جاتے۔ معاوضے کا تین چوتھائی حصہ پہلے تقسیم کر لیا جاتا جبکہ ایک چوتھائی حصہ اس ممبر کو ملتا تھا جس کے ہاتھوں شکار انجام کو پہنچتا تھا۔ راشیل کار چلاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ

اس بار نجانے اس کے ہاتھوں مرنے والا کون ہے مخصوص کال ملتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ البرٹ نے اپنا کام حاصل کر لیا ہے اور اب ان کے کام کرنے کا وقت آگیا ہے اور یہ ان چاروں کا اصول تھا کہ وہ کام ملتے ہی اپنے تمام پروگرام یکلخت چھوڑ کر کام کو سرانجام دینے کے لئے نکل کھڑے ہوتے۔ اس معاملے میں معمولی سا توقف بھی ان کی تنظیم کے اصول کے خلاف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مخصوص کال ملتے ہی راشیل میامی بچ سے یوں نکل کھڑا ہوا تھا جیسے وہ گوشت پوست کے انسان کے بجائے کوئی روبوٹ ہو جس کا کام ہی حکم کی تعمیل ہو۔ تھوڑی دیر بعد راشیل کی کار شہر کی سب سے بڑی سڑک پر پہنچ گئی۔ اس علاقے میں رات کو بھی دن کا سا سماں معلوم ہوتا تھا۔ تمام رات سڑکوں پر چہل پہل رہتی اور اس سڑک پر واقع بے شمار نائٹ کلب۔ بار اور ریسٹورنٹ ساری رات تفریح کرنے والوں سے کھچا کھچ بھرے رہتے تھے۔

راشیل نے بلیو مون نائٹ کلب کی پارکنگ میں کار روکی اور پھر وہ بڑے اطمینان سے باہر نکل آیا۔ اس نے کار لاک کی اور پھر نائٹ کلب کے مین گیٹ کی طرف چل پڑا۔ کلب کے مین گیٹ کے سامنے ایک طویل برآمدہ تھا۔ راشیل مین گیٹ میں داخل ہونے کی بجائے برآمدے میں دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ برآمدے کے آخر میں ایک دروازے پر وہ رک گیا۔ دروازے پر سپیشل کارڈ روم کا چھوٹا سا بورڈ لٹک رہا تھا۔ یہ سپیشل کارڈ روم ہی دراصل ان کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ بلیو

مون نائٹ کلب کی مالکہ مادام برتھا ماسٹر کلرز کی رکن تھی اور بظاہر موٹی ، بھدی اور عقل سے پیدل نظر آنے والی مادام برتھا انتہائی خوفناک قاتلہ تھی۔ وہ انتہائی ٹھنڈے مزاج کی عورت تھی اور قتل کرنے کے لئے ایسی خوبصورت پلاننگ کرتی تھی کہ شکار قتل ہونے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ مادام برتھا کا ریکارڈ بے حد شاندار تھا اور اس کے ہاتھوں اب تک بے شمار اہم شخصیتیں قتل ہو چکی تھیں۔ راشیل نے جیسے ہی سپیشل کارڈ روم کے دروازے کو دھکیلا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان ایک کافی بڑی میز موجود تھی۔ جس کے گرد چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر مختلف قسم کے قیمتی تاشوں کی گڈیاں بڑے قرینے سے رکھی ہوئی تھیں۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔

دروازہ کے اندر کی طرف ایک مخصوص قسم کا لاک تھا۔ اس لاک کو لگانے کے بعد دروازہ بغیر اس لاک کو کھولے کسی طرح بھی نہیں کھل سکتا تھا۔ مادام برتھا عام طور پر اس کارڈ روم کو استعمال میں نہ لاتی تھی مگر جب انتہائی اہم شخصیات تاش کھیلنے اکٹھی ہوتیں تو اس کمرے کو استعمال میں لایا جاتا تھا۔ یا پھر ماسٹر کلرز میٹنگ کے لئے اسے استعمال کرتے تھے۔

راشیل جیسے ہی اندر داخل ہوا اسے سامنے میز کے پیچھے مادام برتھا بیٹھی ہوئی نظر آئی۔ اس کے ہاتھ میں تاش کے پتے تھے اور وہ بڑے انہماک سے انہیں میز پر رکھ کر سنگل رمی گیم کھیلنے میں مصروف تھی۔

مادام برتھا نے ایک نظر راشیل پر ڈالی اور پھر اپنے کھیل میں منہمک ہو گئی۔

راشیل نے ایک کرسی کھینچی اور بڑے مطمئن انداز میں اس پر بیٹھ گیا۔ اس نے بھی تاش کی ایک گڈی اٹھائی اور پتوں سے کھیلنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک دیو نما حبشی اندر داخل ہوا۔ یہ جوانا تھا ماسٹر کلرز کا تیسرا رکن۔ دیو جیسے قد کے ساتھ پہاڑ جیسا جسم اور جسم میں قوت جیسے ٹھونس ٹھونس کر قدرت نے بھر دی تھی۔ بڑے بڑے ہاتھوں پیروں والا جوانا بے پناہ طاقتور تھا۔ اس کا ایک تھپڑ جنگلی ہاتھی کی گردن توڑ سکتا تھا۔ انتہائی وحشی، ظالم اور سفاک فطرت آدمی تھا۔ قتل اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ راشیل جانتا تھا کہ ماسٹر کلرز کے پاس جب کام نہ ہوتا تب بھی جوانا قتل کرنے سے باز نہ آتا تھا۔ اسے انسانی خون بہا کر اور لوگوں کو تڑپتے دیکھ کر دلی مسرت ہوتی۔ انتہائی ہتھ چھٹ اور وحشی تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر اشتعال میں آ جاتا تھا۔ اور بعض اوقات تفریحاً بھی لوگوں کو قتل کر دیتا تھا۔ وہ زیادہ لمبی چوڑی پلاننگ کرنے کا عادی نہ تھا بلکہ براہ راست ہی شکار پر جھپٹ پڑنا اس کا معمول تھا۔

"ہیلو پارٹنرز" ۔ جوانا نے سفید دانتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہیلو" ...... راشیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ مادام برتھا خاموش بیٹھی رہی ۔ جوانا نے بھی کرسی سنبھال لی۔

"کیا حال ہے جوانا۔ کیسا جا رہا ہے تمہارا کام" ...... راشیل نے پوچھا۔

"مزہ نہیں آ رہا۔ کوئی اچھا شکار نہیں ملا۔ میں اپنے طور پر بڑے محتاط انداز میں شکار کو تھپڑ مارتا ہوں تاکہ کچھ دیر تڑپتا رہے مگر اب چڑیا کے بچے پیدا ہوتے ہیں کہ ہلکا سا تھپڑ کھاتے ہی بغیر آواز نکالے ڈھیر ہو جاتے ہیں اور طبیعت جل کر رہ جاتی ہے" ...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ راشیل کوئی جواب دیتا۔ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور البرٹ ہاتھ میں بیگ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ البرٹ ایک عام جسامت کا ادھیڑ عمر آدمی تھا اور اپنے لباس اور چال ڈھال سے ایک عام کاروباری لگتا تھا مگر راشیل جانتا تھا کہ اس کا ذہن مکاری اور عیاری میں یکتا ہے وہ آتشیں اسلحے کے استعمال کا ماہر تھا اور خاص طور پر ڈائنامیٹ فٹنگ میں اس کا جواب نہیں تھا۔ اس نے اپنے گھر کے تہہ خانے میں ایک لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ جہاں وہ عجیب وغریب ساخت کے بم اور اسی قسم کی دیگر چیزیں بنانے کے تجربے کرتا رہتا تھا۔ عام لوگ اسے بارود کا جادوگر کہتے تھے۔ ایسے ایسے شعبدے دکھاتا تھا کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ یہ ماسٹر کلر کا چوتھا رکن تھا اور کام حاصل کرنے اور معاوضہ وصول کرنے کا کام بھی اس کے ذمے تھا۔

اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازے کو مخصوص لاک لگا دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا مادام برتھا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس کے آتے ہی مادام برتھانے بھی ہاتھ میں پکڑے ہوئے تاش ایک طرف پھینک دیئے اور چوکنی ہو کر بیٹھ گئی راشیل اور جوانا بھی اشتیاق بھری نظروں سے البرٹ کو دیکھ رہے تھے۔

" دوستو۔ میں نے ایک انتہائی آسان کام انتہائی بھاری معاوضے پر حاصل کیا ہے"...... البرٹ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" انتہائی آسان کام سے تمہارا کیا مطلب ہے"...... راشیل نے پوچھا۔

" ملک پاکیشیا کے متعلق تو آپ نے سنا ہوگا۔ براعظم ایشیا کا ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ مغربی دنیا کے نقطہ نظر سے اسے پس ماندہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ اس ملک میں ایک احمق اور مسخرہ سا نوجوان رہتا ہے جس کا نام علی عمران ہے۔ اس بار وہ ہمارا شکار ہے"...... البرٹ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" احمق اور مسخرہ سا نوجوان۔ مگر کیا وہ اتنی اہم شخصیت ہے کہ اسے ماسٹر کلرز کے ذریعے ختم کرانا ضروری سمجھا گیا ہے"...... مادام برتھا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ وہ کوئی اہم شخصیت ہے یا نہیں۔ ہمیں تو اپنے معاوضہ سے مطلب ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ اس احمق نوجوان کے قتل کے لئے ہمیں اسی لاکھ ڈالر کی پیش کش ہوئی ہے"...... البرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنے اس کارنامے پر فخر ہو کہ اس نے ایک عام آدمی کے قتل کے لئے اتنا زیادہ معاوضہ حاصل کیا ہے۔

" اسی لاکھ ڈالر"...... اتنی بڑی رقم کا ذکر سنتے ہی سارے ممبر ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

" مگر اتنا بڑا معاوضہ تو عام طور پر کسی ملک کے سربراہ کے لئے دیا جاتا ہے"...... راشیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جو پارٹی عمران کو قتل کرانا چاہتی ہے وہ اس سے بے حد خوفزدہ ہے۔ اس کی نظروں میں یہ شخص ناقابل تسخیر ہے۔ اس لئے اس نے شروع ہی سے اتنے بھاری معاوضے کی پیش کش کی ہے تاکہ ہم اس کام کو ہاتھ میں لینے سے انکار نہ کر دیں"...... البرٹ نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ آسان شکار ثابت نہ ہوگا"...... مادام برتھا نے جواب دیا۔

" ایسی کوئی بات نہیں مادام۔ ماسٹر کلرز کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ ماسٹر کلرز کا ریکارڈ شاندار ہے اور اس نے ایسے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے قتل کا کوئی شخص تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ پھر یہ تو ایک عام سا آدمی ہے"...... البرٹ نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے۔ تم تفصیلات بتاؤ"...... راشیل نے کہا اور البرٹ نے جھک کر بیگ کھولا اور اس میں سے تین تصویریں نکال کر ایک ایک تصویر ان تینوں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے شکار کی تصویر ہے۔اس کا نام علی عمران ہے۔پاکیشیا کے دارالحکومت میں رہتا ہے۔ پتہ کنگ روڈ فلیٹ نمبر دو سو ہے۔ فلیٹ میں ایک باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔غیر شادی شدہ ہے۔ بظاہر احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے۔معلوم ہوا ہے کہ کبھی کبھی اس ملک کی سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے۔اس ملک کی انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے۔ اس کا باپ انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔مگر اس کا احمقانہ حرکتوں کی وجہ سے اس نے اسے گھر سے نکالا ہوا ہے۔کام دینے والی پارٹی کے مطابق یہ انتہائی سنگدل اور سفاک آدمی ہے۔ انتہائی عیارانہ ذہن کا مالک ہے بظاہر اس کی حرکتیں احمقانہ لگتی ہیں مگر جب ان کے نتائج سامنے آتے ہیں تو ان کا نتیجہ بے حد خوفناک ہوتا ہے ہمیں اس آدمی کو قتل کرنا ہے"۔البرٹ نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا۔وہ تینوں البرٹ کی تقریر سننے کے دوران تصویر کو غور سے دیکھتے رہے تھے۔ یہ ایک ہی تصویر کی تین کاپیاں تھیں۔تصویر میں ایک خوبصورت سا نوجوان مختلف رنگوں کا بڑا بے ڈھبا سا لباس پہنے کسی ہوٹل کے مین گیٹ سے نکل رہا تھا چہرے پر حماقت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔تصویر میں وہ قطعاً ایک بے ضرر اور احمق سا نوجان نظر آتا تھا۔

"کیا اس پارٹی نے بتایا ہے کہ وہ اتنا بھاری معاوضہ اس عام سے نوجوان کو قتل کرنے کے لئے کیوں دے رہی ہے"...... مادام برتھا نے پوچھا۔

"میں نے معلوم کیا تھا مادام۔ یہ پارٹی مجرموں کی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔اس کے اپنے پیشہ ور قاتل موجود ہیں۔ مگر بقول اس پارٹی کے جب وہ ایک مشن پر پاکیشیا پہنچی تو اسی عمران کی وجہ سے شکست کھا گئی۔تنظیم کے کئی اہم افراد اسی عمران کے ہاتھوں قتل ہو گئے اور باقی گرفتار ہو گئے۔تنظیم اپنے مشن میں بری طرح ناکام رہی۔ البتہ اس کا سربراہ کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر اس ملک سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔اس نے واپس آکر تنظیم کی داغ بیل ڈالی۔اور چونکہ اس کا مشن انتہائی اہم ہے اور اسے اس مشن کی کامیابی سے کروڑوں ڈالر کا فائدہ پہنچنے کا امکان ہے۔اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ دوبارہ مشن پر جانے سے پہلے اس کانٹے کو صاف کر دیا جائے اور چونکہ وہ خود اس سے بری طرح خوفزدہ ہے۔اس لئے اس نے ہماری خدمات حاصل کی ہیں کہ ہم اس شخص کو قتل کر کے اس کا راستہ صاف کر دیں اور پھر وہ اطمینان سے اپنا مشن مکمل کر سکے گا"۔ البرٹ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بعض مجرم خواہ مخواہ مرعوب ہو جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میں اس کے سر پر انگلی مار دوں تو اس کے سر میں سوراخ ہو جائے گا"...... جوانا نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور باقی سب اس کی بات پر مسکرا دیئے۔

"پھر کیا خیال ہے۔سودا منظور ہے"...... البرٹ نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل منظور ہے"...... ان تینوں نے بیک آواز جواب دیا اور البرٹ کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور تین بیئرر چیک نکال کر سامنے رکھ دیئے۔ ہر چیک پندرہ لاکھ ڈالر کا تھا اور بنک کی طرف سے جاری کئے گئے تھے یہ اپنا اپنا چیک لیجئے اور اپنے نام اس میں درج کر کے کیش کروائیے۔ البرٹ نے ایک ایک چیک ان تینوں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ان تینوں نے چیکوں پر ایک نظر ڈالی اور پھر جیبوں میں ڈال لیا۔

"اب ہماری ملاقات کام کے انجام پر ہی ہوگی اور اب باقی بیس لاکھ ڈالر اس ممبر کے ہوں گے جو اس نوجوان کا خاتمہ کرے گا۔ اصول کے مطابق بیس لاکھ ڈالر بنک میں جمع کرا دیئے گئے ہیں۔

"اوکے۔ گڈ لک فار آل"...... البرٹ نے بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اور پھر سب سے پہلے البرٹ باہر گیا۔ اس کے چند لمحوں بعد جوانا بھی جھومتا ہوا باہر چلا گیا۔

"اوکے مادام۔ وش یو گڈ لک"...... راشیل نے آخر میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"فار یو آل ہو"...... مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور راشیل اپنا سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اب وہ جلد از جلد پاکیشیا پہنچ کر اس نوجوان کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا تاکہ پندرہ لاکھ کے ساتھ ساتھ بیس لاکھ ڈالر مزید بھی حاصل کر سکے۔

عمران آج کل فارغ تھا۔ اس لئے سوائے آوارہ گردی کے اس کے پاس اور کوئی کام نہ تھا۔ بس وہ صبح ناشتہ کر کے نکلتا اور پھر رات گئے ہی فلیٹ پر اس کی واپسی ہوتی تھی سلیمان پچھلے ایک ہفتے سے اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا کیونکہ اس کا والد بیمار تھا اور گاؤں سے ایک آدمی خاص طور پر اسے بلانے آیا تھا۔ چنانچہ سلیمان کے جانے پر عمران نے جوزف کو فلیٹ پر بلا لیا تھا اور جوزف جو رانا ہاؤس کی چوکیداری کرتے کرتے تنگ آ چکا تھا فلیٹ پر آنے پر بے حد خوش تھا۔ صبح عمران کا ناشتہ وہ خود ہی تیار کرتا اور عمران کے جانے کے بعد وہ الماری سے شراب کی بوتلیں نکالتا اور پھر سارا دن افریقی میوزک سننے اور شراب پینے میں گزار دیتا۔ دوپہر اور رات کا کھانا اس کے لئے نزدیکی ہوٹل سے آ جاتا تھا۔ چنانچہ وہ مگن تھا۔ کم از کم رات کو تو عمران کا ساتھ رہتا تھا اور ان دونوں کی خوب چونچیں لڑتی تھیں۔

آج بھی عمران ناشتہ کرتے ہی فلیٹ سے نکل گیا تھا اور جوزف نے عمران کے جانے کے بعد نہایت اطمینان سے بھرپور قسم کا ناشتہ کیا اور پھر الماری میں سے شراب کی بوتلیں نکال کر ڈرائنگ روم کی میز پر سجا دیں۔ اس کے بعد اس نے ٹیپ ریکارڈر پر خاص افریقی دھن پر مشتمل کیسٹ لگایا اور صوفے پر اطمینان سے پیر پھیلا کر میوزک سننے اور شراب کے بڑے بڑے گھونٹ بھرنے میں مصروف ہو گیا۔ افریقی سازوں پر مشتمل مخصوص دھن نے اسے تصور ہی تصور میں افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پہنچا دیا۔ جہاں وہ خوفناک شیروں اور گرانڈیل ہاتھیوں کا شکار کرنے کے تصور میں لطف لینے لگا وہ اسی تصور میں غرق تھا کہ اچانک فلیٹ کا بیرونی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جوزف نے جھنجھلا کر آنکھیں کھول کر دروازے کی طرف دیکھا دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ دروازے پر ایک گرانڈیل حبشی کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے جوزف کو دیکھ رہا تھا۔

جوزف نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل میز پر رکھی اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ حیرت سے دروازے پر کھڑے اس دیوزاد حبشی کو دیکھ رہا تھا جو قد وقامت میں جوزف سے بھی ڈیوڑھا تھا۔ حالانکہ جوزف خاصا گرانڈیل تھا مگر آنے والا قد وقامت میں اس سے کہیں باہر تھا اور جوزف نے ایک نظر میں ہی دیکھ لیا کہ آنے والا افریقہ کے گھنے جنگلوں میں رہنے والے قبیلے شمعولی کی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ قبیلہ اپنی طاقت۔ وحشت۔ ظلم اور سفاکی کے لحاظ سے پورے افریقہ میں مشہور

تھا اور اب یہ اتفاق تھا کہ جوزف جس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اس قبیلے کی شمعولی قبیلے سے خاندانی دشمنی چلی آ رہی تھی۔

"اوہ۔ تم شمعولی اور یہاں"...... جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں ایک پراسرار سی چمک ابھر آئی تھی۔

"بند کرو یہ میوزک"...... آنے والا حبشی اچانک دھاڑا اور جوزف نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر کا بٹن آف کر دیا۔ کمرے میں یکدم خاموشی چھا گئی۔

"علی عمران یہیں رہتا ہے"...... حبشی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں عجیب سا اکھڑ پن تھا۔

"ہاں۔ باس کا یہی فلیٹ ہے۔ مگر تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو۔ تم جانتے نہیں کہ یہاں جوزف دی گریٹ رہتا ہے۔ شمعولی قبیلے کے دشمن قبیلے جاکوہاما کا پرنس جوزف"...... جوزف نے اس سے بھی زیادہ اکھڑ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کسی شمعولی دمبولی کو نہیں جانتا مسٹر۔ مجھے علی عمران سے ملنا ہے۔ وہ کہاں ہے"...... آنے والے حبشی نے اسی طرح اکھڑ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم اپنے قبیلے کو نہیں جانتے۔ حیرت ہے۔ بہرحال تمہیں کیا کام ہے"...... جوزف نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"میں اس کی گردن توڑنا چاہتا ہوں۔ سمجھے"...... حبشی نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ باس کی گردن توڑنا چاہتے ہو۔ تم افریقہ کے بزدل چوہے۔ جوزف دی گریٹ کے سامنے ایسے الفاظ کہہ رہے ہو"...... جوزف نے اچانک اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے مزید سیاہ پڑ گیا تھا۔

"اوہ۔ تم مجھے بزدل چوہا کہہ رہے ہو۔ یعنی جوانا کو۔ جس کا نام سنتے ہی پوری دنیا پر موت کی دہشت چھا جاتی ہے"۔ حبشی نے انتہائی بھیانک لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ موت کی دہشت تم جیسے غلام بھلا کیا پھیلائیں گے۔ میں تمہیں آخری بار وارننگ دے رہا ہوں کہ خاموشی سے واپس چلے جاؤ ورنہ جانتے ہو میں تمہاری کھوپڑی توڑ کر تمہارے ہاتھوں میں رکھ دینے کی طاقت رکھتا ہوں"...... جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف کی بات مکمل ہوتی۔ جوانا نے پوری قوت سے درمیان میں پڑی ہوئی میز کو لات ماری اور میز اپنے اوپر رکھی ہوئی شراب کی بوتلوں سمیت اڑتی ہوئی سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی جوانا دو قدم آگے بڑھ آیا۔ اس کی آنکھوں میں غصے اور وحشت کے جیسے سینکڑوں چراغ جل اٹھے تھے۔

"مگر دوسرا لمحہ اس پر کافی بھاری پڑا۔ کیونکہ جوزف کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کا مخصوص رائٹ ہک پوری قوت سے جوانا کے جبڑے پر پڑا اور جوانا لڑکھڑا کر پہلو کے بل جھک گیا۔ جوزف نے بڑی پھرتی سے لیفٹ ہک مارنے کی کوشش کی۔ مگر جوانا نے بجلی کی سی

تیزی سے ہاتھ اوپر کر کے اس کا وار اپنے بازو پر روک لیا اور اسی لمحے اس کا دایاں مکہ پوری قوت سے جوزف کے پیٹ پر پڑا اور جوزف کسی سپرنگ کی طرح اڑتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر صوفے کے اوپر آ گرا۔ جوانا کے جسم میں بے پناہ قوت تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ جوزف سنبھلتا۔ جوانا نے دونوں ہاتھ بڑھا کر اسے یوں سر کے اوپر اٹھا لیا جیسے جوزف کا وزن چند پاؤنڈ سے زیادہ نہ ہو۔

"تم۔ اور جوانا پر وار کرو"...... جوانا نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے پوری قوت سے جوزف کو فرش پر پٹخ دیا۔ مگر نیچے گرتے وقت جوزف کی دونوں ٹانگیں حرکت میں آئیں اور جوانا کی گردن کے گرد آکٹوپس کی طرح لپٹ گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوزف کے ساتھ جوانا بھی کھنچتا ہوا زمین پر آگرا۔ اسی لمحے جوزف اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس کی بھرپور لات اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جوانا کی پسلیوں پر پوری قوت سے پڑی اور جوانا کے حلق سے سسکاری سی نکل گئی۔ جوزف نے دوسری بار لات گھمائی مگر اس بار جوانا تیزی سے پہلو بدل گیا اور جوزف کی لات ہوا ہی میں گھوم گئی اور پھر وہ دھڑام سے منہ کے بل زمین پر آگرا۔ کیونکہ جوانا نے لیٹے ہی لیٹے اس کی پشت پر لات جما دی تھی۔

جوزف نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنا چاہا مگر جوانا اچھل کر اس کے اوپر آگرا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ جوزف کی گردن کے گرد لپٹ گئے۔ جوزف کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن

لوہے کے شکنجے میں پھنس گئی ہو۔ مگر وہ ماہر لڑاکا تھا اور عمران نے اس کی تربیت پر بے پناہ محنت کی تھی۔ اس لئے اس نے پوری قوت سے اپنا سر پیچھے کی طرف جھٹکا اور دوسرے لمحے اس کی گردن پر جوانا کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ جوزف کا سر پوری قوت سے جوانا کی ناک سے ٹکرایا تھا اور جوانا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور پھر جوزف نے پوری قوت لگا کر اسے سائیڈ میں ہٹا دیا اور پھر خود بھی پہلو بدل کر اس کے اوپر چڑھ گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ جوانا کی گردن پر جمتے جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں گھٹنے سکیڑے اور جوزف کسی گیند کی طرح اچھل کر سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

جوزف نیچے گرتے ہی پھرتی سے اٹھا اور اسی لمحے جوانا بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دونوں پھر ایک بار آمنے سامنے تھے۔ دونوں کے چہرے غصے اور وحشت کی شدت سے بگڑے ہوئے تھے۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا"..... جوانا نے دانت بھینچتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ابھی تم نے جوزف دی گریٹ کے ہاتھ نہیں دیکھے بزدل چوہے"..... جوزف نے بھی پھنکارتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور دو پہاڑوں کی طرح آپس میں ٹکرا گئے۔ جوانا نے دونوں ہاتھوں سے جوزف کی پسلیوں پر وار کئے۔ جبکہ جوزف نے پوری قوت سے اپنا گھٹنا جوانا کی دونوں ٹانگوں

کے درمیان مار دیا۔ دونوں وار ہی خوفناک ثابت ہوئے اور وہ دونوں ہی لڑکھڑا کر پیچھے ہٹے۔ جوزف کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی پسلیاں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی ہوں۔ جبکہ جوانا پیچھے ہٹتے ہی رکوع کے بل جھکتا چلا گیا۔ پھر جوزف نے ہی ہمت کی تھی اور اس نے جھپٹ کر قریب پڑی ہوئی کرسی اٹھائی اور پوری قوت سے جھکے ہوئے جوانا کے سر پر رسید کر دی اور جوانا جھٹکا کھا کر نیچے فرش پر جا گرا۔ کرسی اس کے سر پر لگ کر ٹوٹ گئی تھی۔ جوزف نے ٹوٹی ہوئی کرسی ایک طرف پھینکی اور پوری قوت سے اچھل کر گھٹنا جوانا کی گردن کی پشت پر مارا۔ مگر اسی لمحے جوانا نے سر کو جھٹک دیا اور جوزف اچھل کر صوفے پر جا گرا۔

"ہائیں۔ ہائیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے"..... اچانک عمران کی آواز سنائی دی اور جوزف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں بجلی کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ وہ چھلانگ لگا کر صوفے سے اترا اور اس کی لات پوری قوت سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جوانا کے پہلو پر پڑی اور پھر اس نے دوسری بار لات گھمانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ عمران نے اچانک دونوں ہاتھوں سے دھکا دے کر اسے ایک طرف کر دیا۔

"کیا کر رہے ہو جوزف اور یہ کون ہے"..... عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"یہ بزدل چوہا ہے باس۔ آپ کی گردن توڑنے آیا تھا"..... جوزف نے ہانپتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جوانا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔اس کی کینہ توز نظریں عمران پر جم گئیں۔

"تم۔علی عمران ہو"...... جوانا نے پھنکارتے ہوئے پوچھا۔اس کے لہجے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جوزف سے اتنی لڑائی لڑنے کے باوجود بالکل تازہ دم ہو۔شاید شکار کو سامنے دیکھ کر اس کی یہ حالت ہوئی تھی۔

"ہاں۔میرا نام علی عمران ہے۔مگر تم کون ہو"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہا۔ہا۔اب میں کامیاب ہو جاؤں گا۔یہ شکار بھی میرے ہی ہاتھوں انجام کو پہنچے گا"...... جوانا نے اچانک وحشت انگیز لہجے میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوم گیا۔مگر عمران بھلا اس طرح کہاں قابو میں آتا تھا۔وہ اس سے زیادہ تیزی سے کنی کاٹ گیا اور جوانا کا ہاتھ فضا میں لہراتا رہ گیا۔چونکہ اس نے تھپڑ مارنے میں پوری قوت استعمال کی تھی۔اس لئے وار خالی جاتے ہی وہ بے اختیار سارے جسم سے گھوم گیا۔اور اسی لمحے عمران کی لات پوری قوت سے جوانا کی پشت پر پڑی اور جوانا اچھل کر منہ کے بل سامنے رکھے ہوئے صوفے پر گرا۔پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر سیدھا ہوتا۔عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کھڑی ہتھیلی کا وار انتہائی قوت سے جوانا کی گردن کی پشت پہ مارا اور جوانا پہلو کے بل صوفے سے لڑھک کر زمین پر جا گرا

پھر عمران نے اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا۔اس کی دونوں ٹانگیں مشین کی سی تیزی سے چلنے لگیں اور کمرے میں جوانا کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔اس نے دونوں ہاتھ لہرا کر عمران کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی۔مگر عمران تو بجلی کا بنا ہوا تھا۔چند ہی لمحوں میں جوانا جیسا گرانڈیل آدمی بے پناہ ضربات کی تاب نہ لا کر ہوش کی سرحدوں سے دور نکل گیا۔اس کی ناک اور منہ سے خون بہنے لگا تھا۔

عمران نے جیسے ہی محسوس کیا کہ وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔

"یہ کون ہے جوزف"...... عمران کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔وہ بس اتفاق سے ہی واپس فلیٹ آگیا تھا۔ورنہ اس کا ارادہ نہ تھا۔مگر اچانک ہوٹل میں بیٹھے بیٹھے اس کے ذہن پر بیزاریت سی سوار ہو گئی اور اس نے فلیٹ واپس جا کر سونے کا ارادہ کر لیا تھا مگر یہاں آتے ہی اس گرانڈیل حبشی سے ٹکراؤ ہو گیا۔

"معلوم نہیں باس۔یوں تو یہ شمعولی قبیلے کا آدمی لگتا ہے۔مگر اس کا لہجہ بتا رہا ہے کہ یہ کئی سالوں سے مہذب دنیا میں رہ رہا ہے۔اپنا نام جوانا بتا رہا تھا اس نے آتے ہی آپ کے متعلق پوچھا اور پھر مجھ سے الجھ پڑا۔کم بخت نے پسلیاں توڑ دی ہیں"...... جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔وہ اپنی پسلیوں پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

"فرسٹ ایڈ باکس سٹور میں پڑا ہوا ہے۔وہ اٹھا لاؤ اور اپنی بینڈیج کرو"...... عمران نے جوزف کی حالت دیکھتے ہوئے کہا اور جوزف جیسے

اس حکم کا منتظر ہی تھا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا اسٹور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
عمران نے ایک نظر بے ہوش پڑے ہوئے جوانا کی طرف دیکھا۔

اس نے محسوس کیا کہ جوانا میں بے پناہ قوت موجود ہے اور یہ عام آدمی کی نسبت بہت جلد ہوش میں آجائے گا۔ اس لئے اس نے فوری طور پر اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگانے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ اسے اطمینان سے دانش منزل پہنچایا جاسکے اور پھر وہاں جا کر اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے کہ وہ آخر کس مقصد کے تحت عمران کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا۔ یہ فیصلہ کرتے ہی عمران تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھا تاکہ وہاں سے بے ہوشی والا انجکشن تیار کر کے لا سکے۔ اس نے پھرتی سے الماری کھولی اور پھر انجکشن تیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد انجکشن تیار کر کے وہ واپس ڈرائنگ روم میں آیا تو بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ جوانا غائب تھا۔ عمران تیزی سے فلیٹ کے دروازے کی طرف لپکا مگر جوانا کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اسے شاید عمران کی توقع سے پہلے ہی ہوش آگیا تھا اور پھر ظاہر ہے اپنی حالت کی وجہ سے اس نے وہاں سے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔

"جوزف۔ جوزف"...... عمران نے جوزف کو آواز دی۔

"یس باس"...... جوزف نے چند لمحوں میں کمرے میں آتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا بھائی بند تو بھاگ گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا بھائی بند کیوں ہونے لگا۔ وہ شمعولی قبیلے کا ہے اور میرے قبیلے کا دشمن ہے"...... جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا ایسا کرو کہ تم فوراً یہاں سے رانا ہاؤس شفٹ ہو جاؤ۔ میں بھی وہیں آجاؤں گا اور جب تک اس حبشی کا پتہ نہ چلے فلیٹ بند رہے گا۔ میں ذرا اس ہاتھی حبشی کی تلاش کا حکم ٹائیگر کو دے دوں"۔ عمران نے جوزف کو حکم دیتے ہوئے کہا اور جوزف نے سر ہلا دیا۔

عمران نے احکامات دے کر اندرونی کمرے کی طرف قدم بڑھائے تاکہ فون پر ٹائیگر کو اس حبشی کی تلاش کا حکم دے سکے۔ اسے یقین تھا کہ جلد ہی اس حبشی کا پتہ چل جائے گا۔ کیونکہ اس جیسا آدمی کسی کی نظروں سے نہ چھپ سکتا تھا۔ اس نے سیکرٹ سروس کو فی الحال استعمال نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

راشیل نے پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچتے ہی سب سے پہلے یہاں کے فورسٹار ہوٹل میں کمرہ بک کرایا اور پھر کمرے میں اپنا سامان رکھنے کے بعد اس نے بڑے اطمینان سے غسل کیا۔ دو جام شراب کے پینے کے بعد وہ بالکل تازہ دم ہو گیا۔ اس نے لباس بدلا اور اس کے بعد اس نے اپنا بیگ کھولا اور اس میں موجود کیمرہ نکال کر بغل میں لٹکا لیا۔ بیگ کے ایک خفیہ خانے سے اس نے مخصوص قسم کا کارڈ نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ یہ کارڈ ایکریمیا کے سب سے بڑے اخبار تاراک ٹائمز کا جاری کردہ خصوصی کارڈ تھا۔ یہ کارڈ سپیشل قسم کے رپورٹروں کو جاری کیا جاتا تھا جو انتہائی اہم شخصیات کے انٹرویو لیتے تھے۔

راشیل کمرہ بند کر کے لفٹ کے ذریعے ہال میں آیا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل کے باہر پہنچ گیا۔ جلد ہی ایک خالی ٹیکسی اس کے قریب آکر رکی اور راشیل ٹیکسی ڈرائیور کو کنگ روڈ کا کہہ کر

پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔ راشیل اردگرد کے ماحول کا دلچسپی سے جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

"ہم کنگ روڈ پہنچ گئے ہیں جناب"...... ڈرائیور نے تھوڑی دیر بعد پیچھے بیٹھے ہوئے راشیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کسی کیفے کے سامنے ٹیکسی روک دو"۔ راشیل نے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی ایک طرف موڑ دی اور پھر اس نے ایک کیفے کے سامنے ٹیکسی روک دی۔ راشیل نے نیچے اتر کر اسے کرایہ دیا اور ٹیکسی کے آگے چلے جانے کے بعد اس نے اردگرد کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظریں کیفے کے بالمقابل بنے ہوئے دو منزلہ فلیٹس پر جم گئیں اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد اسے ایک فلیٹ پر لگا ہوا وہ سو نمبر بھی نظر آگیا۔ راشیل بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا تھا۔

وہ سڑک پار کرنے کے لئے آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک اسے سیڑھیوں پر ایک گرانڈیل حبشی نیچے اترتا نظر آیا۔ ایک لمحے کے لئے تو راشیل چونک پڑا۔ کیونکہ پہلی نظر میں وہ یہی سمجھا کہ نیچے آنے والا جوانا ہے۔ مگر پھر غور سے دیکھنے پر اسے معلوم ہوا کہ وہ جوانا تو نہیں ہے مگر ہے اسی قبیل کا آدمی۔

راشیل اسے دیکھتا رہا۔ اس حبشی نے ایک ٹیکسی روکی اور پھر اس میں سوار ہو کر وہ آگے بڑھ گیا۔ راشیل اس کے جانے کے بعد آگے بڑھا

اور سڑک کراس کر کے فلیٹ کے سامنے پہنچ گیا اور پھر وہ وہیں کھڑا یہ سوچ ہی رہا تھا کہ فلیٹ کے اوپر جائے یا وہیں کھڑا رہ کر اوپر سے آنے والوں کا جائزہ لے کہ چند لمحوں بعد اس نے ایک نوجوان کو سیڑھیاں اترتے دیکھا۔ اور اس نوجوان کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرا اٹھی۔ آنے والا یقیناً علی عمران تھا کیونکہ اس کی شکل اس کی جیب میں رکھی تصویر کے عین مطابق تھی۔ علی عمران نیچے اتر کر سائیڈ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ابھی عمران کار کے قریب پہنچا تھا کہ راشیل نے اسے آواز دی۔

"جناب۔ میری ایک بات سنیئے"...... راشیل نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے"...... عمران نے مڑ کر راشیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ رک گیا تھا۔

"میں ایکریمیا سے آیا ہوں۔ ناراک ٹائمز کا مستقل نمائندہ ہوں"۔ راشیل نے اس کے قریب پہنچ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سپیشل کارڈ بھی عمران کو دکھا دیا۔

"بڑے غلط سے اخبار کے نمائندے ہیں آپ جنہیں نام رکھنا ہی نہیں آتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... راشیل نے الجھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب تھا کہ ناراک ٹائمز کی بجائے ناک ٹائمز اخبار کا نام

رکھ دیا جاتا تو زیادہ اچھا لگتا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور راشیل اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ ہنس رہے ہیں جبکہ ہمارے ہاں سب سے بڑا پرابلم ناک ہی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر ناک کٹ جاتی ہے اور ہماری ساری زندگی اس ناک کو کٹنے سے بچانے کی جدوجہد میں گزر جاتی ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی نام یہی ہونا چاہئے۔ بہرحال میں اخبار کے بورڈ کو آپ کی تجویز ضرور لکھ کر بھیجوں گا۔ فی الحال میرا ایک مسئلہ حل کر دیجئے مہربانی ہوگی"...... راشیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"معاف کیجئے۔ میرے پاس زیادہ رقم نہیں ہے۔ اگر دس پانچ روپے میں آپ کا گزارہ ہو سکتا ہے تو پھر ٹھیک ہے"...... عمران نے بے اختیار اپنی جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ندامت کے ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ اپنی غربت پر بے حد شرمندہ ہو۔

"ارے نہیں۔ مجھے رقم نہیں چاہئے۔ میں نے ایلیم روڈ جانا ہے مگر یہاں کوئی ایلیم روڈ کو جانتا ہی نہیں۔ کئی ٹیکسی ڈرائیوروں سے بات کر چکا ہوں مگر وہ اس روڈ کو جانتے ہی نہیں"...... راشیل نے جان بوجھ کر ایک غلط نام لیتے ہوئے کہا۔

"ایلیم روڈ"...... مگر اس نام کی کوئی روڈ کم از کم اس شہر میں تو نہیں ہے"...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مجھے تو یہی بتایا گیا ہے۔ اور میرا وہاں پہنچنا بھی ضروری

ہے"...... راشیل نے الجھے ہوئے لہجے میں بتایا۔

"ہو سکتا ہے کسی مضافاتی کالونی میں اس نام کی روڈ قائم کی گئی ہو۔ آپ کو پوسٹ آفس سے اس کے متعلق صحیح معلومات مل سکتی ہیں۔ اگر آپ کہیں تو پوسٹ آفس تک میں آپ کو ڈراپ کر دوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ بہت بہت شکریہ۔ آپ نے صحیح جگہ بتائی۔ وہاں سے صحیح معلومات مل سکیں گی"...... راشیل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران نے اسے ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر راشیل کے وہاں بیٹھتے ہی وہ خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"میرا نام مارٹن ہے اور آپ"...... راشیل نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرے ماں باپ نے میرا نام عمران رکھا ہوا ہے۔ میں تو کئی بار کہہ چکا ہوں کہ نام بدل دیں اور کوئی اچھا سا نام رکھیں جیسے اللہ بخش۔ اللہ دسایا وغیرہ مگر وہ مانتے ہی نہیں"...... عمران نے جھینپتے ہوئے کہا جیسے وہ اپنے نام پر شرمندہ ہو۔

"اوہ۔ عمران اچھا نام ہے"...... راشیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کیمرے کا کیس کھولنا شروع کر دیا۔

"چلو شکر ہے آپ کو پسند آگیا۔ ویسے آپ کا نام مجھے پسند نہیں آیا بھلا مارٹن بھی کوئی نام ہے۔ یعنی ایسی مار جس سے ٹن کی آواز نکلے۔

ہونہہ"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ بے حد دلچسپ آدمی ہیں عمران صاحب"...... راشیل نے کھل کر ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیمرہ باہر نکال کر اس سے یوں چھیڑخانی شروع کر دی جیسے وہ اسے چیک کر رہا ہو۔

عمران کی کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک سنسان سی سڑک پر پہنچ گئی۔ عمران نے دراصل شارٹ کٹ کے لئے یہ سڑک منتخب کی تھی تاکہ راشیل کو جلد از جلد پوسٹ آفس پہنچا سکے۔ سنسان سڑک پر پہنچتے ہی اچانک راشیل چیخا۔

"پلیز گاڑی روکیے۔ گاڑی روکیے"...... راشیل کے لہجے میں ایسی بوکھلاہٹ تھی کہ عمران نے بھی اچانک پوری قوت سے بریک لگا دیئے اور گاڑی کے ٹائروں نے ایک طویل چیخ مار کر سڑک کو پکڑ لیا۔

"عمران صاحب"...... راشیل نے گاڑی رکتے ہی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اسی لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کیمرے میں سے سرخ رنگ کی ایک لہر نکلی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا تمام جسم یکدم مفلوج ہوتا چلا گیا ہو۔ باوجود کوشش کے وہ اپنے جسم کو حرکت نہ دے سکا البتہ اس کا ذہن ہوشیار تھا۔

راشیل نے تیزی سے کیمرہ واپس بکس میں ڈالا اور بکس اس نے وہیں سیٹ پر رہنے دیا اور کار سے نیچے اتر کر دوسری طرف آ کر اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور عمران کو گھسیٹ کر باہر کھینچ لیا۔ عمران یوں سڑک پر آگرا جیسے وہ گوشت پوست کا ایک بے جان سا

لوتھڑا ہو۔

راشیل اسے بیدردی سے گھسیٹتا ہوا کار کے آگے لے گیا اور پھر اس نے اسے سڑک کے عین درمیان میں لٹا دیا۔

" تمہارے جیسے دلچسپ آدمی کو ختم کرنے کو دل تو نہیں چاہتا بہرحال مجبوری ہے "...... راشیل نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے قدرے افسوس بھرے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس کار کی طرف چل پڑا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے کے بعد اس نے سٹیرنگ سنبھالا اور پھر کار کو ریورس گیئر میں ڈال کر پیچھے ہٹانا شروع کر دیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ عمران اور کار کے درمیان کافی فاصلہ پیدا کر دے تاکہ خاصی سپیڈ سے کار دوڑاتا ہوا سڑک پر پڑے ہوئے عمران کو کچل سکے۔

کافی پیچھے آنے کے بعد اس نے ریورس گیئر کی بجائے پہلا گیئر بدلا اور پھر ایک جھٹکے سے ایکسیلیٹر دبا دیا۔ کار اچھل کر آگے بڑھی اور پھر تیزی سے دوڑتی ہوئی سڑک پر مفلوج پڑے عمران کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

البرٹ نے کرائے پر حاصل کردہ کار کو کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو کے سامنے روکا اور پھر دوسری سیٹ پر پڑے ہوئے بیگ کو اٹھا کر نیچے اتر آیا۔ کار کا دروازہ بند کر کے وہ بیگ اٹھائے بڑے اطمینان سے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ ابھی چند لمحے پہلے جب وہ اپنے ہوٹل سے نکلا تھا تو اس نے ہوٹل کے کاؤنٹر سے شہر کا نقشہ حاصل کر لیا تھا۔ اس لئے اسے کنگ روڈ ڈھونڈنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی تھی اور پھر کنگ روڈ پر پہنچتے ہی اس کی نظریں دو سو نمبر فلیٹ پر پڑ گئی تھیں اور اس نے کار روک دی تھی۔

سیڑھیاں چڑھ کر جب وہ فلیٹ کے دروازے پر پہنچا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے کال بیل دبا دی۔ اندر گھنٹی بجنے کی تیز آواز اسے سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد اسے دروازے کے قریب آتی ہوئی قدموں کی چاپ سنائی دی اور پھر دروازہ یکدم کھل گیا۔ ایک شخص

اسے سوالیہ نظروں سے گھور رہا تھا۔

"مسٹر علی عمران سے ملنا ہے"...... البرٹ نے اس آدمی کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ موجود نہیں ہیں"...... اس شخص نے اکھڑے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دروازہ بند کرنے کی کوشش کی مگر البرٹ نے اچانک اسے دھکا دیا اور پھر اسے دھکیلتا ہوا فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ہوا ریوالور چمک رہا تھا۔

"مجھے علی عمران سے ملنا ہے۔ ابھی اور اسی وقت بتاؤ وہ کہاں ہے"...... البرٹ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی نال اس شخص کے سینے پر رکھتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ج۔جناب۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں تو ایک ہفتے بعد ابھی چند لمحے پہلے واپس آیا ہوں"...... اس شخص نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم علی عمران کے کیا لگتے ہو"...... البرٹ نے پوچھا۔

"میں ان کا باورچی ہوں جناب سلیمان۔ میرا والد بیمار تھا اس لیے میں چھٹی لے کر گاؤں چلا گیا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا ہوں تو فلیٹ خالی تھا صاحب کہیں گئے ہوئے ہیں"...... سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران واپس آیا تو اسی فلیٹ میں ہی آئے گا"...... البرٹ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جناب۔ آئیں گے تو یہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ کب آئیں

گے"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم اپنا منہ دوسری طرف کر لو۔ میں واپس چلا جاتا ہوں"...... البرٹ نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور سلیمان نے اس کے واپس جانے کا سن کر تیزی سے اپنا رخ بدل لیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ البرٹ نے اس کے گھومتے ہی تیزی سے ریوالور کو نال سے پکڑا اور پھر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے سلیمان کے سر پر مار دیا۔ پہلی ضرب ہی اتنی قوت سے لگی تھی کہ سلیمان کے لئے کافی ثابت ہوئی اور سلیمان آٹے کے بورے کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ البرٹ نے تیزی سے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر مڑ کر سب سے پہلے دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے بیگ کھولا اور اس کے ایک خانے میں رکھی ہوئی ایک پتلی سی پتی نکال کر اس نے اس کمرے کے اندرونی دروازے پر رکھے ہوئے پائیدان کے نیچے رکھ دی۔ پتی کو پائیدان کے نیچے رکھنے سے پہلے اس نے پتی کا ایک کونا بھی احتیاط سے ذرا سا موڑ دیا تھا۔ یہ ایک انتہائی خطرناک بم تھا۔ جیسے ہی پائیدان پر زور پڑتا پتی کا مڑا ہوا حصہ سیدھا ہو جاتا اور اس کے ساتھ ہی بم پھٹ پڑتا اور یہ بم اتنا خوفناک تھا کہ پورا فلیٹ یقیناً تباہ ہو جاتا۔

بم پائیدان کے نیچے رکھنے کے بعد وہ سلیمان کی طرف بڑھا اور پھر اس نے بیگ میں موجود نائیلون کی ایک ڈوری نکال کر سلیمان کے ہاتھ اور پاؤں اچھی طرح باندھ دیئے۔ اس نے اپنا رومال نکال کر اسے

سلیمان کا منہ کھول کر اس میں گولہ بنا کر ڈالا اور پھر منہ پر بھی پٹی باندھ دی تاکہ سلیمان ہوش میں آکر چیخ چلا نہ سکے۔ پھر سلیمان کو گھسیٹ کر ایک طرف ڈالا اور چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا وہ فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ اس فلیٹ کا دروازہ پوری طرح بند نہ کیا تاکہ اس کا آٹو میٹک لاک نہ لگ جائے اور پھر اندر سے کھولے بغیر وہ کھل ہی نہ سکے اسے معلوم تھا کہ جب بھی عمران واپس فلیٹ میں آئے گا۔ وہ سب سے پہلے سلیمان کو کھولے گا اور چونکہ سلیمان کو کھولنے میں کچھ وقت لگے گا۔ اس لئے عمران مطمئن ہو جائے گا کہ فلیٹ میں کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ مگر اس کے بعد جیسے ہی اس کا یا سلیمان کا پیر اندرونی کمرے کے پائیدان پر پڑے گا۔ ایک خوفناک دھماکے سے فلیٹ تباہ ہو جائے گا اور ان دونوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے اور اس طرح وہ اطمینان سے ہوٹل میں بیٹھا ہوگا کہ اس کا شکار انجام کو پہنچ جائے گا۔ وہ براہ راست لڑنے اور قتل کرنے کی بجائے شکار کے خاتمے کے لئے ایسے ہی طریقے استعمال کرتا تھا۔ اس طرح کامیابی بھی یقینی ہو جاتی تھی اور اس کی اپنی شخصیت بھی ہر قسم کے شک اور خطرے سے بچ جاتی تھی۔ فلیٹ سے نکل کر وہ کار میں آبیٹھا اور پھر اس نے اس کا رخ واپس ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔

مادام برتھا نے پاکیشیا آنے سے پہلے مجرموں کی اس تنظیم سے رابطہ پیدا کیا جسے کراس ورلڈ آرگنائزیشن کہا جاتا ہے۔ یہ تنظیم پوری دنیا کے معروف مجرموں جاسوسوں اور اہم شخصیات کا ریکارڈ رکھتی تھی اور اس کا کام ہی یہی تھا کہ معقول معاوضے پر ہر شخص کے متعلق تفصیلات مہیا کر دیا کرتی تھی۔ مادام برتھا انتہائی ٹھنڈے دماغ کی مالکہ تھی۔ وہ بہت سوچ بچار کر کے کام کرنے کی عادی تھی۔ البرٹ نے جب سے نیا کام حاصل کیا تھا۔ وہ اسی سوچ میں غرق تھی کہ ایک بین الاقوامی تنظیم کسی عام آدمی کے قتل کے لئے اسی لاکھ ڈالر کبھی بھی خرچ نہیں کر سکتی اور نہ ہی وہ اس قسم کے آدمی کے لئے ماسٹر کلرز سے رابطہ قائم کر سکتی ہے۔ بے شمار پیشہ ور قاتل ایسے تھے جو انتہائی کم معاوضے پر ایک عام آدمی کو قتل کر سکتے تھے۔ پھر آخر ماسٹر کلرز کو اتنا گراں قدر معاوضہ کیوں دیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ علی عمران

کوئی عام شخصیت نہیں ہے بلکہ وہ کوئی انتہائی اہم شخص ہوگا۔ چنانچہ یہی سوچ کر اس نے کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس نے سوچا تھا کہ اگر کراس ورلڈ آرگنائزیشن کے پاس عمران کا ریکارڈ ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ عام آدمی نہیں ہے اور اس طرح اس کے متعلق تفصیلات کا بھی علم ہو جائے گا اور تفصیلات جاننے کے بعد اس کی نفسیات کے مطابق ہی اس کے شکار کا پروگرام بنایا جا سکتا ہے۔ اسے ماسٹر کلرز کے باقی ممبران کی نفسیات کا بھی اچھی طرح علم تھا کہ حبشی جوانا ایئرپورٹ سے اترتے ہی سیدھا عمران کے فلیٹ پر جائے گا اور اپنے ہاتھوں اس کی گردن توڑنے کی کوشش کرے گا اور راشیل عمران کو کسی اکیلی جگہ گھیرنے کا فیصلہ کرے گا اور پھر اس کے خاتمے کی کوشش کرے گا جبکہ البرٹ عمران کے فلیٹ میں بم چھپا دے گا اور پھر بم کے پھٹنے اور عمران کے مرنے کا اطمینان سے انتظار کرے گا لیکن مادام برتھا اس قسم کے کھیل نہیں کھیلتی تھی۔ وہ شکار کی نفسیاتی کمزوریوں کو جانچ کر ایک جامع قسم کا منصوبہ بناتی۔ ایسا منصوبہ جس کے ناکام ہونے کا ایک فی صد بھی امکان نہ ہوتا تھا اور پھر یہ منصوبے بعض اوقات بظاہر اتنے بچگانہ ہوتے تھے کہ انہیں سن کر ہنسی آتی تھی مگر ان کا نتیجہ ہمیشہ مادام برتھا کی توقع کے عین مطابق ہوتا تھا۔

مادام برتھا نے ٹیلی فون پر کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے رابطہ قائم کیا تھا وہ اپنے کمرے میں بیٹھی ان کی طرف سے آنے والی کال کی منتظر

تھی۔

اسی وقت کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام برتھا نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"مادام برتھا سپیکنگ"...... اس نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"مادام۔ تراگ سے آپ کی کال ہے۔ ہولڈ کیجئے"...... فارن لائن آپریٹر کی خوشگوار آواز اس کے کانوں میں پڑی اور مادام کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"ہیلو۔ ریکارڈ سیکرٹری کے۔ ڈبلیو۔ اے سپیکنگ"...... چند لمحوں بعد ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ میں ناراک سے مادام برتھا بول رہی ہوں۔ مجھے ایک شخص کے بارے میں معلومات چاہئیں"...... مادام برتھا نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"اس شخص کے بارے میں تفصیلات بتایئے۔ اگر اس کا ریکارڈ ہمارے پاس ہوا تو آپ کو ارسال کر دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کا نام علی عمران ہے اور پاکیشیا کے دارالحکومت میں رہتا ہے اور......" مادام نے شاید اس کا پتہ بتانا چاہا تھا۔

"بس۔ بس۔ میں سمجھ گیا۔ اس کا ریکارڈ آپ کو مل جائے گا۔ زیادہ تفصیلات بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس کا تو نام ہی کافی ہے"۔ سیکرٹری نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"تو کیا یہ کوئی اہم شخصیت ہے"..... مادام برتھا نے چونک کر پوچھا۔

"آپ اہم کی بات کر رہی ہیں مادام یہ شخص تو پوری دنیا کے جرائم پیشہ لوگوں میں شیطان کی طرح مشہور ہے۔ بین الاقوامی تنظیمیں تو اسے معصوم موت کا فرشتہ کے نام سے یاد کرتی ہیں۔ اگر آپ اس کے خلاف کوئی اقدام کرنا چاہتی ہیں تو پھر انتہائی سوچ سمجھ کر کیجئے۔ یہ دنیا کا سب سے خطرناک شخص ہے"..... سیکرٹری نے ازراہ ہمدردی اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ آپ اس کا ریکارڈ سپیشل مینجر کے ہاتھ روانہ کر دیجئے۔ مجھے زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں مل جانا چاہئے"۔ مادام نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل مینجر کے ذریعے اور وہ بھی دو گھنٹوں میں۔ مگر مادام اس پر آپ کا خرچہ کافی آ جائے گا"..... سیکرٹری نے کہا۔

"خرچے کی فکر نہ کرو اور مکمل ریکارڈ جلد از جلد بھجوا دو"..... مادام نے کہا۔

"او کے مادام۔ دو گھنٹے تک ریکارڈ آپ کو مل جائے گا"..... دوسری طرف سے سیکرٹری نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ کراس ورلڈ آرگنائزیشن کے ریکارڈ سیکرٹری نے جس انداز میں عمران کے متعلق بات کی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس بار انتہائی مشکل شکار سے واسطہ پڑنے والا ہے جبکہ باقی ممبران اسے

انتہائی آسان شکار سمجھے ہوئے تھے۔ اسے بہرحال اس بات کی خوشی ہو رہی تھی کہ اس نے جذبات میں آ کر بغیر معلومات کے کوئی منصوبہ نہیں بنا لیا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے منصوبہ کی ناکامی یقینی ہوتی۔

اور اب اسے علی عمران کے متعلق تفصیلات کا انتظار تھا۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اس نے دوسری صبح کی فلائیٹ سے پاکیشیا جانے کے لئے بکنگ کرا لی۔ اسے یقین تھا کہ وہ رات کو سوچ سمجھ کر عمران کو قتل کرنے کا کوئی یقینی منصوبہ تیار کر لے گی اور پھر دو گھنٹے تک شدید انتظار کے بعد ایک آدمی نے مادام برتھا کو لا کر ایک لفافہ دیا اور اس کے ساتھ ایک بل بھی تھا جس پر بہت بڑی رقم بطور معاوضہ خرچہ کے درج تھی۔ مادام برتھا نے اس رقم کا چیک لکھ کر مینجر کے حوالے کیا اور اس سے لفافہ حاصل کر لیا۔ یہ ایک بڑے سائز کا لفافہ تھا۔ مادام نے لفافہ کھولا تو اس میں سے عمران کا ایک فوٹو نکل آیا۔ اس فوٹو میں وہ کسی سے لڑنے میں مصروف تھا اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کے فن میں انتہا درجے کی مہارت رکھتا ہے۔ لفافے میں فوٹو کے علاوہ بڑے سائز کے تین کاغذ تھے جن پر علی عمران کے متعلق تفصیلات درج تھیں۔ مادام برتھا کی نظریں بڑی بے چینی سے ان کاغذات پر دوڑنے لگیں۔ جیسے جیسے وہ انہیں پڑھتی جاتی تھی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔ جب مادام برتھا نے تینوں کاغذ پڑھ لئے تو اس کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں اور آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے آثار بھی

موجود تھے۔ کاغذات پر درج تفصیلات کے مطابق عمران انتہائی عیار خطرناک حد تک ذہین، مارشل آرٹ کا ماہر، میک اپ کے فن میں سب سے آگے اور مجرموں کے حق میں حد درجہ سفاک واقع ہوا تھا۔ مگر بظاہر وہ انتہائی احمق، بے ضرر اور مسخرہ سا معلوم ہوتا تھا۔ کاغذات میں ان بین الاقوامی مجرم تنظیموں کی ایک طویل فہرست درج تھی جو عمران سے ٹکرائیں اور پھر اس کے ہاتھوں فنا ہو گئیں۔ البتہ کاغذات پر ایک اہم بات درج تھی کہ عمران اپنے فلیٹ پر بہت کم رہتا ہے۔ وہاں اس کا باورچی سلیمان رہتا ہے جبکہ عمران زیادہ تر رانا ہاؤس میں وقت گزارتا ہے۔ جس کا پتہ بھی دیا گیا تھا اور رانا ہاؤس میں اس کا ساتھی ایک گرانڈیل حبشی جوزف ہوتا ہے جو خود بھی مارشل آرٹ کا ماہر اور انتہائی طاقتور ہے۔ کاغذات کے مطابق عمران کو صنف نازک سے کبھی دلچسپی نہیں رہی اور خوبصورت سے خوبصورت لڑکی بھی اسے بے وقوف نہیں بنا سکتی۔ اسی طرح کی اور بھی کئی تفصیلات ان کاغذات میں درج تھیں۔ عمران کے خاندانی حالات اور اس کے خاندان کے افراد کے متعلق بھی اس میں تفصیلات دی گئی تھیں۔

مادام برتھا نے کئی بار ان تفصیلات کو پڑھا اور پھر کاغذات میز پر رکھ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور گہری سوچ میں غرق ہو گئی۔ وہ عمران کے خاتمے کے لئے کوئی یقینی منصوبہ تیار کرنا چاہتی تھی۔ مگر جو بھی منصوبہ اس کے ذہن میں آتا اس میں کافی سوچ بچار کے بعد کوئی نہ کوئی ایسی خامی نکل آتی جس کی وجہ سے وہ اسے مسترد کر دیتی اور پھر

کسی نئے منصوبے پر غور کرنے لگتی۔

اسی سوچ بچار میں تقریباً آدھی رات گزر گئی اور پھر اچانک ایک اچھوتا منصوبہ اس کے ذہن میں آگیا اور مادام برتھا خوشی سے اچھل پڑی۔ یہ ایک شاندار منصوبہ تھا اور مادام برتھا کو کافی سوچ بچار کے بعد بھی اس میں کوئی خامی نظر نہ آئی۔ تو اس نے اس منصوبے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ اس نے اس فیصلے پر عملدرآمد کے لئے ضروری تفصیلات اپنے ذہن میں طے کیں اور پھر وہ الارم لگا کر اطمینان سے سو گئی۔ تاکہ صبح جلدی اٹھ کر وہ پہلی فلائیٹ سے پاکیشیا پہنچ سکے۔ اب اسے مکمل اطمینان تھا کہ وہ عمران کو موت کے جال میں پھنسا لینے میں لازماً کامیاب ہو جائے گی۔

ٹائیگر اپنے کمرے میں بیٹھا ایک سائنسی میگزین دیکھنے میں مگن تھا کہ قریب پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ٹائیگر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ"..... ٹائیگر نے کہا۔

"عمران سپیکنگ"..... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر عمران کی آواز سن کر بری طرح چونک پڑا۔ کافی عرصے سے عمران نے ٹائیگر کو نظر انداز کیا ہوا تھا اور وہ فارغ رہتے رہتے اب بری طرح تنگ آگیا تھا۔

"اوہ۔ باس۔ شکر ہے آپ نے مجھے یاد تو کیا۔ میں تو فارغ رہ رہ کر تنگ آگیا تھا"..... ٹائیگر نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کتنے تنگ ہوگئے ہو کہیں ٹائیگر سے بلی تو نہیں بن گئے"۔ عمران کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے نہیں باس۔ ٹائیگر ٹائیگر ہی ہے۔ حکم کریں"..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں شہر میں ایک ایسے حبشی کو تلاش کرنا ہے جو جوزف سے بھی قد و قامت میں باہر ہے۔ اس کا نام جوانا ہے اور اس کی خاص شناخت یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر درمیان میں نیلے رنگ کا ایک ستارہ کھدا ہوا ہے"..... عمران نے احکام دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں اسے جلد ہی تلاش کر لوں گا"..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"جب تم اسے تلاش کر لو تو مجھے اطلاع کر دینا۔ مگر خیال رکھنا اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کر بیٹھنا وہ انتہائی طاقتور اور خطرناک لڑاکا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم واقعی ٹائیگر سے بلی بن جاؤ اور مجھے تمہارے لئے دودھ کا انتظام کرنا پڑے"..... عمران نے کہا۔

"دیکھا جائے گا باس۔ پہلے میں اسے تلاش تو کر لوں"..... ٹائیگر نے قدرے ناگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسے عمران کا یہ فقرہ خاصا ناگوار گزرا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو دنیا میں سب سے ماہر لڑاکا سمجھتا تھا۔

"ٹھیک ہے اسے تلاش کر کے مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع کر دینا اور اس کی مکمل نگرانی کرنا۔ بائی بائی"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر خود اٹھ کر تیزی سے غسل

خانے میں گھس گیا اس کے ذہن میں عمران کی بات کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس حبشی کو تلاش کر کے عمران کو اطلاع دینے سے پہلے اس سے ٹکرا جائے گا اور پھر اس حبشی کو ٹوٹی ہوئی ہڈیوں سمیت عمران کے حوالے کر دے گا تاکہ عمران کو معلوم ہو سکے کہ ٹائیگر ٹائیگر ہی ہے۔

چست لباس پہن کر اور جیب میں ریوالور ڈال کر وہ تیزی سے چلتا ہوا ہوٹل سے باہر آ گیا۔ جہاں پارکنگ شیڈ میں اس کی موٹر سائیکل موجود تھی۔ اس کا ارادہ تھا کہ ایک بار وہ موٹر سائیکل پر پورے شہر کا راؤنڈ لگائے گا۔ شاید وہ حبشی کہیں سڑک پر چلتا ہوا نظر آ جائے۔ اگر ایسے بات نہ ہی تو پھر وہ ہوٹلوں میں جا کر اسے تلاش کر لے گا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور پھر اس کی موٹر سائیکل شہر کی سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ موٹر سائیکل کی رفتار اس نے درمیانی ہی رکھی تاکہ وہ آسانی سے ارد گرد کے لوگوں کا جائزہ لے سکے۔ دو تین سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ جیسے ہی سرکلر روڈ پر پہنچا۔ اس نے دور سے عمران کی کار جاتی ہوئی دیکھ لی اور پھر موٹر سائیکل کی رفتار تیز کر کے وہ ایک بار عمران کی کار کو کراس کرتا ہوا گزر گیا۔ اس نے کن انکھیوں سے دیکھ لیا تھا کہ عمران خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر کوئی غیر ملکی ہاتھ میں کیمرہ اٹھائے ہوئے موجود تھا۔ عمران اس سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ مگر اگلے ہی چوک پر سرخ بتی کی

وجہ سے اسے رکنا پڑا اور چند لمحوں بعد عمران کی کار بھی چوک پر پہنچ گئی۔ مگر دوسرے لمحے ٹائیگر کار کو دائیں طرف مڑتے دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ اس طرف جانے والی سڑک خاصی غیر آباد اور سنسان رہتی تھی۔ کیونکہ وہ خاصی ٹوٹی پھوٹی ہوئی تھی۔

ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ عمران آخر اچھی سڑکیں چھوڑ کر اس ٹوٹی پھوٹی اور غیر آباد سڑک کی طرف کیوں مڑ گیا ہے۔ مگر پھر اس نے اپنے ذہن کو جھٹک دیا۔ عمران کوئی بچہ نہ تھا کہ وہ غلطی کرتا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ عمران کا ہر کام جو بظاہر کتنا ہی مضحکہ خیز کیوں نہ دکھائی دیتا ہو کوئی نہ کوئی رمز ضرور اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لئے سبز بتی ہوتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ مگر نجانے کیا بات تھی کہ کوئی نہ کوئی بات اس کے ذہن میں کھٹک رہی تھی۔ شاید یہ اس کی چھٹی حس تھی۔ آخر اگلے چوک پر پہنچنے تک اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس سنسان سڑک پر عمران کے پیچھے جائے گا چاہے یہ بات بے نتیجہ ہی کیوں نہ ثابت ہو مگر اس کا ذہن تو کم از کم مطمئن ہو جائے گا۔

چنانچہ اس نے اگلے چوک سے موٹر سائیکل موڑی اور پھر ایک بائی پاس روڈ پر وہ موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا تیزی سے اس سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا جس پر عمران نے کار موڑی تھی۔ یہ بائی پاس روڈ تقریباً اسی سڑک کے درمیان میں جا ملتی تھی۔

ٹائیگر جب مین روڈ کے قریب پہنچا تو اچانک اس نے موٹر سائیکل روک لی۔ یہاں سے سڑک ایک موڑ کاٹ کر بڑی سڑک سے جا ملتی تھی

اور موڑ کاٹنے سے پہلے چونکہ یہ سڑک ایک پل کی وجہ سے کچھ اونچی ہو گئی تھی۔ اس لئے ٹائیگر کو سامنے سڑک پر ایک حیرت انگیز منظر نظر آیا۔ عمران کی کار سڑک کے کنارے رکی ہوئی تھی اور عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا غیر ملکی عمران کو گھسیٹ کر کار سے باہر نکال رہا تھا چونکہ اس غیر ملکی کی اس بائی روڈ کی طرف پشت تھی اس لئے وہ ٹائیگر کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے اور موٹر سائیکل پر آگے جانے سے وہ غیر ملکی ہوشیار ہو سکتا تھا کیونکہ ہیوی موٹر سائیکل کی آواز دور سے سنائی دیتی تھی۔ اس لئے اس نے موٹر سائیکل وہیں ایک سائیڈ پر کھڑی کی اور خود تیزی سے مین روڈ کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

جب موڑ کاٹ کر وہ مین روڈ کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ عمران بے حس و حرکت سڑک کے درمیان پڑا ہوا ہے۔ جبکہ وہ غیر ملکی عمران کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا کار کو ریورس گیئر میں ڈالے پیچھے لئے جا رہا ہے۔ گاڑی بیک کرنے کی وجہ سے غیر ملکی کی توجہ پیچھے کی طرف تھی اس لئے وہ ٹائیگر کو چیک نہ کر سکا۔

ٹائیگر وہیں سڑک کے کنارے موجود ایک بڑے سے درخت کے تنے کے پیچھے ہو گیا اسے یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ عمران کو یوں سڑک پر ڈال کر وہ غیر ملکی کار کو پیچھے کیوں لئے جا رہا ہے اور پھر اچانک عمران کا یوں بے حس و حرکت ہو جانا بھی اس کے لئے حیرت انگیز تھا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا جب اس نے کار کو خاصے فاصلے

پر رکتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لمحے کار اچھل کر آگے بڑھی اور ٹائیگر اس غیر ملکی کا سارا منصوبہ سمجھ گیا۔ وہ سڑک پر پڑے ہوئے عمران کو کار سے کچل دینا چاہتا تھا اور اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اس نے کار کو خاصے فاصلے تک بیک کیا تھا تاکہ عمران کے زندہ بچ جانے کا کوئی چانس باقی نہ رہے۔ کار آندھی اور طوفان کی طرح عمران کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ ٹائیگر نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا کار ابھی عمران سے کم از کم دس فٹ دور تھی کہ اس کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور ایک دھماکے سے کار کا اگلا ٹائر برسٹ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کار کا رخ یکدم مڑا اور وہ عمران کے بالکل قریب پہنچتے پہنچتے تیزی سے بائیں سمت مڑتی چلی گئی۔ عمران بس بال بال بچا تھا۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر ٹائر برسٹ کیا تھا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ وہ اگر چاہتا تو اس غیر ملکی پر بھی گولی چلا سکتا تھا کیونکہ ڈرائیونگ سیٹ اسی کی طرف تھی مگر وہ اتنی بات سمجھتا تھا کہ غیر ملکی کے مرنے یا زخمی ہونے کے باوجود کار اتنی جلدی نہ رکے گی اور عمران کو کچلتی ہوئی آگے بڑھ جائے گی۔ اس لئے اس نے کار کا رخ فوری طور پر موڑنے کے لئے اس کے ٹائر پر فائر کیا تھا اور وہی ہوا۔ کار کا رخ عمران کے بالکل قریب سے مڑ گیا جیسے ہی کار کا رخ مڑا ٹائیگر تیزی سے دوڑتا ہوا سڑک پر پہنچ گیا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی بائیں طرف موجود درختوں کے جھنڈ میں گھستی چلی گئی۔ ٹائیگر کو یقین تھا کہ کار اس غیر ملکی سے نہ سنبھل سکے گی اور یقیناً کسی نہ کسی درخت

سے ٹکرا جائے گی مگر وہ غیر ملکی بھی شاید ماہر ڈرائیور تھا کہ ٹائر برسٹ ہونے کے باوجود اس نے کار پر قابو پالیا تھا اور اسے درختوں سے بچا کر اندر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے عمران کو جھک کر اٹھایا اور پھر اسے لا کر درختوں کی آڑ میں لٹا دیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا تھا کہ کار کے پیچھے دوڑ لگا دے اور اس غیر ملکی کو پکڑ لے۔ مگر پھر اسے خیال آ گیا تھا کہ ہو سکتا ہے اس دوران سڑک پر کوئی اور کار آنکلے اور عمران نیچے کچلا جائے۔ اس لئے اس نے فوری طور پر عمران کو سڑک سے ہٹا لینا ہی مناسب سمجھا تھا۔

عمران کو درخت کی آڑ میں لٹا کر وہ ایک بار پھر کار کی طرف دوڑا۔ سڑک کراس کر کے جب مختلف درختوں کی آڑ لیتا ہوا وہ کار کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ کار خالی پڑی ہوئی تھی اور غیر ملکی غائب تھا۔ اس نے ایک درخت پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھا۔ مگر غیر ملکی شاید اس دوران درختوں کی آڑ لے کر خاصی دور جا چکا تھا اور ظاہر ہے اب اس کے پیچھے جانا فضول تھا۔ اس لئے ٹائیگر واپس مڑا اور پھر واپس سڑک پر آکر وہ اس درخت کے پیچھے پہنچا جہاں عمران کو لٹا گیا تھا۔ تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمران درخت کے تنے کا سہارا لے کر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کے باوجود اس کا جسم لڑکھڑا رہا تھا۔

"آپ بیٹھیں باس۔ اب خطرہ دور ہو چکا ہے"..... ٹائیگر نے

عمران کو سہارا دیتے ہوئے کہا اور عمران دوبارہ زمین پر بیٹھ گیا۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا اور پھر آہستہ آہستہ اس کی حالت سنبھلتی چلی گئی۔

"شکریہ ٹائیگر۔ تم ٹھیک وقت پر پہنچ گئے ورنہ میرا کباڑا ہو گیا تھا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے زبان کھولی۔

"مگر باس۔ یہ ہوا کیسے"..... ٹائیگر نے پوچھا۔

"بس لاعلمی میں مار کھا گیا۔ فلیٹ سے اترتے ہی وہ غیر ملکی مل گیا۔ اس کے پاس ناراک ٹائمز کا سپیشل کارڈ تھا اور پھر کیمرہ بھی موجود تھا۔ اس لئے میں اس کی اصل شخصیت کو نہ سمجھ سکا۔ میں دراصل اسے پوسٹ آفس پہنچانے لے جا رہا تھا۔ شارٹ کٹ کی وجہ سے میں نے اس سڑک پر گاڑی موڑی۔ مگر اچانک اس نے کیمرے سے فلائم ریز مجھ پر ماری اور میرا پورا جسم مفلوج ہو گیا"..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ کار چھوڑ کر بھاگ گیا ہے باس"..... ٹائیگر نے اسے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا۔ اگر وہ کار سمیت بھاگ جاتا تو پھر میں اس کا کیا بگاڑ لیتا۔ شریف آدمی تھا کار چھوڑ گیا"..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر عمران کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے میں نے تمہیں پیچھے چوک پر دیکھا تھا۔ مگر تم تو آگے جا رہے تھے پھر کیسے ٹپک پڑے"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اب وہ مکمل

طور پر ٹھیک ٹھاک تھا۔ فلائم ریز کا اثر چونکہ وقتی ہوتا تھا۔ اس۔ اب اس کا اثر ختم ہو چکا تھا۔

"بس باس۔ اچانک میری چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجایا ا پھر میں اگلے چوک سے آنے والی بائی روڈ پر گھومتا ہوا ادھر آنکلا"۔ ٹا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ چھٹی حس آج تک چھٹی ہی رہی۔ کبھی ساتویں نہیں سکی۔ بہرحال بہت بہت شکریہ"...... عمران نے ہنس کر سڑک طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں باس۔ اس میں بھلا شکریئے کی کیا بات ہے"۔ ٹائ بے اختیار جھینپ گیا۔

"ویسے مجھے بے حد خوشی ہے کہ تم نے ذہانت سے کام لیا اور کار ٹائر برسٹ کر دیا۔ اس طرح کار یقینی طور پر مڑ گئی"...... عمران ۔ اس کی ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کا دل بلیوں اچھ لگا۔ کیونکہ عمران کی تعریف ہی اس کے لئے سند کا درجہ رکھتی تھی۔ دونوں سڑک کراس کر کے ذخیرے میں موجود کار کے پاس آئے اور ٹائیگر نے سب سے پہلے کار کا پہیہ بدلا۔

"تمہارا موٹر سائیکل کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ بائی روڈ کے موڑ پر ہے۔ میں نے اسے وہیں چھوڑ دیا تھا تاکہ غیر ملکی اس کی آواز سن کر چوکنا نہ ہو جائے"...... ٹائیگر نے جواب د

"آؤ پھر میرے ساتھ بیٹھو۔ میں تمہیں وہاں چھوڑ دوں گا"۔ عمرا

نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

عمران نے کار موڑی اور سڑک پر آکر اسے بائی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ چند لمحوں بعد کار سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے موٹر سائیکل کے قریب جا کر رک گئی اور ٹائیگر دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

"اب میرے پیچھے آنے کی ضرورت نہیں۔ تم اس حبشی کو تلاش کرو اور سنو ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اس سے ٹکرانے کی حماقت نہ کرنا بس اس کی نگرانی کرتے رہنا اور مجھے اطلاع دے دینا"...... عمران نے ٹائیگر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران ہاتھ ہلاتے ہوئے کار کو آگے بڑھا لے گیا۔

عمران کی کار جانے کے بعد ٹائیگر نے موٹر سائیکل سنبھالا اور پھر وہ اس ٹوٹی پھوٹی سڑک پر آگیا تاکہ جلد از جلد مین روڈ تک پہنچ سکے۔

جوانا کو جیسے ہی ہوش آیا۔ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس کے دماغ میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے دماغ میں مسلسل بم پھٹ رہے ہوں۔ یہ اس کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ وہ ایک عام سے آدمی کے ہاتھوں بے ہوش ہوا تھا دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں فوری طور پر یہی خیال آیا کہ وہ حبشی اور عمران دونوں اس کے بے ہوش ہوتے ہی اس سے خوفزدہ ہو کر یہاں سے فرار ہو گئے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جیسے ہی جوانا ہوش میں آیا ان دونوں کی موت یقینی ہے اور پھر اس کی اپنی دماغی حالت بھی کچھ بہتر نہیں تھی۔ اس لئے اس نے فوری طور پر یہی فیصلہ کیا کہ وہ فی الحال اپنے ہوٹل جا کر آرام کرے اور پھر دوبارہ اس فلیٹ میں آکر شکار کی گردن توڑ دے۔ یہی سوچتا ہوا وہ تیزی سے سیڑھیوں سے اترتا فلیٹ سے نیچے آیا اور پھر یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اسے خالی ٹیکسی کے

انتظار میں زیادہ دیر کھڑا نہ ہونا پڑا۔

"ہوٹل جمیس"..... جوانا نے اپنے جسم کو سمیٹ سمٹا کر ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

جوانا ٹیکسی میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ عمران کے جسم میں بھی بے پناہ پھرتی اور قوت بھری ہوئی تھی کہ اس کی مشین کی طرح چلنے والی ٹانگوں نے جوانا کے سر کا بھرکس بنا دیا تھا۔ بہرحال وہ چونکہ اسے قتل کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے کچھ زیادہ سوچ بچار نہ کیا اور جب ٹیکسی ہوٹل جمیس کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تو جوانا نے اتر کر ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر لفٹ پر سوار ہو کر چوتھی منزل پر سیدھا اپنے کمرے میں جا پہنچا۔ کمرے میں پہنچتے ہی وہ بستر پر دراز ہوا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ کچھ دیر تک آرام کرنا چاہتا تھا۔ بستر پر لیٹتے ہی اسے نیند آگئی اور جب دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو اسے سوئے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے۔

اب جوانا بالکل تروتازہ ہو چکا تھا۔ وہ اچھل کر بستر سے نیچے اترا اور غسل خانے میں گھس گیا۔ ٹھنڈے پانی سے کافی دیر تک غسل کرنے کے بعد جب وہ کپڑے بدل کر باہر آیا تو وہ پہلے جیسا جوانا بن چکا تھا۔

کمرے سے باہر نکل کر وہ سیدھا ڈائننگ ہال میں آیا اور پھر اس نے ہال کے ایک کونے میں پڑی ہوئی خالی میز کو تاڑ لیا۔ ہال میں موجود لوگ اس کے دیو زاد جسم کو دیکھ کر خاصے مرعوب لگتے تھے۔ مگر جوانا

ایسی نظروں کا عادی تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا اس خالی میز
پہنچا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے ویٹر وہاں پہنچا اور اس
نے ایک بڑا سا مینو کارڈ بڑے مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے رکھ
دیا۔

"اس مینو کو لے جاؤ اور اس میں جو کچھ درج ہے وہ سب لے آؤ۔ مگر جلدی مجھے بھوک لگی ہوئی ہے"...... جوانا نے لاپرواہ سے لہجے میں ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمام مینو۔ سر"...... ویٹر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔ جوانا شاید اس کی زندگی میں پہلا گاہک تھا جو پورا مینو طلب کر رہا تھا۔

"ہاں ہاں سب۔ مگر جلدی"...... جوانا نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا اور ویٹر کارڈ اٹھائے تیزی سے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد چار ویٹر بڑی بڑی ٹرے اٹھائے وہاں پہنچے اور انہوں نے بے شمار قسم کے سالنوں سے بھری ہوئی پلیٹیں جوانا کے سامنے رکھنی شروع کر دیں انہوں نے جوانا کی میز کے ساتھ ایک اور بھی لگا دی تھی اور پھر دوسری میز بھی کھانوں سے بھر گئی۔

"ابھی آدھا مینو مکمل ہوا ہے جناب۔ آپ یہ کھا لیں تو باقی آدھا سرو کر دیں گے"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جوانا نے کہا اور پھر وہ ندیدوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑا۔ اس کے بڑے بڑے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے اور سالنوں کی بھری ہوئی پلیٹیں یوں خالی ہوتی جا رہی تھیں جیسے

جوانا کی بجائے جنات کھانا کھا رہے ہوں آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں جوانا نے ساری پلیٹیں صاف کر دیں۔

اور پھر ویٹروں نے خالی پلیٹیں ہٹا کر کھانے کی مزید پلیٹوں سے دونوں میزیں بھر دیں اور جوانا ایک بار پھر کھانے پر ٹوٹ پڑا۔

ہال میں ہر فرد حیرت بھرے انداز میں جوانا کو دیکھ رہا تھا۔ ان کے اندازے کے مطابق بیس افراد کا کھانا اکیلا جوانا کھا چکا تھا اور ابھی تک اس کے ہاتھ پہلے جیسی تیزی سے چل رہے تھے۔ جوانا کھانا کھانے میں اتنا محو تھا کہ اس نے آنکھ اٹھا کر بھی ادھر نہ دیکھا۔ یہی وجہ تھا کہ وہ کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے ٹائیگر کو نہ دیکھ سکا جو ابھی ابھی ہال میں داخل ہوا تھا اور اس کی تیز نظریں جوانا پر جمی ہوئی تھیں۔

دو تین ہوٹلوں کی خاک چھاننے کے بعد اسے جوانا یہاں نظر آ گیا تھا اور وہ جوانا کو دیکھتے ہی پہلی نظر میں پہچان گیا کہ یہی اس کا مطلوبہ آدمی ہے۔ ویسے جب تک اس نے جوانا کو نہ دیکھا تھا اس کے تصور میں جوانا کا شبیہہ قدرے مختلف تھی مگر اب جوانا کو دیکھنے کے بعد اسے محسوس ہوا کہ عمران نے جوانا کے متعلق ٹھیک ہی کہا تھا۔ اس دیو کو پستول کے علاوہ ہاتھوں سے شکست دینا ناممکن تھا۔ پہلے اس کا ارادہ تھا کہ جیسے ہی جوانا اسے نظر آئے گا وہ اس سے ٹکرا جائے گا اور پھر اسے مار پیٹ کر بے ہوش کر دینے کے بعد عمران کو اطلاع دے گا۔ مگر اب اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ اب وہ پہلے عمران کو اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اس کے بعد جو ہوتا دیکھا جاتا۔

چنانچہ وہ کاؤنٹر سے ہٹ کر سیدھا ٹوائلٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر ٹوائلٹ میں داخل ہو کر اس نے عمران سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا۔ عمران نے اسے وہیں ٹھہرنے اور جوانا کی نگرانی کرنے کا حکم دیا اور ٹائیگر ٹوائلٹ سے نکل کر دوبارہ کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔ جوانا اب کھانا ختم کر کے شراب کی چار بوتلیں سامنے رکھے پینے میں مصروف تھا۔ وہ بوتل اٹھاتا اسے منہ سے لگاتا اور پھر اس وقت اسے واپس میز پر رکھتا جب تک کہ شراب کا آخری قطرہ تک نکل کر اس کے حلق میں نہ اتر جاتا۔ میز پر رکھی ہوئی بوتلیں تیزی سے ختم ہوتی جا رہی تھیں۔ چار بوتلیں ختم کرنے کے بعد جوانا نے چار بوتلیں اور طلب کیں اور ایک بار پھر وہ شراب پینے میں مصروف ہو گیا اور پھر جس وقت جوانا کی میز پر دو بوتلیں بھری ہوئی موجود تھیں کہ عمران ہوٹل میں داخل ہوا۔ اس وقت وہ میک اپ میں تھا۔ اس نے اپنے چہرے پر ایک ہائی کلاس غنڈے کا میک اپ کر رکھا تھا۔ اس کا میک اپ اتنا مکمل تھا کہ ٹائیگر بھی اسے نہ پہچان سکا۔ جب تک عمران نے کاؤنٹر پر آ کر اس سے بات نہ کی۔

" کتنی بوتلیں پی ہیں جوانا نے "...... عمران نے سرگوشی میں پوچھا۔

" اوہ آپ۔ یہ ساتویں بوتل ہے۔ یہ آدمی نہیں ہے کوئی جن ہے باس "...... ٹائیگر نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو اس کا نام جوانا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کے قدم تیزی سے جوانا کی میز کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ٹائیگر چوکنا ہو گیا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے اس کے خیال کے مطابق اسے عمران کی امداد کرنے کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔

" کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں مسٹر جوانا "...... عمران نے جوانا کی میز کے قریب پہنچتے ہوئے قدرے سرد لہجے میں کہا اور جوانا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس وقت وہ آٹھویں بوتل منہ سے لگانے ہی والا تھا۔

" کون ہو تم اور میرا نام کیسے جانتے ہو "...... جوانا کے لہجے میں وحشت کی جھلکیاں تھیں۔ اس کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

" میرا نام جابر ہے اور میرا کام ہی لوگوں کے نام جاننا ہے۔ یہاں دارالحکومت میں کوئی شخص میری اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔ جبکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم علی عمران کو قتل کرنے یہاں آئے ہو "۔ عمران نے بڑے اطمینان سے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ تو تم یہاں کے غنڈے ہو اور شاید مجھ سے غنڈہ ٹیکس وصول کرنے آئے ہو "...... جوانا نے کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" تم غلط سمجھے ہو مسٹر جوانا۔ میں تو یہاں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں بتا سکوں کہ تم نے عمران پر ہاتھ ڈال کر اپنے لئے مصیبت مول لے لی ہے۔ اس کے آدمی پورے شہر میں تمہیں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں "...... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ میرا نام جوانا ہے جوانا"۔ جوانا نے آٹھویں بوتل خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا۔

"یہ ٹھیک ہے کہ تم بے پناہ طاقتور ہو۔ مگر سوچو کہ مشین گنوں سے نکلنے والی سینکڑوں گولیوں کے مقابلے میں تمہاری طاقت تمہاری کیا امداد کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش مت کرو۔ میں سب کو دیکھ لوں گا۔ میں عمران کو مچھر کی طرح مسل کر رکھ دوں گا"...... جوانا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم بھی اس عمران سے بے حد تنگ ہیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ وہ ختم ہو جائے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم میری بات اطمینان سے سنو"...... عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے واپس کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جوانا چند لمحے تذبذب کی حالت میں عمران کو غور سے دیکھنے کے بعد دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو"...... جوانا کے لہجے میں وہی فطری سختی تھی۔

"دیکھو۔ اب اس فلیٹ پر تمہیں عمران زندگی بھر نہ مل سکے گا۔ البتہ میں جانتا ہوں کہ اس وقت عمران کہاں مل سکتا ہے اور کچھ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ اس وقت وہاں ہے بھی اکیلا۔ اس کے آدمی شہر میں تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں"...... عمران نے آگے کی طرف

جھک کر بڑے رازدار لہجے میں کہا۔

"مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ میرے ہاتھ اس کی گردن توڑنے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں"...... جوانا نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں وہاں پہنچا سکتا ہوں۔ مگر ایک شرط ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسی شرط"...... جوانا نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"صرف اتنی سی بات کہ پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو تم صرف یہی پوچھنے میرے پاس آئے ہو۔ بہت خوب تم لوگوں نے مجھے بے وقوف سمجھ لیا ہے مجھے یقین آگیا ہے کہ تم بھی عمران کے آدمی ہو"...... جوانا نے بھوکے بھیڑیئے کی مانند دانت پھلاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے عمران کی گردن کی طرف بڑھا۔ جیسے وہ اس کی گردن کو مٹھی میں جکڑنا چاہتا ہو۔ مگر مقابل میں عمران تھا وہ بھلا کس طرح قابو میں آتا۔ وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور جوانا کا وار خالی چلا گیا اور پھر تو جیسے جوانا پر وحشت سوار ہو گئی۔ اس نے تیزی سے سیزالٹ دی اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ جوانا کو بلیک میل کرو۔ حقیر کیڑے"...... جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بھیانک ہو گیا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ تم تو پاگل ہو۔ میں تمہیں بلیک میل کیوں کروں گا۔ تم تو پہلے ہی بلیک ہو۔ البتہ وائٹ میل کہتے تو اور بات تھی"...... عمران نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا اور پھر تو جیسے جوانا پر پاگل پن کا دورہ پڑ گیا۔ وہ میزیں توڑتا عمران کی طرف لپکا۔ مگر عمران تو چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ وہ اسے پورے ہال میں نچاتا پھرا۔ ہال چند ہی لمحوں میں خالی ہو گیا اور سب لوگ دوڑ دوڑ کر اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر دیواروں سے لگ کر سمٹ گئے۔ ٹائیگر بڑے اطمینان سے کاؤنٹر کے قریب کھڑا یہ دھما چوکڑی دیکھ رہا تھا۔

ہوٹل کی انتظامیہ نے پہلے تو خود اس دھما چوکڑی کو روکنے کی کوشش کی مگر اپنے آپ کو بے بس دیکھ کر انہوں نے پولیس کو فون کر دیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد پولیس گاڑیوں کے تیز سائرنوں سے ہوٹل کا ماحول گونج اٹھا۔

"لو۔ وہ تمہارے بھائی بند آ گئے"...... عمران نے اچانک کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے غوطہ مارا اور دوسرے لمحے وہ عقبی دروازے سے بھاگتا چلا گیا۔

جوانا غصے سے چیختا ہوا اس کے پیچھے بھاگا۔ مگر دوسرے لمحے ایک گونج دار آواز سن کر رک گیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو گولیوں سے چھلنی کر دیئے جاؤ گے"۔ یہ اس پولیس انسپکٹر کی آواز تھی جو پولیس کے دستے سمیت ابھی ابھی ہال میں داخل ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ جوانا

کی طرف تھا۔ عمران اس اثنا میں عقبی دروازے سے غائب ہو چکا تھا۔ انسپکٹر ریوالور لہراتا تیزی سے جوانا کی طرف بڑھا۔

"کیا بات ہے۔ تم نے اس ہال میں کیا غنڈہ گردی مچا رکھی ہے"...... انسپکٹر کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"تمیز سے بات کرو انسپکٹر۔ یہ دھما چوکڑی میں نے نہیں تمہارے ملک کے اس غنڈے نے مچائی ہے جو ابھی ابھی اس دروازے سے بھاگ گیا ہے"...... جوانا نے انسپکٹر کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ ہال کی میزیں تم نے توڑی ہیں"۔ انسپکٹر نے اس کے انداز سے قدرے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے ہوٹل کا منیجر"...... جوانا نے انسپکٹر کی بات کا جواب دینے کی بجائے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا اور پھر ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے آگے بڑھ آیا۔

"تم منیجر ہو"...... جوانا نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے میرے ہوٹل کا ستیاناس مار دیا ہے"...... منیجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کتنا نقصان ہوا ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"تقریباً پچاس ہزار روپے کا"...... منیجر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے میرے بل میں شامل کر دو۔ اور سنو انسپکٹر۔ میں ایکریمیا کا ایک معزز شہری ہوں تمہارے ملک کا ایک غنڈہ میری میز پر پہنچا اور مجھ سے غنڈہ ٹیکس طلب کرنے لگا۔ میں اسے پکڑ کر ہوٹل انتظامیہ کے

حوالے کرنا چاہتا تھا کہ وہ بھاگ گیا"..... جوانا نے اپنی پوزیشن ہ
کرنے کے لئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات تھی۔ آئی ایم سوری۔ ویسے بھی آپ نے ہوٹل انتظامیہ کو مطمئن کر دیا ہے۔ اس لئے اب ہم آپ کے خلاف ک کارروائی نہیں کر سکتے۔ ویسے آپ مجھے اس غنڈے کا حلیہ بتا دیں۔ اسے پکڑنے کی کوشش کریں گے"..... انسپکٹر نے مرعوب ہو ہوئے کہا اور پھر جوانا نے حلیہ بتا کر اپنی جان چھڑائی اور پھر تیز تیز ق اٹھاتا ہوٹل سے باہر آ گیا۔ باوجود تیز دماغ ہونے کے جوانا ہر صورتح کو سمجھتا تھا۔ اس لئے وقتی طور پر اس نے اپنے آپ کو پولیس کارروائی میں ملوث ہونے سے بچا لیا تھا۔ ہوٹل سے باہر آنے کے ب جب اس کا دماغ قدرے ٹھنڈا ہوا تو اس نے سوچا کہ وہ غنڈے ہ سے اگر عمران کا نیا ٹھکانا معلوم کر لیتا تو زیادہ اچھا تھا۔ مگر غصے م اس نے اسے ہاتھ سے گنوا دیا۔

بہرحال اب کیا ہو سکتا تھا سوائے ہاتھ ملنے کے مگر پھر اس ـ عمران کے فلیٹ جانے کا ارادہ کر لیا کہ ہو سکتا ہے جابر غلط کہہ رہا ہو ا عمران فلیٹ میں مل جائے۔ چنانچہ اس نے ایک خالی ٹیکسی پکڑی او اسے کنگ روڈ چلنے کا کہہ کر پچھلی نشست پر بیٹھ گیا اور پھر اس سے پہ کہ وہ دروازہ بند کرتا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا اور جوانا کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"خاموشی سے میرے ساتھ چلے چلو۔ میں تمہیں عمران کے پاس

پہنچا دیتا ہوں"..... عمران نے ریوالور کی نال جوانا کے پہلو سے لگاتے ہوئے کہا۔

جوانا کا دماغ ایک لمحے کے لئے گھوم گیا مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے اوپر قابو پا لیا۔ اس نے ذہن میں فیصلہ کر لیا تھا کہ عمران سے ملتے ہی وہ پہلے اس جابر کی گردن توڑے گا پھر عمران سے نپٹے گا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"..... جوانا نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور عمران نے ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

"ڈرائیور۔ البرٹ روڈ پر چلو"..... عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو خاموش بیٹھا ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

"سنو جابر۔ اگر مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی تو جان لو کہ میرا نام جوانا ہے"..... جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہارا نام معلوم ہے۔ اس لئے بار بار دہرانے کا کیا فائدہ۔ شاید تمہیں اپنا نام ضرورت سے زیادہ پسند ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جوانا نے اس بار کوئی جواب نہ دیا اور دانت بھینچ کر بیٹھ گیا۔

ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک بڑی سی سڑک پر آ گئی۔

"سامنے والی بلڈنگ کے گیٹ پر روک دو"..... عمران نے رانا ہاؤس کے گیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے

رانا ہاؤس کے سامنے گاڑی روک دی۔ عمران ٹیکسی رکتے ہی تیزی سے نیچے اتر آیا اور پھر جوانا بھی ٹیکسی سے برآمد ہو گیا۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نوٹ نکالا اور ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ڈرائیور نے بقیہ دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر عمران لاپرواہی سے چلتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"عمران اس عمارت میں چھپا ہوا ہے"..... عمران نے جوانا کے قریب جا کر کہا۔

"پہلے تم اندر چلو"..... جوانا نے اسے بازو سے پکڑ کر اندر دھکیلتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ میں ہی چلتا ہوں"..... عمران نے بازو چھڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر پھاٹک کو دھکیلا تو پھاٹک کھلتا چلا گیا عمران اندر داخل ہوا تو جوانا بھی گیٹ میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض عمارت تھی۔ سامنے برآمدے میں جوزف ایک کرسی پر بیٹھا شراب نوشی کر رہا تھا۔

جوانا نے جیسے ہی اندر قدم رکھا وہ جوزف کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔

"آؤ۔ آؤ جوانا۔ ڈرو نہیں۔ یہ بھی تمہاری ہی نسل کا آدمی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم مجھے جان بوجھ کر یہاں لے آئے ہو اور

خود عمران ہو"..... جوانا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"اچھے خاصے سمجھدار بھی ہو۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ تمہاری اوپر والی منزل بالکل خالی ہو گی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بولو۔ کیا تم ہی عمران ہو"..... جوانا نے جولان کے درمیان میں رک گیا تھا عمران کو کینہ توز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اس بات پر مصر ہو تو ایسے ہی سہی اور سنو۔ میں تمہیں یہاں اس لئے لایا ہوں تاکہ تم اطمینان سے بتا سکو کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم مجھے نہیں۔ اپنی موت کو ساتھ لے آئے ہو"..... جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اچھل کر عمران کی طرف بڑھا۔

"خبردار۔ باس سے لڑنے سے پہلے مجھ سے بات کرو"..... اچانک جوزف ہاتھ میں ریوالور پکڑے درمیان میں کود پڑا۔

"جوزف۔ تم ہٹ جاؤ۔ یہ میرا مہمان ہے اس کی خاطر مدارت میں خود کروں گا"..... عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوزف سے کہا اور جوزف برا سا منہ بنا کر ایک طرف ہٹ گیا۔

اسی لمحے ٹائیگر بھی جو جوانا کا تعاقب کرتا ہوا وہاں تک پہنچ گیا تھا۔ اندر آ گیا۔

"سنو جوانا۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ہاتھ پیر توڑ کر تم سے تمہاری تنظیم کا نام پوچھوں۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ خود ہی سب کچھ بتا دو"..... عمران نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے

پوچھا۔

"تم۔ بزدل چوہے۔ ریوالور کے بل پر رعب جمارہے ہو"۔ جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ مگر اسی لمحے عمران نے ریوالور جوزف کی طرف اچھال دیا۔

"تمہیں اپنے متعلق کچھ ضرورت سے زیادہ خوش فہمی ہے جوانا۔ میرا خیال ہے تم ایسے نہیں بتاؤ گے۔ تو پھر آؤ اپنی حسرت نکال لو"۔ عمران نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر جوانا کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس دبلے پتلے نوجوان کی ہڈیاں اپنے ہاتھوں سے ہی توڑ ڈالے گا۔ اس لئے وہ قدم قدم آگے بڑھنے لگا۔ بظاہر دیکھنے میں عمران اور جوانا کے درمیان کوئی مقابلہ نظر نہ آتا تھا کیونکہ عمران جوانا کے مقابلے میں چوتھائی بھی نظر نہ آتا تھا۔ اور پھر جیسے ہی جوانا عمران کے قریب پہنچا۔ اچانک عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے جوانا کے سینے پر پڑی اور جوانا لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"عمران صاحب۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسے آپ میرے حوالے کر دیں میرے ہوتے ہوئے آپ کا لڑنا مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا"...... ٹائیگر نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ تم اپنے آپ کو ٹائیگر کہتے ہو۔ آج دیکھ لیتے ہیں کہ تم اصلی ٹائیگر ہو یا صرف قالین کے شیر ہو"۔ عمران نے مسکرا

کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور اب ٹائیگر جوانا کے مقابل آگیا تھا۔

"تم بھاگ رہے ہو حقیر کیڑے۔ آگے آؤ اور جوانا کے ہاتھ دیکھو"...... جوانا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے اسے گھبرا کر پہلو بدلنا پڑا۔ کیونکہ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر کھڑی ہتھیلی کا وار جوانا کی پسلیوں پر کیا اور تیزی سے کٹ مار کر سائیڈ میں ہو گیا۔

اب تو جوانا کے چہرے پر غصے کا جوالا مکھی پھٹ پڑا۔ اس کی آنکھیں خون کبوتر سے بھی زیادہ سرخ ہو گئیں۔ اس کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں جو ایک اور حملے کے لئے پر تول رہا تھا۔ جوانا کسی ٹھوس چٹان کی مانند جما ہوا تھا۔

پھر اچانک ٹائیگر نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور وہ ہوا میں اڑتا ہوا جوانا کی طرف بڑھا۔ ٹائیگر نے فضا میں ہی پہلو بدل کر جوانا کو ڈاج دینے کی کوشش کی۔ مگر جوانا کے جسم نے کوئی حرکت نہ کی اور ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جوانا کے سینے پر پڑیں۔ مگر اس بار جوانا نے یہ وار بڑے اطمینان سے روکا تھا۔ صرف اس نے اتنا کیا کہ سانس روک کر اپنے آپ کو سخت کر لیا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دونوں پیر پوری قوت سے کسی ٹھوس چٹان سے ٹکرا گئے ہوں۔ وہ اچھل کر نیچے گرا اور پھر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا۔ مگر اسی لمحے جوانا کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور ٹائیگر فضا میں بلند ہوتا چلا

گیا۔ جیسے کسی بچے نے گیند کو فضا میں اچھال دیا ہو یا جیسے کوئی اتھلیٹ اولمپک مقابلوں میں ہائی جمپ کا مظاہرہ کر رہا ہو اور پھر جی ہی ٹائیگر کا جسم فضا سے نیچے آیا جوانا نے اسے دونوں ہاتھوں سے یو جھپٹ لیا۔ جیسے باز چڑیا کے بچے پر جھپٹتا ہے۔ اس نے ٹائیگر کو پی سے پکڑا تھا اور دوسرے لمحے اس نے ٹائیگر کو نیچے جھکایا اور ا دونوں پیر ٹائیگر کے لٹکے ہوئے پیروں پر رکھ دیئے۔ مگر اس سے پہلے جوانا اپنے داؤ میں مکمل طور پر کامیاب ہوتا ٹائیگر کا جسم بری طرح ت اور اس کا دایاں گھونسا پوری قوت سے جوانا کی تھوڑی کے نچلے حصے پڑا اور جوانا لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ مگر اس نے ٹائیگر پر ا گرفت ختم نہ کی مگر اب ٹائیگر کی ٹانگیں آزاد ہو چکی تھیں۔ اس ۔ بیک وقت دونوں گھٹنے سکیڑے اور پھر پوری قوت سے جوانا ٹانگوں کے درمیان مار دیئے اور جوانا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس نے نہ صرف ٹائیگر کو چھوڑ دیا بلکہ وہ رکوع کے بل زمین جھکتا چلا گیا۔

"ویل ڈن ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر کی تعریف کرتے ہو کہا۔ کیونکہ ٹائیگر نے بڑی خوبصورتی سے اپنے آپ کو جوانا کے خوفناک داؤ سے بچایا تھا۔

اور پھر عمران کی بات سنتے ہی ٹائیگر کے جسم میں جیسے خون ک بجائے پارہ دوڑنے لگا ہو۔ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور قلا بازی کھاتا ہوا فضا میں گھومتا چلا گیا اور اس کے دونوں پیر رکوع کے بل

جھکے ہوئے جوانا کی تھوڑی پر ضرب لگاتے ہوئے فضا میں بلند ہوئے اور ٹائیگر ایک بار پھر سیدھا کھڑا تھا۔ اس بھرپور ضرب نے جوانا کو پشت کے بل زمین پر گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے اچھل کر جوانا کی گردن پر گھٹنے کی بھرپور ضرب لگانی چاہی مگر جوانا انتہائی تیزی سے پہلو بدل گیا اور ٹائیگر اپنے آپ کو بروقت نہ روک سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گھٹنے کے بل پوری قوت سے زمین سے جا ٹکرایا۔ یہ ٹکراؤ اتنا شدید تھا کہ ٹائیگر کا جسم چند لمحوں کے لئے مفلوج ہوتا چلا گیا۔ اسی لمحے جوانا نے ایک بار پھر پہلو بدلا اور اس بار وہ ٹائیگر کے اوپر سوار تھا۔ اس نے پوری قوت سے ٹائیگر کے سر کی پشت پر ٹکر ماری اور پھر وہ انتہائی بھاری بھرکم جسم رکھنے کے باوجود پوری قوت سے فضا میں اچھلا اور پھر اس بار اس کا داؤ چل گیا اور اس کا گھٹنا پوری قوت سے ٹائیگر کی گردن پر پڑا اور ٹائیگر کا جسم بری طرح تڑپا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔

جوانا نے اچھل کر ایک بار پھر ٹائیگر پر وار کرنا چاہا۔ مگر اسی لمحے اس کے پہلو پر عمران کی بھرپور لات پڑی اور وہ لڑھکتا ہوا دور جا گرا۔

"کیسے لڑاکا ہو کہ ایک بے ہوش شخص پر وار کرنے لگے ہو"۔ عمران نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور جوزف نے اس دوران بڑی پھرتی سے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے ٹائیگر کو اٹھایا اور عمارت کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

"تم۔ تم تو میرا شکار ہو۔ تمہیں تو میں زندہ نہیں چھوڑ سکتا"۔ جوانا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔

"چلو کوشش کر دیکھو۔ بہرحال میں تمہیں ضرور زندہ رکھوں گا لیکن اس وقت تک جب تک تم میری شرط پوری نہیں کرو گے"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے جواتانا نے انتہائی تیزی سے عمران پر بھرپور انداز میں حملہ کر دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ فضا میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہ خاصا خطرناک داؤ تھا کہ نجانے جواتانا کس بازو سے حملہ کرے گا مگر مقابل میں عمران تھا۔ وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں پھر جواتانا نے پوری قوت سے دونوں بازو سمیٹے مگر عمران انتہائی تیزی سے نیچے بیٹھ گیا اور جواتانا کے دونوں بازو فضا میں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً وہ جواتانا کے طاقتور بازوؤں کی زد میں آکر چٹنی بن چکا ہوتا۔ عمران نیچے بیٹھتے ہی کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس کے سر کی بھرپور ٹکر جواتانا کے پیٹ پر پڑی۔ جواتانا اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔

"اٹھو جواتانا۔ مجھے بار بار زمین چاٹنے والے لڑاکوں سے بڑی کراہت آتی ہے"۔ عمران نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا اور جواتانا یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ لگ گئے ہوں۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ کر حد درجہ بھیانک ہو چکا تھا۔

"آؤ میرے شکاری۔ آگے آؤ شکار حاضر ہے"...... عمران نے حسب عادت سے اشتعال دلاتے ہوئے کہا۔

جواتانا نے ایک بار پھر اچھل کر اس پر حملہ کر دیا۔ اس بار اس نے جو جسٹو کا خطرناک ترین داؤ عمران پر آزمایا تھا عمران کے قریب آتے ہی وہ انتہائی تیزی سے گھوم گیا تھا اور پھر اس کی ٹانگ پوری قوت سے لہراتی ہوئی عمران کی ٹانگوں پر پڑی اور عمران اچھل کر زمین پر جا گرا۔ دراصل عمران کے تصور میں بھی نہ تھا کہ جواتانا اتنی پھرتی سے یہ خطرناک داؤ کھیل سکے گا۔ عمران نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی مگر جواتانا ٹانگ مارتے ہی لٹو کی طرح ایک بار پھر گھوما اور اس کی لات پوری قوت سے زمین سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے عمران کے پہلو پر پڑی اور عمران فضا میں اچھل کر تین چار فٹ دور جا گرا۔ ایک لمحے کے لئے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ایک طرف کی ساری پسلیاں اپنی جگہ چھوڑ گئی ہوں۔ اس کے جسم میں شدید اینٹھن سی ہوئی اور وہ بے اختیار کسی گولے کی طرح سمٹتا چلا گیا اور یہی سمٹنا اس کے حق میں بہتر ثابت ہوا۔ کیونکہ جواتانا نے انتہائی تیزی سے جھک کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ وہ شاید اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اسے فضا میں گھما کر زمین پر مارنا چاہتا تھا۔

مگر جواتانا کی یہ کوشش بے کار گئی۔ کیونکہ اس کے جھکنے سے ایک لمحہ پہلے عمران نے دونوں ٹانگیں سیکڑ لی تھیں اور پھر اس سے پہلے کہ جواتانا سیدھا ہوتا۔ عمران کی دونوں ٹانگیں بیک وقت پھیلیں اور اس کے پیر پوری قوت سے جھکے ہوئے جواتانا کے چہرے پر پڑے اور جواتانا لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ عمران کے لئے اتنا وقفہ کافی تھا۔ اب عمران

کے چہرے پر بھی غصے کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔

"اب یہ کھیل ختم ہو جانا چاہئے جوانا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے چیتے کی طرح اپنی جگہ سے جست لگائی اور فضا میں گھومتا ہوا دونوں ہاتھوں کے بل زمین پر آ رہا۔ مگر زمین پر آتے ہوئے وہ اپنے ساتھ جوانا کو بھی لے آیا تھا۔ کیونکہ اس کی دونوں ٹانگوں نے فضا میں گھومتے ہوئے جوانا کی گردن میں شکنجہ کس لیا تھا۔ چنانچہ ایک جھٹکے سے جوانا بھی اس کی ٹانگوں میں کسا ہوا زمین پر آ رہا اور عمران نے تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور جوانا کی گردن میں بل پڑ گیا۔ عمران ایک بار پھر اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ جوانا اٹھتا عمران تیزی سے جھکا اور دوسرے لمحے دیو ہیکل جوانا اس کے دونوں ہاتھوں میں جکڑا ہوا فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ عمران کا ایک ہاتھ جوانا کی گردن کے گرد کسا ہوا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی ٹانگوں کے گرد تھا اور پھر عمران نے اپنے ہاتھوں کو ذرا سا بل دے کر جھکایا تو جوانا کا جسم پشت کے بل اس کی پشت سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے دونوں ہاتھوں کو پوری قوت سے جھٹکا دیا۔ جوانا کے حلق سے تیز چیخ ابھری۔

عمران کے ہاتھوں کے زور دار جھٹکے سے جوانا کا بھاری جسم کمان کی طرح مڑتا چلا گیا اور پھر کڑک کی آواز فضا میں گونجی اور عمران نے جوانا کو یوں زمین پر اچھال دیا۔ جیسے مزدور بھاری بوجھ کو زمین پر پٹخ دیتے ہیں۔ جوانا کا جسم بری طرح تڑپ رہا تھا اس کے ہاتھ پیر اس کے بس

میں نہ رہے تھے۔ عمران نے انتہائی خوفناک داؤ استعمال کر کے اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ ڈسلوکیٹ کر دیا تھا اور اب جوانا بیکار ہو چکا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ ساکت ہو گیا۔ اس مرتبہ وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا بلکہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ وہ اب حرکت کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

"جوزف۔ اسے گھسیٹ کر اندر لے چلو اور بلیو روم میں ڈال دو"...... عمران نے عمارت کے برآمدے میں موجود جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جوزف تیزی سے بھاگتا ہوا آگے آیا اور پھر اس نے زمین پر پڑے ہوئے جوانا کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹتا ہوا عمارت کے اندر لیتا چلا گیا۔ جوانا کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں مگر ظاہر ہے جوزف ان چیخوں کی کب پرواہ کرتا تھا۔

"کیا حال ہے ٹائیگر"...... عمران نے آگے بڑھ کر برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں شرمندہ ہوں باس۔ بس اچانک ہی میں مار کھا گیا"۔ ٹائیگر نے گردن کو دائیں بائیں حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ تم بہت اچھے طریقے سے لڑے ہو۔ خاص طور پر اس وقت تم نے کمال کر دیا تھا جب جوانا نے پیٹ سے پکڑ کر تمہاری دونوں ٹانگیں اپنے پیروں سے جکڑنے کی کوشش کی تھی۔ اگر اس وقت تم ذرا بھی چوک جاتے تو وہ ایک ہی جھٹکے سے تمہاری

دونوں ٹانگیں تمہارے جسم سے علیحدہ کر دیتا"...... عمران نے اس کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ایک لمحے کے لئے تو مجھے بھی اپنی موت سامنے دکھائی تھی"...... ٹائیگر نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسے یہ شخص انتہائی خوفناک لڑاکا...... مارشل آرٹ کا ماہر اور بے پناہ طاقتور ہے۔ ہر آدمی کا اس سے لڑنا ناممکن ہے۔ مجھے خود اسے بس کرنے میں واقعی پسینہ آگیا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا ٹائیگر کا رنگ بحال ہونے لگا۔ ظاہر ہے جس کی تعریف عمران کر رہا ہو۔ اس کے مقابلے میں مار کھا جانا انوکھی بات نہ تھی۔

"اچھا ٹائیگر سنو۔ تم نے اس غیر ملکی کو اچھی طرح دیکھا ہے جس نے مجھے کار سے کچلنے کی کوشش کی تھی۔ اب تم نے اسے تلاش کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے میک اپ کر لیا ہو۔ مگر تم اسے اس کی چال سے پہچان سکتے ہو۔ وہ دائیں ایڑی پر زور دے کر چلتا ہے۔ اسے تلاش کر کے مجھے اطلاع دو"...... عمران نے اسے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا جبکہ ٹائیگر کا رخ پھاٹک کی طرف تھا۔

سلیمان کو جیسے ہی ہوش آیا۔ اس نے اپنے آپ کو رسیوں سے بری طرح جکڑا ہوا پایا۔ منہ میں رومال ٹھنسا ہونے کی وجہ سے وہ چیخ کر بھی کسی کو نہ بلا سکتا تھا مگر وہ کب تک اس طرح بندھا پڑا رہتا۔ وہ عمران کی عادت جانتا تھا کہ اگر وہ آجائے تو چند لمحوں ہی میں آجائے اور نہ جانے تو پھر ہفتوں فلیٹ کا رخ نہ کرتا تھا اور پھر عمران کو سلیمان کی واپسی کا بھی علم نہ تھا۔

سلیمان جب واپس آیا تو فلیٹ کا دروازہ لاک تھا چونکہ سلیمان کے پاس ایک چابی رہتی تھی۔ اس لئے اطمینان سے وہ دروازہ کھول کر اندر آگیا تھا۔ مگر ابھی اسے آئے ہوئے دس پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک یہ افتاد ٹوٹ پڑی۔ اب سلیمان سوچ رہا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اسے ان رسیوں سے چھٹکارا چاہئے مگر اسے کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔ آنے والے نے کچھ اس بری طرح سے باندھا تھا کہ سلیمان

کے لئے حرکت کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ آخر سوچ سوچ کر سلیمان نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ کسی طرح لڑھکتا ہوا فلیٹ سے باہر نکل جائے ش
اس طرح وہ کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو جائے
چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے اپنے آپ کو لڑھکانے کی کوشش
شروع کر دی۔ مگر اس کے جسم کو کچھ اس انداز میں باندھا گیا تھا ک
ایک گول دائرے میں ہی حرکت کر سکتا تھا۔ سلیمان نے کوشش
شروع کر دی مگر جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ شاید فلیٹ
دروازے تک پہنچنے میں اسے کئی گھنٹے لگ جائیں گے۔ مگر اس
ہمت نہ ہاری اور کوشش جاری رکھی۔ زبردست کوششوں اور کاف
تک لڑھکنے کے بعد آخر کار دروازے کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہ
گیا۔ مگر اب مسئلہ تھا دروازہ کھولنے کا۔ گو دروازہ پوری طرح ب
تھا۔ مگر اس کے باوجود اسے کھولنے کے لئے ہاتھ کی ضرورت تھی
سلیمان کے ہاتھ کھلے ہوئے نہ تھے۔ اس نے سر مار مار کر دروازہ کھ
کی کوشش کی مگر دروازہ نہ کھلا بلکہ دروازہ لاک ہونے کا بھی
تھا۔ پھر سلیمان نے اپنے جسم کو دائرے کی صورت میں گھما
بندھے ہوئے پیروں سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی اور پھر وہ در
چند انچ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر اس کے باوجود دروازہ اتنا نہ
تھا کہ وہ باہر نکل سکتا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے ایک بار پھر رخ
اور اب وہ کاندھوں سے دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

ابھی وہ اس کوشش میں معروف تھا کہ اچانک دروازہ ا

دھماکے سے کھلا اور ایک موٹی تازی بلی کود کر سلیمان کے جسم کو پھلانگتی ہوئی اندر آ گئی۔ اب راستہ کھل گیا۔ اس لئے سلیمان نے بلی کی طرف توجہ کرنے کی بجائے باہر کی طرف لڑھکنا شروع کر دیا اور پھر وہ فلیٹ کے کھلے دروازے سے باہر نکل کر راہداری میں آ گیا۔ مگر اب ایک اور ٹیڑھا مسئلہ سامنے تھا۔ ہر فلیٹ کا راستہ الگ الگ تھا اور سلیمان کے سامنے دو ہی صورتیں تھیں۔ یا تو سلیمان سیڑھیوں پر لڑھکتا ہوا نیچے سڑک پر جا گرتا۔ اس طرح سڑک پر چلنے والوں کو اس کی طرف متوجہ ہونا پڑتا۔ یا پھر وہیں راہداری میں پڑا کسی کے آنے کا انتظار کرتا۔ مگر دونوں صورتیں ہی سلیمان کے لئے تشویشناک تھیں۔ کیونکہ راہداری میں ٹھہرے رہنا تو ایسا ہی تھا جیسے فلیٹ کے اندر پڑا رہتا اور سیڑھیوں سے لڑھکنے کا مطلب تھا کہ جب وہ نیچے سڑک پر پہنچتا تو اس کی ہڈیوں کا چورا ہو چکا ہوتا۔

ابھی سلیمان سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے کہ ایک کتا تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آ گیا۔ اس کے گلے میں موجود پٹا دیکھ کر سلیمان سمجھ گیا کہ وہ کسی کا پالتو کتا ہے۔ کتے نے بندھے ہوئے سلیمان کے جسم کو سونگھا اور اسی لمحے اسے دروازے میں بلی کی جھلک نظر آ گئی اور وہ اچھل کر بھونکتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

"موتی۔ موتی۔ واپس آؤ"..... اچانک سیڑھیوں کے نیچے کسی کی آواز سنائی دی۔ کتا شاید اس آدمی کا تھا۔

مگر کتا تو بلی کو دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا اور وہ بلی کے پیچھے بھاگتا ہوا

فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ سلیمان نے محسوس کیا کہ فلیٹ کے اندر وھما چوکڑی مچی ہوئی ہے۔ کتے کے بھونکنے اور بھاگنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں اور پھر سیڑھیوں پر قدموں کی تیز آوازیں ابھریں کتے کا مالک شاید کتے کو لے جانے کے لئے خود اوپر آ رہا تھا۔

"ارے یہ کیا"...... جیسے ہی وہ نوجوان اوپر چڑھا سامنے بندھے ہوئے سلیمان کو دیکھ کر چونک پڑا۔ سلیمان نے اسے دیکھ کر تیزی سے دائیں بائیں سر جھٹکنا شروع کر دیا اور نوجوان نے جھک کر اس کے منہ سے پٹی ہٹائی اور پھر اس کے منہ میں ٹھنسا ہوا رومال نکال لیا اور سلیمان نے ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے کھولو۔ جلدی کرو"...... سلیمان نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہیں کس نے باندھا ہے"...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کھولو تو سہی۔ بندھے بندھے میرا جسم سن ہو گیا ہے"۔ سلیمان نے کہا اور نوجوان نے پلٹ کر اس کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں تھوڑی دیر بعد سلیمان کا جسم رسیوں کی بندش سے آزاد ہو چکا تھا۔ مگر مسلسل بندھے رہنے کی وجہ سے اس کا جسم سن ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے آہستہ آہستہ اپنے جسم کو حرکت دینی شروع کر دی۔

فلیٹ کے اندر سے کتے کے بھونکنے کی آوازیں ابھی تک آ رہی تھیں۔ شاید بلی کہیں چھپ گئی تھیں اور کتا اس کی تلاش میں بری طرح بھونک رہا تھا۔

"اپنے کتے کو باہر نکالو۔ سارے فرنیچر کا ستیا ناس مار دے گا"۔ سلیمان نے شکریہ ادا کرنے کی بجائے الٹا نوجوان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ پتہ نہیں موتی کو کیا ہو گیا ہے"...... نوجوان نے شرمندہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے دروازہ پھلانگ کر فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ سلیمان اب اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا اور پھر اس نے قدموں کو حرکت دی تاکہ جسم کا دوران خون پوری طرح بحال ہو جائے کہ اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور سلیمان کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے اسے گیند کی طرح اٹھا کر سڑک کی طرف اچھال دیا ہو۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اس کے حواس یکلخت جاتے رہے۔ اور پھر جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے اردگرد لوگوں کے چیخنے اور بھاگنے دوڑنے کی آوازیں سنیں۔ وہ سڑک کے ایک طرف بنے ہوئے پارک کے گرد موجود باڑھ کے اوپر گرا تھا اور شاید باڑھ پر گرنے کی وجہ سے ہی وہ بچ گیا تھا۔ ورنہ اتنی بلندی سے گرنے کے بعد اس کی ہڈیاں سلامت نہ رہتیں۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کیونکہ سامنے اس کا فلیٹ ملبے کا ڈھیر بنا ہوا تھا اور لوگ تیزی سے ملبہ ہٹانے میں مصروف تھا۔ پورا فلیٹ ہی بیٹھ گیا تھا اور فلیٹ کے نیچے موجود گیراجوں کو بھی اپنے ساتھ ہی زمین بوس کر گیا تھا۔ ملبے میں سے ابھی تک چیخوں اور کراہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

اسی لمحے پولیس گاڑیوں اور فائر بریگیڈ کے سائرنوں کی آوازیں

سنائی دیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فائر بریگیڈ کے عملے نے فلیٹ کو گھیر لیا اور لوگوں کی مدد سے انتہائی تیزی سے ملبہ ہٹانے کا کام شروع کر دیا گیا۔ سڑک پر ٹریفک جام ہو گئی تھی اور لوگوں کا ایک بے پناہ ہجوم فلیٹ کے گرد اکٹھا تھا اور سلیمان ان کے درمیان کھڑا یوں آنکھیں پھاڑے تباہ شدہ فلیٹ کے ملبے کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔ یہ سوچ کر ہی اس کے معدے میں اینٹھن ہو رہی تھی کہ اگر وہ کوشش کر کے فلیٹ سے باہر نہ نکل آتا اور وہ نوجوان اسے نہ کھولتا تو اس وقت اس کے جسم کے ہزاروں اعضا اس ملبے میں بکھرے پڑے ہوتے اور اسی لمحے اسے نوجوان کا خیال آیا جو کتے کو پکڑنے کے لئے فلیٹ میں داخل ہوا تھا اور اس کے فلیٹ میں جانے کے چند لمحے بعد ہی وہ خوفناک دھماکہ ہوا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ نوجوان کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے ہوں گے۔

"بیچارہ نوجوان۔ اسے موت کھینچ کر فلیٹ میں لے آئی"۔ سلیمان نے دل ہی دل میں افسوس کرتے ہوئے کہا۔ اب اسے کیا معلوم تھا کہ دھماکہ ہوا ہی اس نوجوان کی وجہ سے تھا۔ کتے کو پکڑنے کے دوران اسکا پیر اندرونی کمرے کے سامنے رکھے ہوئے پائیدان پر پڑا تھا اور پائیدان کے نیچے البرٹ کا رکھا ہوا بم ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ بہر حال یہ بات طے تھی کہ نوجوان نے اپنی قربانی دے کر سلیمان اور عمران کو بچا لیا تھا۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ سلیمان رسیوں سے آزاد ہو کر فلیٹ میں واپس جاتا اور پھر اس کا پیر بم پر پڑ جاتا۔ تھوڑی دیر

ملبے سے لاشیں اور زخمی نکلنے شروع ہو گئے اور ایمبولینس گاڑیاں تیزی سے حرکت میں آگئیں۔ سلیمان کافی دیر وہاں کھڑا یہ منظر دیکھتا رہا۔ پھر وہ واپس مڑا اور ہجوم سے نکلتا ہوا ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ افراتفری کی وجہ سے کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سلیمان کا تعلق اس فلیٹ سے ہے اور اسنے بھی جان بوجھ کر اپنا تعارف نہیں کرایا تھا۔ کیونکہ پھر اسے پولیس کو تفصیلی بیان دینا پڑتا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ عمران کو بتائے بغیر وہ پولیس کو کسی قسم کا بیان دے۔

اس نے ہجوم سے ہٹ کر ایک گلی کا رخ اختیار کیا اور پھر گلی کراس کر کے ایک اور سڑک پر آگیا۔ چند لمحوں بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور ڈرائیور کو رانا ہاؤس کا پتہ بتا کر وہ پچھلی نشست پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے دماغ میں ابھی تک دھماکے ہو رہے تھے اور جسم موت کے ہاتھوں بچ کر نکل آنے پر ابھی تک سنسنا رہا تھا۔ اس نے رانا ہاؤس کا رخ اس لئے کیا تھا کہ فلیٹ کے علاوہ عمران کا مستقل ٹھکانہ وہی تھا اسے معلوم تھا کہ اول تو عمران وہاں مل جائے گا اور نہ بھی ملا تو کم از کم جوزف تو وہیں ہوگا اور اس کے ذریعے وہ کہیں نہ کہیں عمران کو ڈھونڈ نکالے گا۔

ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی اور سلیمان اب یہ سوچ رہا تھا کہ وہ عمران کو اپنے باندھے جانے اور پھر بچ نکلنے کے متعلق کیا تفصیلات بتائے گا۔

راشیل بڑے مطمئن انداز میں ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈالے گاڑی آگے
بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ اس کا شکار مفلوج حالت میں سڑک کے عین
درمیان میں پڑا ہوا تھا اور راشیل سوچ رہا تھا کہ بس اب چند لمحوں کی
دیر رہ گئی ہے۔ اس کے بعد بیس لاکھ ڈالر اس کی جیب میں ہوں گے
مگر ابھی کار عمران سے دس فٹ دور تھی کہ اچانک ایک دھماکہ سا ہوا
اور پھر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کا رخ اچانک مڑ گیا اور کار ڈولتی
اور لڑکھڑاتی ہوئی بائیں طرف مڑتی چلی گئی۔ اچانک دھماکے اور گاڑی
کا توازن بگڑنے سے راشیل ایک لمحے کے لئے بوکھلا گیا مگر دوسرے
لمحے اس نے اپنے آپ پر قابو پالیا اور سٹیرنگ پر دائیں طرف پورا زور
ڈال دیا تاکہ گاڑی الٹ نہ جائے۔ گاڑی جس طرف مڑی تھی وہاں
درختوں کا ایک ذخیرہ تھا اور گاڑی کا رخ اس ذخیرے کی طرف ہی تھا
راشیل نے بڑی مشکل سے اپنے ہوش و حواس سلامت رکھتے ہوئے کار

کو کسی درخت سے ٹکرانے سے روکا اور پھر جیسے ہی کار کی رفتار قدرے
کنٹرول ہوئی۔ اس نے بڑی پھرتی سے بریک لگا کر گاڑی روکی اور
دوسرے لمحے دوسری سیٹ پر پڑا ہوا کیمرہ اٹھائے وہ تیزی سے نیچے اترا
اور پھر سامنے طویل جھاڑیوں میں بھاگتا چلا گیا۔ عین آخری موقع پر
گولی کے دھماکے اور کار کا رخ مڑنے کی بنا پر وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران
کے ہمدرد آن ٹپکے ہیں اور اس کا وار ناکام رہا ہے۔ اس لئے بجائے وہاں
رکنے کے وہ حتی الوسع تیزی سے بھاگتا ہوا سڑک سے دور ہوتا چلا گیا۔
اسے افسوس تو ضرور تھا کہ عین موقع پر منزل دور چلی گئی۔ مگر وہ اپنی
جگہ مطمئن ضرور تھا کہ اگر وہ عمران کے ساتھیوں کے ہاتھ نہ آیا تو اس
طرح کا دوسرا موقع ڈھونڈ نکالے گا۔

جھاڑیوں میں بھاگتے بھاگتے وہ جلد ہی ایک رہائشی کالونی کی پشت
پر جا پہنچا اور پھر اس کالونی کی گلیوں میں ہوتا ہوا وہ مین روڈ پر پہنچ گیا۔
کالونی کے چوک پر پہنچ کر اسے خالی ٹیکسی مل گئی اور اس نے ڈرائیور کو
اپنے ہوٹل کا پتہ بتا کر پچھلی نشست سنبھال لی ٹیکسی ایک جھٹکے سے
آگے بڑھی اور اور اب اطمینان ہونے پر وہ سوچنے لگا کہ آخر یہ دھماکہ
کس نے کیا اور عین موقع پر عمران کو بچانے کے لئے کون آپہنچا تھا جبکہ
سڑک دور دور تک سنسان پڑی ہوئی تھی اور اسے آدمی تو آدمی۔ چڑیا کا
بچہ بھی کہیں دکھائی نہ دیا تھا۔ مگر اس کے باوجود یہ بات یقینی تھی کہ
کوئی شخص وہاں موجود تھا اور اس نے عین آخری لمحات میں گاڑی کا رخ
موڑ کر عمران کو یقینی موت سے بچالیا تھا اور یہ بات تو کسی بچے کی سمجھ

میں بھی آسکتی تھی کہ گاڑی کا رخ موڑنے والے نے یقیناً اسے بھی دیکھ لیا ہوگا اور پھر عمران نے بھی اس کی شکل اچھی طرح دیکھ لی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے اب اسے میک اپ میں رہنا ہوگا۔

چنانچہ ہوٹل پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ کمرہ خالی کر دیا اور اپنا بیگ لے کر اس ہوٹل سے تھوڑی دور واقع ایک اور ہوٹل میں کمرہ بک کرا لیا۔ مگر اس ہوٹل کے کاؤنٹر پر پہنچنے سے پہلے ایک کیفے کے ٹوائلٹ میں گھس کر اپنا حلیہ تبدیل کر لیا تھا۔ ہوٹل کے کمرے میں بیگ رکھنے کے بعد وہ کافی دیر تک نئے منصوبے پر سوچ بچار کرتا رہا اور پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے عمران کے فلیٹ کی نگرانی کرنی چاہئے اور پھر جیسے ہی عمران وہاں پہنچے اور وہ موقع دیکھ کر سائلنسر لگے ریوالور سے اس پر فائر کرے اور نکل جائے۔

راشیل کی عادت تھی کہ جب وہ ایک بار کام پر نکل کھڑا ہوتا تو پھر وہ وقت ضائع کرنا گناہ عظیم سمجھتا تھا۔ وہ شکار پر مسلسل اور تابڑ توڑ حملے کرنے کا عادی تھا اور عموماً اسے کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ کیونکہ شکار آخر کب تک مسلسل حملوں سے بچ سکتا تھا چنانچہ اس بار اس نے کیمرہ وہیں کمرے میں چھوڑا۔ لباس بدلا اور سائیلنسر لگا ریوالور بیگ سے نکال کر جیب میں ڈالا اور ہوٹل سے باہر نکل آیا۔ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ ہوٹل میں واپس اس وقت آئے گا جب اسے اپنے مقصد میں کامیابی ہو جائے گی۔ ہوٹل سے نکلتے ہی اس نے ٹیکسی انگیج کی اور اسے کنگ روڈ کا پتہ بتا کر وہ پچھلی نشست

پر بیٹھ گیا۔ اس نے فلیٹ کا حدود اربعہ پہلے دیکھ لیا تھا۔ فلیٹ کے سامنے ایک ریستوران تھا۔ جس کے دروازے پر شیشے لگے ہوئے تھے اس نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ وہ اس ریستوران میں جا کر بیٹھ جائے اور فلیٹ کی نگرانی کرتا رہے گا اور جیسے ہی عمران فلیٹ میں داخل ہوگا۔ وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا جائے گا اور اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا۔ اس نے عمران پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دینی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ٹیکسی ریستوران کے سامنے رکوائی اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ ریستوران میں داخل ہو گیا۔ اب یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اسے ایک ایسی خالی میز مل گئی جس کے پیچھے بیٹھ کر وہ بڑے اطمینان سے فلیٹ کی نگرانی کر سکتا تھا۔

اس نے کرسی سنبھالتے ہی سب سے پہلے کھانے کا آرڈر دیا اور پھر کھانا کھانے کے دوران بھی اس کی نظریں مسلسل فلیٹ کی نگرانی میں مصروف رہیں۔ کھانا کھانے کے بعد اس نے کافی منگوائی اور بڑے اطمینان سے اس کی چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ ابھی اس نے کافی کی آدھی پیالی ہی ختم کی تھی کہ اس نے ایک نوجوان کو فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کی نظریں اس نوجوان پر جم گئیں۔ وہ نوجوان چال ڈھال۔ عمر۔ قد و قامت غرضیکہ کسی طور بھی عمران لگتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے بیٹھا کافی پیتا رہا۔ کافی کی پیالی ختم کر کے اس نے ویٹر کو بل لانے کے لئے کہا۔

پھر بل ادا کرنے کے بعد وہ کرسی سے اٹھا اور ریستوران سے باہر

نکل آیا۔ نوجوان کو اوپر گئے ہوئے دس منٹ کے قریب گزر چکے تھ
اور راشیل سوچ رہا تھا کہ آخر وہ نوجوان کون ہے اور اوپر کیا کر رہا ہے
ابھی وہ سڑک کے کنارے کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ فلیٹ کے اوپر جا
صورت حال کا اندازہ کرے یا یہیں رک کر کافی الحال نگرانی کرنے
ہی اکتفا کرے کہ ایک خوفناک دھماکے سے لڑکھڑا کر بے اختیا
زمین پر جا گرا۔ دھماکہ اس قدر خوفناک تھا کہ اسے اپنے ہوش و حواس
پر قابو نہ رہا۔ اسے ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے دھماکہ عین
اس کے قدموں کے نیچے ہوا ہو۔ مگر گرتے گرتے اس نے ایک آدمی
فلیٹ سے اڑ کر باہر پارک کی باڑھ پر گرتے ضرور دیکھ لیا تھا اور
جب وہ اپنے آپ کو سنبھال کر اٹھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمران
کا فلیٹ گیراجوں سمیت ملبے کی صورت اختیار کر چکا تھا اور دوسرے
لمحے اردگرد کے لوگ شور مچاتے اس فلیٹ کی طرف دوڑے اور
دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بے پناہ ہجوم اکٹھا ہو گیا۔

راشیل بھی دوڑتا ہوا اس ہجوم میں شامل ہو گیا اور چند لمحوں بعد اس
نے باڑ پر سے اس آدمی کو اٹھتے دیکھ لیا۔ جو دھماکے کے ساتھ ہی فلیٹ
سے باہر آگرا تھا۔ یہ نوجوان نہ تھا جسے اس نے فلیٹ میں جاتے دیکھا
تھا۔ اس کی تیز نظریں اس آدمی پر جمی ہوئی تھی اور وہ اس کے چہرے
پیدا ہونے والی کیفیات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اس آدمی کے چہرے
خوف کے آثار جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کو فلیٹ
کے تباہ ہونے کا یقین نہ آ رہا ہو مگر اس شخص نے نہ ہی کوئی چیخ و پکار

ت ہی آگے بڑھ کر کسی کو یہ کہا کہ وہ اس فلیٹ سے باہر آگرا ہے۔
شیل کے اندازے کے مطابق وہ شخص کوئی گھریلو ملازم جیسی چیز
کھائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پولیس کی گاڑیاں اور فائر بریگیڈ والے بھی پہنچ گئے اور
لیٹ کا ملبہ اٹھانے کا کام تیزی سے شروع ہو گیا۔

راشیل دھماکہ ہوتے ہی یہ بات تو سمجھ گیا تھا کہ یہ دھماکہ البرٹ
کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ایسے کاموں میں البرٹ ماہر تھا۔ مگر
اس آدمی کے اطمینان سے راشیل نے یہ سمجھ لیا تھا کہ کم از کم عمران
دھماکے کے وقت اس فلیٹ میں موجود نہ تھا۔ کیونکہ اگر وہ فلیٹ میں
ہوتا تو کم از کم یہ شخص فطری طور پر کبھی بھی اس طرح اطمینان سے
لوات رہتا اور اب مسئلہ تھا کہ عمران آخر کہاں تھا۔ اب تو فلیٹ میں
ن کی واپسی بھی ناممکن ہو چکی تھی اور راشیل اس فلیٹ کے علاوہ اور
وئی جگہ جانتا بھی نہ تھا۔

چنانچہ اس نے سوچ سوچ کر یہی فیصلہ کیا کہ اسے اس شخص کی
رانی کرنی ہو گی یہ یقیناً فلیٹ کی تباہی کی خبر عمران تک پہنچائے گا اور
رہی ہوا اچانک وہ شخص ہجوم سے باہر نکلنے لگا۔ راشیل بھی اس کے
یچھے تھا۔

ہجوم سے باہر آکر وہ شخص ایک گلی میں گھس گیا اور پھر جب گلی کا
ام ایک سڑک پر ہوا تو اس نے اس شخص کو ٹیکسی کو روکتے دیکھا۔
راشیل نے تیزی سے ادھر ادھر نگاہیں گھمائیں اور پھر اسے ایک

بلڈنگ کے سامنے میں ایک موٹر سائیکل کھڑا نظر آگیا۔ راشیل تہ
سے اس موٹر سائیکل کی طرف کھسکتا چلا گیا۔ موٹر سائیکل کے قر
پہنچ کر اس نے دیکھا تو موٹر سائیکل لاک تھا۔

اسی لمحے بیک وقت دو باتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ اس شخص کو ا
خالی ٹیکسی مل گئی اور عین اسی لمحے موٹر سائیکل کا مالک بھی آن
اس نے لاک کھولا اور اگنیشن میں چابی گھمائی ہی تھی کہ راشیل
اچانک پوری قوت سے اسے دھکا دیا اور اس کے گرتے ہی وہ اچھل
موٹر سائیکل پر بیٹھا اور دوسرے لمحے اس نے سٹارٹنگ سوئچ آ
کے ایک جھٹکے سے موٹر سائیکل آگے بڑھا دی۔ موٹر سائیکل کا
شور کرتا اور چیختا ہوا اس کے پیچھے دوڑا۔ مگر راشیل اب اسے کہاں
سائیکل تک پہنچنے دیتا تھا۔ وہ پوری رفتار سے موٹر سائیکل اڑا
ٹیکسی کے پیچھے دوڑتا چلا گیا۔

جب اس ٹیکسی کے قریب پہنچ کر اس نے اس آدمی کو پچھلی س
بیٹھے دیکھ لیا تو پھر اطمینان سے اس ٹیکسی کے تعاقب میں مصرو
گیا۔ وہ خاصا فاصلہ دے کر ٹیکسی کا تعاقب کر رہا تھا تاکہ وہ
تعاقب سے آگاہ نہ ہو سکے۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں پر گھومتی ہوئی ایک بڑی سڑک پر پہنچ ک
خاصی بڑی عمارت کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ راشیل موٹر
آگے بڑھانے لے گیا اور پھر اس نے ایک کیفے کی سائیڈ
سائیکل روک دی اور اسے سٹینڈ پر کھڑا کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھا

اس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جس وقت وہ عمارت کے قریب پہنچا۔ اس نے ایک نوجوان کو عمارت کے گیٹ سے نکلتے اور گیٹ کے قریب کھڑی ہوئی موٹر سائیکل پر سوار ہو کر جاتے دیکھا موٹر سائیکل سوار کے جانے تک وہ ایک ستون کی آڑ میں رکا رہا۔ اس کے جانے کے بعد وہ آگے بڑھا اور پھر گیٹ کے سامنے آکر رک گیا۔

پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ راشیل نے جھک کر اندر دیکھا تو اسے اصل عمارت کے برآمدے میں ٹیکسی سے اتر کر اندر جانے والا شخص نظر آیا۔ راشیل تیزی سے کھڑکی کے اندر داخل ہوا اور تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ عمارت کے سامنے کا لان خالی پڑا ہوا تھا اور وہاں کوئی شخص نہ تھا۔ راشیل چند لمحوں تک وہیں کھڑا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا اس کا ایک ہاتھ جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر جما ہوا تھا۔

جب وہ عمارت کے قریب پہنچا تو اچانک اس نے عمارت کے سامنے کا دروازہ کھلتے محسوس کیا اور وہ جھپٹ کر عمارت کی سائیڈ والی گلی میں چھپ گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے عمارت میں سے ایک قوی ہیکل حبشی کو باہر نکل کر پھاٹک کی طرف جاتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لمحے راشیل کے چہرے پر اطمینان کی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ اس حبشی کو وہ عمران کے فلیٹ سے نکلتے ہوئے پہلے دیکھ چکا تھا۔ اس لحاظ سے وہ سمجھ گیا کہ وہ بالکل صحیح جگہ پر پہنچا ہے۔ عمران یقیناً اس عمارت میں موجود ہو گا پھر اس خیال سے کہ حبشی کہیں پھاٹک بند کر

کے واپس آتے ہوئے اسے دیکھ نہ لے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس گلی کو کراس کر کے عمارت کی پشت پر آگیا۔

عمارت کی پشت پر کئی کھڑکیاں موجود تھیں۔ یہ تمام کھڑکیاں تاریک تھیں۔ اس لئے راشیل سمجھ گیا کہ ان کمروں میں کوئی موجود نہیں ہے۔ اس نے باری باری ہر کھڑکی کو آزمایا اور پھر ایک کھڑکی اسے کھلی ہوئی مل گئی۔ اس نے بڑی احتیاط سے اس کے دونوں پٹ دھکیلے اور چند لمحے اندر کی سن گن لینے کے بعد وہ کھڑکی پھلانگ کر کمرے میں پہنچ گیا۔

کمرے میں پہنچ کر وہ تھوڑی دیر تو بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ مگر جب کہیں سے کوئی آواز نہ سنائی دی تو اس نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اس کی باریک روشنی میں اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ باتھ روم تھا جس کا دروازہ کسی کمرے میں پڑتا تھا۔

راشیل اس دروازے کو کھول کر کمرے میں پہنچا تو دوسرے لمحے چونک پڑا۔ اسے کمرے کے فرش سے کھڑبڑ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ تیزی سے فرش پر جھک گیا اور اس نے اپنا کان زمین پر لگا دیا۔ آوازیں کچھ اور زیادہ واضح ہو گئیں۔ کچھ لوگ اس کمرے کے عین نیچے موجود تھے۔ راشیل سمجھ گیا کہ اس کمرے کے نیچے تہہ خانے میں کوئی کارروائی ہو رہی ہے اور یقیناً عمران اسی تہہ خانے میں موجود ہو گا۔

چنانچہ وہ اٹھ کر تیزی سے اس کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا دروازہ کھلا ہوا تھا جیسے ہی اس نے دروازے کو ذرا سا کھولا۔ اسے

بھاری قدموں کی آوازیں اس دروازے کی طرف آتی سنائی دیں۔ راشیل نے پنسل ٹارچ بجھا دی اور دروازے سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ہاتھ جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر تھا اور جسم تنا ہوا تھا۔

قدموں کی آوازیں تیزی سے دروازے کے قریب پہنچیں اور پھر آگے بڑھتی چلی گئیں راشیل نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور پھر دروازہ کچھ اور کھول کر باہر جھانکا تو وہی حبشی تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری میں جاتا دکھائی دیا۔ راہداری کے آخر میں جا کر وہ بائیں طرف مڑ گیا تو راشیل بڑی احتیاط سے دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر اس حبشی کے پیچھے راہداری کے موڑ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راہداری کے آخر میں دائیں طرف سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں جن کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ دروازہ بند تھا۔ راشیل سیڑھیاں اترتا چلا گیا اور پھر اسے دروازے کے اوپر ایک چھوٹا سا روشندان نظر آگیا جس کے نیچے دروازے کے اوپر ایک چھوٹا سا شیڈ تھا۔ راشیل نے ہاتھ اوپر کئے اور جیسے ہی اس کے ہاتھ شیڈ پر پہنچے وہ ہاتھوں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ بڑے اطمینان سے شیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ روشندان میں شیشے کی بجائے جالی لگی ہوئی تھی۔ راشیل نے جیسے ہی جالی سے آنکھ لگا کر اندر کمرے میں نظر ڈالی۔ وہ بری طرح چونک پڑا اس کا دماغ ایک لمحے کے لئے تو لٹو کی طرح گھوم گیا۔ کیونکہ سامنے ایک بڑی سی میز پر جوانا بے حس و حرکت لیٹا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک نوجوان ہاتھ میں ایک چھوٹا سا آلہ پکڑے کھڑا تھا جبکہ وہ حبشی بھی دونوں

پہلوؤں پر ریوالور لٹکائے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا اور وہ شخ جس کا پیچھا کرتے ہوئے راشیل یہاں تک آیا تھا وہ کمرے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"باس۔ آپ خواہ مخواہ اس چکر میں پڑ رہے ہیں۔ اسے میر۔ حوالے کر دیں پھر دیکھیں یہ کس طرح طوطے کی طرح بولتا ہے" حبشی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کالے دیو۔ ہر جگہ طاقت نہیں چلتی۔ میں اس ٹائپ کو اچھی طر جانتا ہوں۔ یہ مار پیٹ سے کچھ نہیں بتائے گا"...... اس نوجوان ۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک بٹن کو دباتے ہوئے کہا اور اس کی آو سنتے ہی راشیل سمجھ گیا کہ بولنے والا عمران ہے۔

چونکہ عمران میک اپ میں تھا۔ اس لئے وہ اس کے بولنے سے پہ اسے نہ پہچان سکا تھا۔ راشیل نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا او سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا اور پھر اس کی نال جالی کے بڑے سوراخ رکھتے ہوئے اس نے عمران کے سینے کا نشانہ لیا عمران بڑے اطمینان سے آلے کے مختلف بٹن دبانے میں مصروف تھا اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ موت کے بھیانک پنجوں نے اسے ٹارگٹ بنا لیا ہے۔

مادام برتھا نے پاکیشیا کے دارالحکومت میں پہنچتے ہی سب سے پہلے ٹونی بار کے مالک ٹونی کا نمبر گھمایا اور پھر جیسے ہی رابطہ قائم ہوا۔ رسیور پر ایک کرخت اور بھاری آواز گونجی۔

"ٹونی سپیکنگ"...... لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"ٹونی۔ میں ایکریمیا کی مادام برتھا بول رہی ہوں۔ بلیو مون نائٹ کلب کی مادام برتھا"...... مادام برتھا نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مادام برتھا آپ۔ کیا آپ تاراک سے بول رہی ہیں"۔ ٹونی کے لہجے میں حیرت شامل تھی۔ البتہ اس بار کرختگی کی بجائے نرمی کی جھلک نمایاں تھی۔

"نہیں۔ میں تمہارے شہر کے ہوٹل ہلز سے بات کر رہی ہوں۔ ابھی ابھی یہاں پہنچی ہوں"...... مادام برتھا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ مگر آپ ہوٹل میں کیوں ٹھہری ہیں۔ آپ سیدھا میرے پاس آنا چاہئے تھا"...... ٹونی نے برا مناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں یہاں ٹھیک ہوں۔ مجھے ایک ضروری کام کے لئے خاص آدمی چاہئیں۔ میں انہیں اچھا معاوضہ دوں گی۔ مگر آدمی کام کے ہوں"...... مادام برتھانے کہا۔

"آدمی تو جتنے کہیں مل جائیں گے مگر کام کی نوعیت بھی بتائیں"...... ٹونی نے پوچھا۔

"ایک آدمی کی نگرانی کرانی ہے۔ مگر نگرانی ایسی ہو کہ مجھے ایک ایک لمحے کی رپورٹ ملتی رہے"...... مادام برتھانے جواب دیا۔

"کام صرف نگرانی تک ہی محدود رہے گا یا آگے بھی بڑھے گا"۔ ٹونی نے پوچھا۔

"فی الحال تو نگرانی تک ہی محدود ہوگا۔ آگے کام بڑھا تو پھر بتا دوں گی"...... مادام برتھانے جواب دیا۔

"مادام۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کم از کم ٹارگٹ کی حیثیت بتا دیں تاکہ میں اس کی حیثیت کے مطابق آدمیوں کا چناؤ کروں"۔ ٹونی نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"وہ ایک احمق سا شخص ہے۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے"...... مادام برتھانے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہیں مادام۔ آپ علی عمران کی نگرانی کرائیں گی"۔

ٹونی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں۔ کیا تم اسے جانتے ہو"...... مادام نے چونک کر پوچھا۔

"میں خود آپ کے پاس آرہا ہوں مادام۔ آپ کا کمرہ نمبر کیا ہے"۔ ٹونی نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل۔ مگر کیوں۔ کوئی خاص بات ہے"۔ مادام نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ خاص بات کہہ رہی ہیں۔ خاص الخاص بات ہے۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔ آپ میرا انتظار کریں"...... ٹونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

مادام نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔ اس کا خیال تھا کہ عمران کو یہ غنڈے ٹائپ لوگ نہ جانتے ہوں گے۔ مگر عمران کا نام سن کر ٹونی پر جو ردعمل ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ عمران کو نہ صرف وہ اچھی طرح جانتا ہے بلکہ اس سے خاصا خوفزدہ بھی ہے یہ عمران کی شخصیت کا ایک نیا پہلو تھا۔

مادام عمران کے متعلق بیٹھی سوچتی رہی۔ اس نے عمران کے خاتمے کے متعلق جو منصوبہ بنایا تھا۔ اب وہ اس کے متعلق سوچ رہی تھی۔ کہ کیا وہ واقعی کامیاب ہو جائے گی۔ بہرحال اس نے فیصلہ کر لیا کہ ٹونی سے بات چیت کے بعد وہ اس منصوبے پر غور کرے گی۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"کم ان"...... مادام برتھانے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ٹونی اندر داخل ہوا۔ ٹونی دارالحکومت کا مشہور بدمعاش تھا اور زیر زمین دنیا میں اس کا نام خاصا مشہور تھا۔ لڑائی بھڑائی کے فن میں طاق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے نام کی ہر جگہ دہشت طاری تھی۔

جسمانی لحاظ سے وہ سڈول اور مضبوط جسم کا مالک تھا اس کی چال ڈھال میں غیر معمولی پھرتی تھی۔

"ہیلو مادام۔ بڑے عرصے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے"۔ ٹونی نے کمرے میں آتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ تم نے بھی تو کافی عرصے سے ناراک کا چکر نہیں لگایا"...... مادام نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ چکر لگانے والا دور ختم ہو گیا مادام۔ اب تو میرے کارندے کام کرتے ہیں"...... ٹونی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیا پیو گے"...... مادام نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہسکی منگوا لیں"...... ٹونی نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور مادام نے سروس روم کو ٹیلی فون کر کے وہسکی کا آرڈر دے دیا۔

چند لمحوں بعد ویٹر وہسکی کی ایک بوتل اور دو گلاس لے کر آ گیا۔ ویٹر کے جانے کے بعد ٹونی نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا اور پھر وہسکی کا جام اٹھا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مادام۔ آپ کس چکر میں پڑ گئیں۔ عمران جسے آپ احمق کہہ رہی

ہیں۔ دنیا کا سب سے خطرناک شخص ہے۔ میرا مشورہ تو یہی ہے کہ آپ عمران کو نہ چھیڑیں ورنہ نتائج توقع کے برعکس بھی نکل سکتے ہیں"...... ٹونی نے وہسکی کا گھونٹ لیتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے ٹونی۔ تم اس شخص سے بے حد خوفزدہ لگتے ہو۔ حالانکہ میں نے سنا تھا کہ تمہارا یہاں بڑا نام ہے"...... مادام نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"مادام۔ آپ کا مجھ پر اتنا بڑا احسان ہے کہ میں آپ کے حکم پر اس ملک کے صدر کو اپنے ہاتھوں قتل کر سکتا ہوں۔ مگر مادام۔ یہ عمران شخص ہی ایسا ہے کہ اس کو چھیڑنا اپنی موت کو آواز دینا ہے"...... ٹونی نے جواب دیا۔

"دیکھو ٹونی۔ مجھے عمران کے متعلق وہ کچھ معلوم ہے جو شاید تمہیں بھی معلوم نہیں ہے اور میں ایک سوچے سمجھے منصوبے پر کام کر رہی ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دے سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں کوئی اور بندوبست کر لوں گی"...... مادام برتھا نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"آپ کی ناراضگی بجا ہے مادام۔ میں دراصل آپ کو سمجھا نہیں سکتا کہ یہ عمران دراصل ہے کیا بلا۔ بہرحال آپ کی خاطر یہ کر سکتا ہوں کہ خود عمران کی نگرانی کروں۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ شاید کوئی آدمی بھی اس کی نگرانی کرتے ہوئے اس سے چھپ نہیں سکتا۔ میں اس کے متعلق سب سے زیادہ جانتا ہوں مگر مجھے معلوم تو ہو کہ آپ کا اس

نگرانی سے کیا مقصد ہے"...... ٹونی نے کہا۔

"میں عمران کو قتل کرنا چاہتی ہوں۔ بس یہ میرا مقصد ہے"۔ مادام برتھا نے ٹونی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ بہرحال میں آپ کے حق میں دعا ہی کر سکتا ہوں۔ مگر قتل کرنے کے لئے نگرانی کا کیا فائدہ"...... ٹونی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹونی۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے۔ اس لئے میں تمہیں اپنا منصوبہ بتائے دیتی ہوں۔ تم اسے سن کر مجھے بتاؤ کہ یہ منصوبہ کیسا ہے"۔ مادام نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ مجھے منصوبہ بتائیں۔ میری اپنی بھی دلی خواہش ہے کہ میں عمران پر ہاتھ ڈالوں میں نے اس سے اپنا ایک پرانا بدلہ چکانا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کے ذریعے یہ انتقام بھی پورا ہو جائے"۔ ٹونی نے جواب دیا۔

"سنو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کے فلیٹ میں ایک باورچی رہتا ہے۔ جو اس کا کھانا وغیرہ پکاتا ہے۔ ظاہر ہے اس فلیٹ میں سرکاری پانی پائپ کے ذریعے مہیا ہوتا ہوگا۔ میں دراصل نگرانی کے ذریعے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ عمران کس وقت یقینی طور پر فلیٹ میں موجود ہوتا ہے اور کس وقت کا کھانا یا چائے یقینی طور پر فلیٹ میں کھاتا پیتا ہے۔ اس وقت کا پتہ چلتے ہی میں اس پائپ میں ایک دوا انجیکٹ کر دوں گی اور اس طرح پائپ سے جانے والا پانی زہریلا ہو

جائے گا۔ اس پانی سے تیار کردہ کھانا یا چائے پیتے ہی وہ ہلاک ہو جائے گا"...... مادام برتھا نے اپنا منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا منصوبہ تو بالکل سادہ اور یقینی قسم کا ہے مگر اس پائپ میں دوا کی ملاوٹ اور پھر دوا کی بدبو یا ذائقہ تو عمران کو ہوشیار کر دے گا۔ وہ انتہائی چالاک اور ہوشیار قسم کا آدمی ہے"...... ٹونی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اس بات کی فکر مت کرو۔ میرے پاس ایک ایسا آلہ ہے جو ایک لمحے میں لوہے کے پائپ میں دوا انجیکٹ کر دے گا اور دوسری بات یہ کہ دوا بالکل بے ذائقہ۔ بے رنگ اور بے بو ہے اور اتنی زہریلی ہے کہ اس کا ایک قطرہ بھی عمران کے حلق سے اتر گیا تو پھر اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی"...... مادام برتھا نے جواب دیا۔

"مگر مادام۔ کیا یہ بہتر نہیں رہے گا کہ ہم اس کے باورچی کو اغوا کر لیں اور اس کی جگہ اپنا آدمی بھیج دیں۔ اس طرح کام یقینی اور آسان ہو جائے گا"...... ٹونی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ یہ بچگانہ تجویز ہے ابھی تم کہہ رہے تھے کہ وہ حد سے زیادہ چالاک اور عیار ہے تو کیا وہ اتنی آسانی سے باورچی کی جگہ دوسرے آدمی کو قبول کر لے گا۔ وہ فوری طور پر ہوشیار ہو جائے گا اور نتیجہ یہ کہ ہمارا منصوبہ فیل ہو جائے گا"...... مادام برتھا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کا خیال درست ہے مادام۔ واقعی آپ کا منصوبہ قابل داد

ہے۔ باقی رہ گئی اس کی نگرانی کی بات۔ تو آپ بے فکر رہیں میں ابھی سے کام شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کل تک میں آپ کو حتمی رپورٹ دے دوں گا"...... ٹونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ رپورٹ کے صحیح ہونے پر ہی سارے منصوبے کا انحصار ہے۔ اگر ذرا بھی گڑ بڑ ہو گئی تو اس کا باورچی مارا جائے گا اور پھر وہ ہوشیار ہو جائے گا"...... مادام نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں سمجھ گیا۔ میں صحیح رپورٹ دوں گا"۔ ٹونی نے وہسکی کا آخری گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے کہا۔

"اور سنو۔ کام جتنی جلدی ممکن ہو سکے ہونا چاہئے۔ کیونکہ کچھ اور لوگ بھی عمران کے پیچھے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے پہلے کامیاب ہو جائیں"...... مادام نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی اس کام کے لئے نکل پڑتا ہوں۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکا میں آپ کو رپورٹ دوں گا"...... ٹونی نے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹونی کے جانے کے بعد مادام برتھا نے بیگ سے نیا لباس نکالا اور پھر باتھ روم میں چلی گئی۔ غسل کر کے اور دوسرا لباس تبدیل کر کے وہ جب باتھ روم سے باہر آئی تو وہ ذہنی طور پر خاصی تر و تازہ ہو چکی تھی۔ اس نے روم سروس کو انٹرکام پر کھانے کا آرڈر دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ بڑے مطمئن انداز میں کھانا کھانے میں مصروف تھی۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ ابھی ہاتھ دھونے میں مصروف تھی کہ

کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ مادام نے تیزی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"مادام۔ میں ٹونی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ٹونی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا بات ہے۔ تم گھبرائے ہوئے سے لگتے ہو"...... مادام نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں مادام۔ خبر ہی ایسی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کسی نے عمران کے فلیٹ کو بم مار کر اڑا دیا ہے"...... ٹونی نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اس وقت عمران فلیٹ میں تھا"...... مادام برتھا نے چیخ کر پوچھا۔ اس کا ذہن فوری طور پر البرٹ کی طرف چلا گیا۔ کیونکہ اس قسم کا طریقہ کار وہی استعمال کرتا تھا اور اس نے سوچا کہ بقیہ بیس لاکھ ڈالر کہیں اس بار البرٹ ہی نہ لے اڑے۔

"ابھی تو ملبہ صاف کیا جا رہا ہے۔ ویسے جہاں تک میرا خیال ہے عمران فلیٹ میں نہیں تھا کیونکہ اس کا باورچی بڑے مطمئن انداز میں کھڑا ہوا ہے اگر عمران فلیٹ کے اندر ہوتا تو وہ اتنا مطمئن کبھی نہ ہوتا"...... ٹونی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ مگر اب عمران کو کہاں تلاش کیا جائے گا۔ ظاہر ہے فلیٹ کی تباہی کے بعد تو وہ روپوش ہو جائے گا"...... مادام برتھا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ میں عمران کے باورچی کو نظر میں رکھے ہوئے ہوں۔ مجھے

یقین ہے وہ عمران کو اطلاع دینے کے لئے اس کے پاس ضرور پہنچے گا اور اس طرح ہم عمران کا نیا ٹھکانہ تلاش کر لیں گے"۔۔۔۔ ٹونی نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔ تم اسے نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا اور جیسے ہی عمران کا ٹھکانہ معلوم ہو۔ مجھے اطلاع دینا میں خود وہاں آ جاؤں گی"۔۔۔۔ مادام برتھا نے کہا۔

"آپ کی کیا ضرورت ہے مادام"۔۔۔۔ ٹونی نے کہا۔

"ٹونی فلیٹ کی بات اور تھی۔ وہاں ہمارا پائپ والا منصوبہ آسانی سے کامیاب ہو سکتا تھا مگر نہ جانے اس کا نیا ٹھکانہ کیسا ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ خود اس ٹھکانے کا جائزہ لے کر منصوبے کو نئے سرے سے ترتیب دیا جائے"۔۔۔۔ مادام برتھا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مادام۔ میں آپ کو اطلاع دے دوں گا"۔۔۔۔ ٹونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام نے ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ منصوبے کے پہلے مرحلے میں ہی رکاوٹ پیش آ گئی۔ اب دیکھو بعد میں کیا ہوگا بہرحال اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب کام کی رفتار تیز کر دے گی کیونکہ فلیٹ کی تباہی سے صاف ظاہر ہے کہ البرٹ نے پہلا وار کر دیا ہے۔ اور وہ جانتی تھی کہ ماسٹر کلرز کے رکن انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں اور وہ سب تابڑ توڑ حملے کرتے رہتے ہیں۔ جب تک کہ شکار کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ کسی سربراہ حکومت یا کسی اہم

سیاسی شخصیت کے قتل کی اور بات ہوتی ہے اس کے لئے خاص منصوبہ بندی کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہاں ڈائریکٹ ایکشن کام نہیں آتا۔ یہی وجہ تھی کہ ایسے مواقع پر مادام برتھا کامیاب رہتی تھی۔ مگر یہاں مسئلہ مختلف تھا۔

"علی عمران کتنی ہی اہم شخصیت ہو۔ مگر اس پر براہ راست ہاتھ ڈالا جا سکتا تھا اور وہ جوانا اور راشیل کی عادتیں جانتی تھی یقیناً راشیل اور جوانا نے بھی اپنے اپنے حملوں کا آغاز کر دیا ہوگا۔ چنانچہ ایسا نہ ہو کہ وہ منصوبے ہی بناتی رہ جائے اور ان میں سے کوئی بیس لاکھ ڈالر لے اڑے۔

"ابھی وہ اس سوچ بچار میں غرق تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور مادام نے اس بار رسیور اٹھانے میں انتہائی زیادہ پھرتی سے کام لیا۔

"مادام ٹونی بول رہا ہوں۔ عمران کے نئے ٹھکانے کا پتہ چل گیا ہے یہ البرٹ روڈ پر واقع ایک بہت بڑی قلعہ نما عمارت ہے جس کا نام رانا ہاؤس ہے باورچی اسی عمارت میں گیا ہے۔ یقیناً عمران اندر موجود ہوگا۔ مجھے بھی پہلے اطلاع ملی تھی کہ رانا ہاؤس بھی عمران کا ہی اڈہ ہے"۔۔۔۔ ٹونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں ٹھہرو۔ میں ٹیکسی پر پہنچ رہی ہوں اس کے بعد کوئی منصوبہ سوچیں گے"۔۔۔۔ مادام برتھا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر بیگ کھول کر اس میں سے کپڑے

نکالنے لگی کپڑے نکال کر اس نے بیگ کا ایک خفیہ خانہ کھولا اور پھر اس خانے میں موجود ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال لی۔ اس ڈبیا میں سا سٹائیڈ میں بجھی ہوئی سوئیاں بند تھیں اور ڈبیا میں ایسا سسٹم تھا کہ اسے مخصوص انداز میں دبانے سے سوئی اس میں سے نکل کر تین سو گز تک مار کرتی تھی اور سوئی کی نوک جس جاندار کے جسم کو لگ جائے اسے مرنے میں چند سیکنڈ سے زیادہ نہیں لگتے تھے۔

مادام برتھا نے اس بار نیا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ غیر ملکی سکالر کے روپ میں رانا ہاؤس میں داخل ہو گی اور پھر جیسے ہی عمران اس کے سامنے آئے گا وہ سوئی اس کے جسم میں اتار دے گی۔

اس نے بڑی پھرتی سے ڈبیا جیب میں ڈالی اور پھر کپڑے دوبارہ بیگ میں ڈال کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی چند لمحوں بعد ہوٹل سے باہر کھڑی ہوئی خالی ٹیکسی اسے رانا ہاؤس کی طرف اڑائے چلی جا رہی تھی۔

البرٹ پائیدان کے نیچے بم رکھ کر واپس اپنے ہوٹل کے کمرے میں آ گیا۔ اور پھر اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اٹیچی کیس کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اسے مخصوص انداز میں موڑا تو ڈبے کا ڈھکن ٹیلیویژن سکرین کی طرح روشن ہو گیا البرٹ نے کالر سے ایک چھوٹی سے پن نکالی اور پھر اس پن کی مدد سے اس نے ڈبے کے نچلے حصے میں موجود پیچیدہ سی مشینری کے ایک مخصوص کونے کو دبایا۔ کونے کو دباتے ہی وہاں باریک سا سوراخ ہو گیا اور سوئی پن کی نوک اس میں داخل ہوتی چلی گئی۔

البرٹ نے مخصوص انداز میں پن کو دائیں بائیں حرکت دینی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد ہی ایک جھماکے سے سکرین پر روشنی کی لہریں کوندنے لگیں۔ البرٹ نے پن نکال کر اسے دوبارہ کوٹ کے کالر میں اڑس لیا۔ اس نے اس جدید ترین ٹیلی ویو سکرین کا رابطہ

عمران کے فلیٹ میں موجود بم سے جوڑ دیا تھا۔ اور اب سکرین پر اس کمرے کا منظر روشن ہو گیا تھا یہ منظر اس بم میں موجود جدید ترین مشینری ٹیلی کاسٹ کر رہی تھی بم کے اوپر رکھا ہوا پائیدان بھی اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بن رہا تھا۔

کمرے میں موجود سلیمان بندھا ہونے کی باوجود پانی سے نکلی ہو مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا البرٹ سمجھ گیا کہ وہ باہر نکلنے کی کوشش میں مصروف ہے البرٹ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی اور وہ غ سے سلیمان کی کوششوں کا تماشا دیکھنے لگا۔

"ویری گڈ۔ اچھی کوشش کی ہے تم نے"...... اچانک البرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ سلیمان کمرے سے باہر جانے میں کامیاب گیا تھا البتہ ایک بلی اب کمرے میں اچھلتی کودتی نظر آ رہی تھی سلیما کمرے سے باہر جانے کی وجہ سے سکرین سے آؤٹ ہو چکا تھا۔

البرٹ خاموشی سے بلی کی اچھل کود کا تماشا دیکھتا رہا۔ اور تھو دیر بعد وہ اچانک چونک پڑا۔ جب اس نے کمرے میں ایک چھوٹے کتے کو داخل ہوتے دیکھا کتا بلی کے پیچھے لپک رہا تھا۔ البرٹ چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے کیونکہ کتا کسی کا پالتو معـ ہوتا تھا اور ظاہر ہے کتے کو پکڑنے کے لئے اس کا مالک بھی اندر دا ہو گا۔ اب صرف وہ اس الجھن میں تھا کہ کیا یہ کتا عمران کا ہے یا اور کا۔ اور ظاہر ہے اس کا مالک سلیمان کو بھی کھول دے گا اور سے بڑا مسئلہ اس کے لئے یہی بن گیا تھا کہ سلیمان کا پیر اگر پائید

آگیا تو اتنے قیمتی بم کا بھی نقصان ہو جائے گا۔ اور فلیٹ تباہ ہونے کے باوجود شکار بھی بچ نکلے گا۔ اور فلیٹ کی تباہی کے بعد اس کا ڈھونڈ نکالنا کمانڈر البرٹ کے لئے بڑا مشکل تھا۔

ابھی وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھا کہ اس نے ایک نوجوان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ نوجوان قد و قامت یا حلیہ سے کسی طور پر بھی عمران معلوم نہ ہو رہا تھا۔ نوجوان نے کتے کو پکڑنے کی کوشش شروع کر دی۔ مگر کتا تو بلی کو دیکھ کر مچلا ہوا تھا۔ وہ نوجوان کے ہاتھ نہ آ رہا تھا۔ البرٹ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ اس دھما چوکڑی میں اس نوجوان کا پیر اس بم والے پائیدان پر نہ پڑ جائے مگر شاید دعائیں اتنی جلدی قبول نہیں ہوتیں۔

وہی ہوا اچانک کتے کو پکڑنے کی کوشش میں اس نوجوان کا پیر اس پائیدان پر پڑا جس کے نیچے بم موجود تھا اور دوسرے لمحے سکرین پر روشنی پھیلتی چلی گئی اور پھر سکرین صاف ہو گئی۔

البرٹ نے ایک لمحے کے لئے سر پکڑ لیا۔ اس کا یہ حربہ ناکام رہا تھا مگر فوری طور پر اسے ایک اور خیال آگیا وہ تیزی سے بیگ کی طرف لپکا اس بار بیگ کے خفیہ خانے میں اس نے ایک اور چھوٹی سی مشین نکالی اور پھر اس مشین میں سے نکلی ہوئی دو تاریں تیزی سے ڈبے کی مشینری میں موجود تاروں سے جوڑ دیں اور مشین کے اوپر لگے ہوئے ڈائل کو دیکھنے لگا۔

ڈائل کے ساتھ ایک چھوٹا سا لٹو موجود تھا اس نے لٹو کو گھماتا

شروع کر دیا لٹو کے گھومتے ہی ڈائل پر موجود سوئی تیزی سے حرکت کرنے لگی۔ سوئی کو ایک مخصوص ہندسے پر پہنچا کر اس نے لٹو پر سے ہاتھ ہٹایا اور پھر مشین کے کونے میں لگا ہوا بٹن دبا دیا دوسرے لمحے سکرین ایک بار پھر روشن ہو گئی اس بار جو منظر سکرین پر نظر آیا اسے دیکھ کر البرٹ بری طرح اچھل پڑا سکرین پر ایک کافی بڑی عمارت کے سامنے والا حصہ نظر آ رہا تھا۔

یہ ایک کھلا میدان تھا اور اس میدان نما حصہ میں جوانا ایک آدمی سے خوفناک لڑائی میں مصروف تھا اس نوجوان کے پیچھے دو آدمی بھی موجود تھے جن میں سے ایک سڈول بدن کا نوجوان تھا جس نے غنڈوں جیسا لباس پہن رکھا تھا جبکہ دوسرا ایک قوی ہیکل حبشی تھا۔ وہ دونوں بڑے اطمینان سے کھڑے جوانا اور اس نوجوان کے درمیان ہونے والی لڑائی دیکھ رہے تھے۔

البرٹ نے دراصل ماسٹر کلرز کے باقی تین ممبروں کے جسم میں ایک مخصوص پرزہ سیا ہوا تھا اس طرح وہ کسی بھی وقت ان تینوں کی کارکردگی چیک کر سکتا تھا۔ اور ظاہر ہے یہ سب کچھ ان ممبروں کی لاعلمی میں ہوا ہو گا ورنہ وہ لوگ ایسا کبھی نہ ہونے دیتے۔ اس طرح البرٹ کو شکار تلاش کرنے اور ان کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے اپنا وار کرنے میں آسانی ہو جاتی تھی ہر ممبر کے لئے اس نے مخصوص فریکونسی سیٹ کی ہوئی تھی۔

چنانچہ فلیٹ تباہ ہوتے ہی اسے یہ خیال آ گیا تھا کہ وہ باقی ممبرز

دیکھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں ہو سکتا ہے ان میں کوئی عمران کو تلاش کر چکا ہو اور اس طرح البرٹ کو بھی عمران کے نئے ٹھکانے کا علم ہو جائے اور پھر یہ مقدر کی بات تھی کہ اس نے پہلی بار جوانا کی فریکونسی سیٹ کی اور جوانا ایکشن میں مصروف نظر آ گیا مگر اب اس کے لئے الجھن یہ تھی کہ وہاں موجود لوگوں میں عمران بھی موجود ہے یا نہیں جوانا کے پیچھے کھڑے ہوئے اس غنڈہ نما نوجوان کی قد و قامت تو عمران جیسی تھی مگر اس کی شکل اس تصویر سے مختلف تھی۔ البرٹ جانتا تھا کہ شکل میک اپ سے تبدیل کی جا سکتی ہے۔

البرٹ نے نے مشین کے پچھلے حصے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر مشین کی پشت پر موجود ایک چھوٹا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے ڈبے میں سے جوانا اور دوسرے لوگوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ویل ڈن ٹائیگر ..... اچانک جوانا کے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان کی آواز سنائی دی اور البرٹ سمجھ گیا کہ کم از کم جوانا سے لڑنے والا عمران نہیں بلکہ کوئی ٹائیگر نام کا نوجوان ہے۔

وہ خاموشی سے ان کی لڑائی دیکھتا رہا اور ڈبے سے بلند ہونے والی آوازیں سنتا رہا اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جوانا نے ٹائیگر کو بے بس کر دیا اور پھر وہ ٹائیگر کا خاتمہ کرنے ہی والا تھا کہ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان نے بڑی پھرتی سے جوانا کے پہلو پر لات ماری اور جوانا لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا اور پھر اسی لمحے حبشی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے زمین پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے ٹائیگر کو جھک کر

کاندھے پر ڈالا اور عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم تو میرا شکار ہو۔ تمہیں تو میں زندہ نہیں چھوڑ سکتا"۔ اچانک جوانا کی غضبناک آواز سنائی دی اور البرٹ چونک پڑا۔ جوانا کے فقرے کا مطلب صاف ظاہر تھا کہ وہ نوجوان ہی دراصل عمران ہے۔ اب عمران اور جوانا کے درمیان خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔

البرٹ کو دل ہی دل میں افسوس ہونے لگا کہ اس بار شکار اس ہاتھ سے نکل گیا اسے یقین تھا کہ جوانا عمران کو جلد ہی بے بس کر اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ کیونکہ جوانا سے لڑائی جیتنا کسی انسان کے لئے کم از کم ناممکن تھا۔

وہ دانت بھینچے ان کے درمیان ہونے والی لڑائی کو دیکھنے لگا جو کی پھرتی تیزی اور قوت پر اسے حیرت ہو رہی تھی کیونکہ جوانا باوجود بے پناہ کوشش کے عمران کو بے بس کرنے میں ناکام نظر آ رہا تھا دلچسپی سے اس خوفناک جنگ کو دیکھنے میں محو ہو گیا۔ اس نے پہلا جوانا کے مقابلے میں کسی شخص کو اس طرح لڑتے ہوئے دیکھا ورنہ عام طور پر جوانا چند منٹوں کے اندر مقابل کی گردن توڑ دیا تھا۔ عمران جوانا سے لڑنے کے ساتھ ساتھ اس پر طنزیہ فقرے چست کرتا جا رہا تھا اور جوانا کا اشتعال لحہ بہ لحہ تیز ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک اس خوفناک لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ عمران نے جوانا جیسے کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر پشت پر اس کے جسم کو اس مخصوص انداز موڑ دیا کہ جوانا کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ اپنی جگہ سے کھسکنے کی آواز

سنائی دے گئی۔ اور اب جوانا زمین پر حقیر کیچوے کی طرح بے بس پڑا ہوا تھا۔

"بہت خوب۔ بڑا جی دار لڑکا ہے یہ شخص"...... البرٹ نے کہا ویسے اسے دل ہی دل میں اس بات پر خوشی ہوئی تھی کہ عمران نے جوانا کو بے بس کر دیا ہے اس طرح اسے شکار پر وار کرنے کا سکوپ مل گیا تھا۔

اس نے جوانا کے بے بس ہوتے ہی تیزی سے مشین کا ایک لٹو گھمایا اور سکرین کا دائرہ پھیلتا چلا گیا۔ اب وہ عمارت کے چاروں طرف کا منظر سکرین پر دیکھ سکتا تھا اور دوسرے لمحے وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ اس عمارت کے مین گیٹ کی طرف ایک بہت اونچی بلڈنگ نظر آ گئی تھی جس کے اوپر بہت بڑا نیون سائن صاف نظر آ رہا تھا نیون سائن پر ہوٹل اونگا لکھا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور اب البرٹ کے لئے اس بلڈنگ کو تلاش کر لینا آسان تھا۔

اس نے بڑی پھرتی سے دونوں مشینیں بند کیں اور انہیں واپس بیگ میں رکھ کر اس نے پہلے جیسا ایک اور بم بیگ کے خانے سے نکال کر جیب میں ڈال لیا گو یہ بم جسامت میں پہلے بم جیسا تھا مگر اس کی کارکردگی اور تباہی کی رینج پہلے بم سے قطعاً مختلف تھی اس بم کو فٹ کرنے کے بعد اسے ریڈیائی لہروں سے تباہ کیا جا سکتا تھا اور یہ بم اس قدر طاقتور تھا کہ اس پوری بلڈنگ کے پرخچے اڑا سکتا تھا۔

وہ انتہائی تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچا اور پھر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ہوٹل اونگا کونسی روڈ پر واقع ہے"...... البرٹ نے کاؤنٹر بوائے سے پوچھا۔

"ہوٹل اونگا البرٹ روڈ پر ہے جناب۔ کیوں کیا بات ہے" ۔ کاؤنٹر مین نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ایک دوست سے وہاں ملنا ہے۔ اس لئے پوچھ رہا تھا"...... البرٹ نے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ایک خالی ٹیکسی اسے ہوٹل کی طرف لئے چلی جا رہی تھی اس نے اس پوری بلڈنگ کو ہی فوری طور پر اڑانے کا فیصلہ کر لیا تھا جس میں جوانا اور عمران موجود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس طرح عمران کے ساتھ ساتھ جوانا کے جسم کے پرخچے بھی اڑ جائیں گے۔ مگر اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا ویسے بھی وہ دیکھ چکا تھا کہ جوانا اب ہمیشہ کے لئے بیکار ہو چکا ہے چنانچہ اب اس کی زندگی یا موت کوئی معنی نہ رکھتی تھی۔

"تو یہ ہے وہ عمارت۔ جس میں عمران موجود ہے"...... مادام برتھا نے رانا ہاؤس کی عظیم الشان عمارت پر نظریں جماتے ہوئے ٹونی سے پوچھا۔

"ہاں مادام۔ اس وقت عمران اس عمارت میں موجود ہے" ۔ ٹونی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس کے اندر جاتی ہوں۔ تم میرے ساتھ چلو جیسے ہی عمران کو دیکھنا مجھے بتا دینا"...... مادام برتھا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر مادام۔ آپ عمارت میں داخل کیسے ہوں گی"...... ٹونی نے حیرت بھرے لہجے میں مادام برتھا کے بھاری بھرکم جسم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کال بیل بجاتی ہوں اور غیر ملکی بلڈنگ ڈیزائنر کے روپ میں

اس عمارت کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کروں گی"...... مادام برتھا نے کہا۔

"مادام۔ ناراضگی معاف۔ آپ عمران کو نہیں جانتیں۔ ورنہ ایسا منصوبہ کبھی نہ بناتیں۔ عمران تو اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہتا ہے۔ اسے غفلت میں تو مارا جا سکتا ہے مگر ایسے نہیں جیسے آپ سمجھ رہی ہیں۔ اگر اتنی آسانی سے وہ مارا جا سکتا تو شاید اب تک لاکھوں بار مر چکا ہوتا"...... ٹونی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹونی۔ تمہیں یہ منصوبہ بظاہر احمقانہ نظر آ رہا ہوگا۔ مگر تم دیکھنا کہ اس احمقانہ منصوبے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ منصوبہ جتنا سادہ ہوگا اتنی ہی اس کی کامیابی یقینی ہوگی"...... مادام نے ٹونی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر مادام۔ عمران مجھے پہچانتا ہے۔ جیسے ہی وہ مجھے آپ کے ساتھ دیکھے گا فوراً ہوشیار ہو جائے گا"...... ٹونی نے اپنی جان چھڑواتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی یہ بات تو ہے۔ اچھا تم ایسا کرو یہاں باہر ہی ٹھہرو۔ میں اکیلی اندر جاتی ہوں میں خود ہی اسے تلاش کر لوں گی"...... مادام بھی اپنے منصوبے پر اڑی ہوئی تھی۔

"جیسے آپ کی مرضی بہرحال ایک بار پھر کہہ دوں کہ انتہائی ہوشیار رہیئے گا آپ کی ذرا سی غفلت آپ کو نقصان پہنچا سکتی ہے"...... ٹونی نے کہا۔

"ارے تم میری فکر چھوڑو۔ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں"...... مادام برتھا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی پھاٹک کی طرف بڑھی۔

پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ ٹونی مادام کے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہی تیزی سے آگے بڑھ کر ایک ریستوران میں داخل ہو گیا وہ وہاں بیٹھ کر اطمینان سے نگرانی کرنا چاہتا تھا۔

مادام کو کافی دیر انتظار کرنا پڑا۔ پھر پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک لحیم شحیم حبشی جھک کر باہر آگیا اس نے خاکی رنگ کی وردی پہنی ہوئی تھی اور اس کے دونوں پہلوؤں پر ہولسٹر لٹک رہے تھے جن میں ریوالوروں کی موجودگی صاف دکھائی دے رہی تھی حبشی نے عجیب سی نظروں سے مادام کو دیکھا اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے"...... حبشی نے جو جوزف تھا۔ اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ بلڈنگ کس کی ہے"...... مادام برتھا نے بڑے نرم انداز میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"رانا تہور علی صندوقی کی۔ کیوں کیا بات ہے کیا کوئی نیا ٹیکس لگانے آئی ہو"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر"...... میرا نام برتھا ہے اور میں

ایکریمیا میں بلڈنگ ڈیزائنر ہوں ۔یہاں تمہارے ملک میں مطالعاتی دورے پر آئی ہوں یہ خوبصورت بلڈنگ نظر آئی تو میں نے سوچا اندر سے اچھی طرح دیکھ لوں"...... مادام برتھا نے جواب دیا۔

"یہ کوئی وقت ہے بلڈنگ دیکھنے کا اس وقت باس فارغ نہیں ہیں پھر کبھی آنا"...... جوزف نے اسی طرح اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"سنو۔ اپنے باس کو پیغام دے دو۔ اگر وہ انکار کر دے گا تو میں چلی جاؤں گی"...... مادام نے کہا۔

"میں نے کہہ جو دیا کہ پھر کسی وقت آنا اس وقت ہمیں فرصت نہیں ہے تمہیں بلڈنگ دکھانے کی"...... جوزف نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے کھڑکی میں غائب ہو گیا۔

"مگر مادام برتھا بھلا اتنی آسانی سے کہاں جانے والی تھی اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک بار پھر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اور اس بار اس نے اس وقت تک کال بیل کے بٹن سے انگلی نہ ہٹائی جب تک دوبارہ جوزف باہر نہ آ گیا۔

"کیا مصیبت ہے۔ دفع ہو جاؤ ورنہ"...... جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے ریوالور باہر نکال لیا۔

"میں یہ بلڈنگ دیکھے بغیر نہیں جاؤں گی۔ اور اگر تم نے مجھے ریوالور کی دھمکی دی تو میں یہاں سے سیدھی پولیس اسٹیشن چلی جاؤں گی اور انہیں کہوں گی کہ تم نے مجھے ریوالور دکھا کر لوٹنے کی کوشش

کی ہے"...... مادام برتھا نے بھی اس بار لہجہ سخت کر لیا تھا۔

"تم۔ احمق عورت۔ تمہاری یہ جرأت کہ مجھے دھمکی دو۔ دفع ہو جاؤ اور شکر مناؤ کہ میں عورتوں پر ہاتھ اٹھانے کا عادی نہیں ہوں نہیں تو ایک مکے سے تمہاری کھوپڑی توڑ دیتا"...... جوزف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام برتھا کوئی جواب دیتی کھڑکی میں ایک اور نوجوان کا چہرہ دکھائی دیا۔ دوسرے لمحے وہ باہر آ گیا۔ اس کا لباس غنڈوں جیسا تھا۔

"کیا بات ہے جوزف۔ کیوں شور مچا رہے ہو"...... نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ عورت زبردستی اندر آنا چاہتی ہے۔ کہتی ہے میں بلڈنگ ڈیزائنر ہوں۔ بلڈنگ دیکھنا چاہتی ہوں"...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ رانا تہور علی صندوقی ہیں"...... مادام نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا کیونکہ اس نے جوزف کو اسے باس کہتے سن لیا تھا۔

"آپ کو ان سے کیا کام ہے"...... نوجوان نے جو عمران تھا مادام کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان سے کوئی کام نہیں۔ میں ایکریمیا کی بلڈنگ ڈیزائنر ہوں۔ اس ملک میں مطالعاتی دورے پر آئی ہوں۔ یہاں سے گزرتے ہوئے یہ بلڈنگ نظر آئی۔ مجھے اس کا ڈیزائن بے حد پسند آیا ہے میں نے سوچا

اسے ایک نظر اندر سے دیکھ لوں۔ مگر یہ حبشی مجھے یوں دھتکار رہا ہے جیسے میں کوئی بھکارن ہوں"...... مادام برتھا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آئی ایم سوری میڈم۔ یہ عورتوں کا دشمن ہے اس لئے سیدھے منہ بات نہیں کرتا آیئے میرے ساتھ میں آپ کو بلڈنگ دکھا دیتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جوزف پھاٹک کھولو تاکہ میڈم اندر آسکیں"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف برا سامنہ بناتے ہوئے واپس مڑ گیا۔

"مجھے مادام فلورا کہتے ہیں۔ اور آپ...... "مادام برتھا نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

"میں رانا صاحب کا سیکرٹری ہوں۔ میرا نام علی عمران ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام کی آنکھوں میں اچانک کامیابی کی چمک ابھر آئی۔ نوجوان کا قدوقامت عمران جیسا ہی تھا صرف چہرے بدلا ہوا تھا اور مادام برتھا جانتی تھی کہ میک اپ سے شکل بدلی جا سکتی ہے۔

جوزف نے پھاٹک کھول دیا تھا اور اب وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ جوزف نے پیچھے پھاٹک بند کر دیا۔

"جوزف۔ تم بلیو روم میں جاؤ۔ وہاں رانا صاحب موجود ہیں میں میڈم کو عمارت دکھا کر ابھی آرہا ہوں"...... عمران نے جوزف سے

مخاطب ہو کر کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"بہت خوبصورت عمارت ہے۔ اس کا ڈیزائن کس نے بنایا تھا"...... مادام برتھا نے عمارت کی طرف چلتے ہوئے بڑے تعریفانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کے اس خادم نے نقشہ بنایا تھا مگر یہاں کے سرکاری ڈیزائنروں نے نقشہ فیل کر دیا مگر رانا صاحب بھی ایک ضدی آدمی ہیں انہوں نے یہ عمارت بنا ڈالی اور سرکاری ڈیزائنر بیچارے سر پیٹتے رہ گئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو آپ میں بلڈنگ ڈیزائن کی خداداد صلاحیتیں ہیں"۔ مادام نے کہا اور جان بوجھ کر اپنی رفتار آہستہ کر لی تاکہ عمران ذرا سا آگے ہو جائے تو وہ زہریلی سوئی کا وار اس کی پشت پر کر سکے کیونکہ مادام کے خیال میں اس وقت میدان صاف تھا اور وہ آسانی سے عمران کا خاتمہ کر کے عمارت سے باہر جا سکتی ہے۔

اس کا منصوبہ کامیاب رہا۔ اور عمران دو قدم آگے بڑھ گیا اسی لمحے مادام برتھا نے انتہائی پھرتی سے کوٹ کی جیب سے سوئیاں پھینکنے والی ڈبیا نکالی اور پلک جھپکنے میں اس نے عمران کی پشت کا نشانہ لے کر ڈبیا کی پشت کو انگوٹھے سے دبایا۔ مگر دوسرا لمحہ اس کی زندگی میں سب سے حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ جیسے ہی اس نے ڈبیا کی پشت کو دبایا۔ عمران انتہائی تیزی سے مڑا اور زہریلی سوئی اس کے کاندھے سے ایک

انچ کے فاصلے سے گزرتی چلی گئی اور اسی لمحے عمران کی لات گھومتی ہوئی پوری قوت سے مادام برتھا کے ہاتھ سے ٹکرائی جس میں اس نے ڈبیا پکڑ رکھی تھی اور ڈبیا اس کے ہاتھ سے نکل کر دور گھاس میں جا گری اب عمران کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"اتنی آسانی سے مرنے والی آسامی نہیں ہوں مادام برتھا"۔ عمران نے ریوالور کی نال مادام برتھا کے بھاری جسم کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔

"م۔ مگر تم میرا نام کیسے جانتے ہو"...... مادام برتھا نے حیرت سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ناراک میں آپ کے کلب میں جانے کا اعزاز مجھے بھی حاصل ہے مادام۔ میں آپ کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ اس لئے میں ہوشیار تھا ورنہ ہو سکتا تھا میں مار کھا جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ"...... مادام نے جواب دیا اور اسی لمحے مادام بھاری بھرکم جسم رکھنے کے باوجود انتہائی تیزی سے اچھلی اور اس کی لات پوری قوت سے عمران کے اس ہاتھ پر پڑی جس میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا۔ اور ریوالور عمران کے ہاتھ سے ٹھیک اسی طرح نکل گیا جیسے مادام کے ہاتھ سے ڈبیا نکلی تھی۔

"واہ واہ۔ بہت خوب۔ تمہاری چستی مجھے پسند آئی ہے"...... عمران نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

مگر مادام نے اس کا فقرہ سنا تک نہیں جیسے ہی اس کے قدم زمین سے ٹکے اس نے کسی سپرنگ کی طرح اچھل کر عمران پر دوبارہ حملہ کر دیا۔

عمران نے انتہائی تیزی سے پہلو بچایا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے گردش میں آیا اور اس کا زوردار مکہ پوری قوت سے مادام برتھا کی کنپٹی پر پڑا۔ مادام برتھا لڑکھڑا کر زمین پر جا گری۔ اس نے سر جھٹک کر سنبھلنے کی کوشش کی مگر عمران نے اچھل کر اس کی کنپٹی پر لات جما دی اور مادام برتھا یکلخت ہی بے حس و حرکت ہو گئی۔ کنپٹی پر پڑنے والی زوردار ضرب نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔

عمران نے اس کے بے ہوش ہوتے ہی اسے جھک کر اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی مچی ہوئی تھی کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے کہ یہ سب لوگ اسے ختم کرنے کے لئے چلے آ رہے ہیں۔

ٹیکسی نے جلد ہی البرٹ کو اونگا ہوٹل کے سامنے اتار دیا۔ البر
نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور اس وقت تک وہیں ٹھہرا رہا جب
تک ٹیکسی آگے بڑھ کر ٹریفک کے ہجوم میں غائب نہ ہو گئی۔ اب
سڑک کے پار وہ بلڈنگ صاف نظر آ رہی تھی جسے اس نے اپنے ہو
کے کمرے میں سکرین پر دیکھا تھا۔

وہ چند لمحے کھڑا غور سے اس بلڈنگ کو دیکھتا رہا جیسے اس کے م
وقوع کو جانچ رہا ہو پھر اس کی نظریں بلڈنگ کے دائیں طرف مو
ایک بڑی سی رہائشی عمارت پر جم گئیں اس عمارت اور اس بلڈنگ
چھتیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔

البرٹ تیزی سے قدم اٹھاتا رانا ہاؤس سے ملحقہ عمارت کی طر
بڑھتا چلا گیا۔ یہ ایک رہائشی بلڈنگ تھی جس میں تمام فلیٹس .
البرٹ تیزی سے مین دروازے میں داخل ہوا اور پھر یوں اطمینان .

سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا جیسے وہ خود بھی اسی بلڈنگ کا رہائشی ہو۔ سیڑھیوں پر اس سے آگے دو عورتیں جا رہی تھیں۔ جبکہ کچھ لوگ اوپر سے نیچے آ رہے تھے انہوں نے غور سے پاس سے گزرتے ہوئے البرٹ کو دیکھا مگر البرٹ ان کی طرف توجہ دیئے بغیر بڑے اطمینان سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ یہ عمارت تین منزلہ تھی البرٹ تھوڑی ہی دیر میں تیسری منزل پر پہنچ گیا مگر یہاں رکنے کی بجائے وہ اوپر چھت کی طرف جانے لگا۔ کہ اچانک ایک آدمی نے اسے آواز دی اس آدمی کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"اے مسٹر"..... اس آدمی نے البرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی فرمایئے"..... البرٹ نے رک کر مڑتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کون ہیں اور چھت پر کیوں جا رہے ہیں"..... اس آدمی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میں محکمہ بجلی کا اسسٹنٹ انجینئر ہوں اوپر چھت پر سے گزرنے والی بجلی کی تاروں کے بارے میں رپورٹ ملی تھی یہ تاریں خطرناک ہیں انہیں وہاں سے ہٹایا جائے چنانچہ میں ان کا جائزہ لینا چاہتا ہوں"..... البرٹ نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ اب محکمہ بجلی میں بھی غیر ملکی کام کرنے لگے ہیں آپ کے پاس شناختی کارڈ ہے"..... وہ آدمی شاید ضرورت سے کچھ زیادہ ہی محتاط واقع ہوا تھا۔

"میں غیر ملکی نہیں ہوں بلکہ مجھے یہاں کی شہریت حاصل ہے۔

جہاں تک شناختی کارڈ کا تعلق ہے وہ میں دکھا سکتا ہوں مگر پہلے آپ بتایئے کہ آپ کون ہیں"...... البرٹ نے ایک سیڑھی نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"میں اس عمارت کا مالک ہوں مسٹر اور ایک کرایہ دار سے ملنے آیا تھا"...... اس آدمی نے نخوت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ مالک ہیں۔ ویری گڈ۔ یہ تو اچھا ہوا کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔ اب مجھے جائزہ لینے میں مزید آسانی ہو جائے گی" البرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈالا جیسے شناختی کارڈ نکالنے جا رہا ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ہاتھ باہر نکال لیا اور پھر دوسری جیب دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ ویری سوری ۔ کارڈ تو جلدی میں دوسرے کوٹ میں رہ گیا ہے بہرحال اگر آپ کہیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں ورنہ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ آپ میرے ساتھ چھت پر چلیں بس چند منٹ کام ہے ورنہ مجھے دوبارہ آنا پڑے گا اور پھر فائدہ آپ کا ہی ہے"۔ البرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں"...... مالک نے راضی ہوتے ہوئے کہا شاید خود ساتھ چلنے کی آفر ملنے پر اس کا شک دور ہو گیا تھا۔

"آیئے"...... البرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔

چھت پر پہنچتے ہی البرٹ کا ہاتھ اچانک پوری قوت سے گھوما اور مالک کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ چھوڑ گیا۔ دوسرے لمحے مالک ہراتا ہوا چھت پر گر گیا۔ چھت کے اردگرد چار دیواری تو موجود نہیں تھی مگر اس کے باوجود چھت پر ٹیلیویژن انٹینوں کا ایک جال سا پھیلا ہوا تھا ان انٹینوں کے بانسوں کا وہاں جنگل سا دکھائی دیتا تھا یہی وجہ تھی کہ البرٹ مطمئن تھا کہ مالک کو گرتے شاید ہی کسی نے دیکھا ہو البرٹ نے مالک کی نبض چیک کی اور جب اسے محسوس ہوا کہ کم از کم ایک گھنٹے سے پہلے اس کے ہوش میں آنے کی توقع نہیں ہے تو وہ تیزی سے بھاگتا ہوا رانا ہاؤس کی ملحقہ چھت کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

رانا ہاؤس کی چھت نیچے سے تو ملی ہوئی محسوس ہوتی تھی مگر قریب جا کر البرٹ نے دیکھا کہ ان کے درمیان پانچ فٹ کی ایک گلی موجود ہے۔

البرٹ بلڈنگ کی چھت کے کنارے رک گیا اس نے ادھر ادھر دیکھا سامنے سڑک پر ٹریفک کا ہجوم تھا البرٹ سوچنے لگا یوں دن دہاڑے چھت پر کودتے وقت کہیں اسے کوئی چیک نہ کر لے۔ اس نے رانا ہاؤس کی چھت پر پہنچنے کی کوئی تجویز سوچنی شروع کر دی چند لمحوں بعد وہ اچانک اچھل پڑا ایک خوبصورت تجویز اس کے ذہن میں آئی تھی اس نے دوست تین ٹیلیویژن انٹینوں کے بانس اکھاڑے اور پھر ان انٹینوں کو ان کی تاروں سے ایک دوسرے سے جوڑ کر باندھ دیا اور ان کے دونوں سائیڈوں پر بانس باندھ دیئے اس طرح ایک مضبوط

سی سیڑھی وجود میں آگئی۔
البرٹ نے سیڑھی کا دوسرا سرا رانا ہاؤس کی چھت پر ٹکایا اور پھر تیزی سے اشینوں کے درمیان بانس پر قدم رکھتا ہوا رانا ہاؤس کی چھت پر پہنچ گیا۔ سیڑھی کا چکر اس نے اس لئے چلایا تھا کہ اگر کوئی دیکھ بھی رہا ہو تو یہی سمجھے کہ کوئی مزدور دونوں چھتوں پر کام میں مصروف ہے اس لئے باقاعدہ سیڑھی رکھی گئی ہے۔
رانا ہاؤس کی چھت پر پہنچتے ہی البرٹ تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا وہ ہر ممکن تیزی سے کام مکمل کر کے واپس رہائشی بلڈنگ کی چھت پر پہنچنا چاہتا تھا تا کہ مالک بلڈنگ کے ہوش میں آنے سے پہلے ہی بلڈنگ سے باہر نکل جائے۔
سیڑھیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے البرٹ اطمینان سے سیڑھیاں اترتا ہوا نچلی منزل پر پہنچ گیا نچلی منزل پر سیڑھیاں ایک راہداری میں نکلتی تھیں۔ البرٹ اس راہداری میں چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا راہداری کے آخر میں سیڑھیاں ایک بار پھر نیچے اتر رہی تھیں۔
وہ ان سیڑھیوں سے اترتا ہوا سب سے نچلی منزل پر آگیا مگر ابھی چند سیڑھیاں باقی تھیں کہ اچانک اسے ایک چھوٹی سی راہداری بائیں طرف دکھائی دی اس راہداری میں روشندان نظر آرہے تھے جن میں سے ایک روشندان روشن تھا جبکہ باقی تاریک پڑے ہوئے تھے۔
البرٹ تیزی سے اس راہداری میں سے ہوتا ہوا اس روشندان کی طرف بڑھتا چلا گیا روشندان کے قریب پہنچ کر جب اس نے بڑے محتاط

انداز میں اندر جھانکا تو وہ چونک پڑا سامنے ایک بڑی سی میز پر جوانا بے حس و حرکت لیٹا ہوا تھا اور کمرے کے ایک کونے میں وہی باورچی جسے وہ فلیٹ میں باندھ کر چھوڑ آیا تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا ان کے علاوہ کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا۔
البرٹ نے بڑی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور وائرلیس کنٹرول بم نکال کر اس کے کونے میں موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو آن کر کے اس نے بم کو روشندان کے فریم پر رکھ دیا اسے معلوم تھا کہ یہ بم اتنا طاقتور ہے کہ جیسے ہی پھٹا پوری بلڈنگ کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ اور اس کمرے میں موجود کسی شخص کے بچ جانے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا جوانا کی اس کمرے میں موجودگی سے ہی وہ سمجھ گیا کہ عمران یقیناً جوانا سے پوچھ گچھ کرنے اس کمرے موجود رہے گا۔
بم رکھتے ہی وہ تیزی سے واپس پلٹا اور پھر چھت کی طرف بڑھنے لگا اور پھر سیڑھیاں ختم ہوتے ہی جیسے ہی اس نے چھت پر قدم رکھا اس کے بازو کو جھٹکا سا لگا اور دوسرے لمحے وہ گھومتا ہوا ایک قوی ہیکل حبشی کے بازو میں پہنچ چکا تھا اس حبشی نے جو سیڑھیوں کے قریب موجود تھا اس کا بازو پکڑ کر گھمایا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا وہ اس کے بازوؤں میں جکڑا جا چکا تھا حبشی کی طرف اس کی پشت تھی اور اس کے دونوں بازو حبشی کی گرفت میں تھے۔
"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ تم رانا ہاؤس سے زندہ واپس جا سکو گے"۔ حبشی نے انتہائی کرخت لہجے میں اس کے جسم کو جھٹکا دیتے

ہوئے کہا۔

البرٹ نے حبشی کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑانے کی سر توڑ کوشش کی مگر وہ حبشی تو شاید لوہے کا بنا ہوا تھا البرٹ کے باوجود کوشش کے اس کی گرفت سے آزاد نہ ہو سکے۔ اسی لمحے حبشی نے بڑی پھرتی سے اس کے جسم کو فضا میں اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر پٹخ دیا اور البرٹ کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین و آسمان گردش میں آ گئے ہوں۔

راشیل نے بڑے مطمئن انداز میں کمرے میں موجود عمران کے سینے کا نشانہ لیا اور دوسرے لمحے سائلنسر لگے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور سے ایک ہلکی سے کلک کی آواز ابھری۔ اور راشیل بری طرح چونکا کیونکہ یہ آواز ریوالور کے میگزین کے خالی ہونے کی مخصوص آواز تھی اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور کا میگزین کھولا اور اس کا رنگ زرد پڑ گیا کیونکہ ریوالور میں گولیاں موجود ہی نہیں تھیں اس نے تیزی سے جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں مگر جیبوں میں ایک بھی گولی موجود نہ تھی بیگ کے خفیہ خانے سے ریوالور نکالتے وقت وہ اسے چیک کرنا بھول گیا تھا کہ اس میں گولیاں بھی موجود ہیں یا نہیں مگر اب کیا ہو سکتا تھا عمران اس کی زد میں آ کر دوسری بار بچ نکلا تھا اور اسے سوائے عمران کی خوش قسمتی کے اور کیا کہا جا سکتا تھا۔ اس سے پہلے راشیل کچھ سوچتا اچانک کمرے میں گھنٹی کی تیز آواز گونج اٹھی۔

"جوزف۔ دیکھو کوئی کال بیل بجا رہا ہے"...... عمران نے چونک کر حبشی سے کہا اور حبشی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اب راشیل پھنس گیا تھا کیونکہ وہ عین دروازے کے اوپر موجود تھا اور جوزف نے انہی سیڑھیوں سے گزرنا تھا جو دروازے تک پہنچ کر ختم ہو جاتی تھیں۔

راشیل سمٹ کر جالیوں سے لگ گیا اس نے دروازہ کھلنے کی آوا سنی اور پھر جوزف تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا چونکہ اس کی راشیل کی طرف پشت تھی اس لئے فی الحال تو راشیل نظروں میں آنے سے بچ گیا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی یہ کالا دیو واپس آئے گا اس کی نظریں سیدھی راشیل پر ہی پڑیں گی اور پھر بغیر ریوالو کے وہ کسی بھیگے ہوئے چوہے کی طرح ان کی گرفت میں آجائے گا۔

چنانچہ اس نے فوری طور پر وہاں سے نکل جانے کا فیصلہ کیا چنانچ جیسے ہی جوزف سیڑھیاں طے کر کے راہداری میں غائب ہوا راشیل نے شیڈ پر جھک کر دونوں ہاتھ ٹکائے اور پھر احتیاط سے سیڑھیوں پر ا آیا دوسرے لمحے وہ سیڑھیاں طے کرتا ہوا راہداری میں آگیا۔ اس کا د واپس جانے کو نہ چاہ رہا تھا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ حالات بدل جاتے ا پھر اسے شکار کے خاتمے کے لئے موقع ملتا یا نہیں مگر اب سارا مسئ گولیوں کا تھا۔

راہداری میں پہنچتے ہی اس نے فوری طور پر ایک فیصلہ کیا اور اس نے راہداری میں موجود دروازوں کو آزمانا شروع کر دیا۔ ایک

دروازہ کھلا ہوا تھا چنانچہ اسے کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا اس نے اندر جاتے ہی دروازہ بند کر دیا یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا راشیل چند لمحے دروازے کے ساتھ کھڑا رہا جب اسے راہداری میں کوئی آہٹ سنائی نہ دی تو اس نے جیب میں پڑی ہوئی پنسل ٹارچ نکالی اور کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا یہ کمرہ ڈریسنگ روم کے طور پر استعمال ہوتا تھا کیونکہ اس میں چاروں طرف الماریاں تھیں۔ جن میں مختلف قسم کے لباس لٹکے نظر آرہے تھے۔

راشیل نے ان کپڑوں کی تلاشی لینی شروع کر دی اس کا خیال تھا کہ شاید کسی جیب میں پڑا ہوا کوئی ریوالور مل جائے مگر سب کپڑے خالی تھے۔

اسی لمحے اسے راہداری میں کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے پھرتی سے پنسل ٹارچ بجھا دی اور سانس روک کر تیزی سے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ قدموں کی آوازیں دروازے کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئیں۔ جب آوازیں دور جاتے جاتے معدوم ہو گئیں تو اس نے ایک بار پھر ٹارچ جلائی اور ادھر ادھر پڑے ہوئے دوسرے سامان کا جائزہ لینا شروع کر دیا اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اسے یہاں اپنے مطلب کی کوئی نہ کوئی چیز مل جائے گی۔ اچانک ایک کونے میں پڑے ہوئے اٹیچی کیس کو کھولتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اٹیچی کیس میں مختلف قسم کے ریوالور اور پستول بھرے ہوئے تھے اس نے پستول اور ریوالور اٹھا کر انہیں کھولا اور

میگزین چیک کرنے لگا مگر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ سارے ہی ریوالور اور پستول خالی تھے اس نے ان پستولوں اور ریوالوروں کو فرش پر احتیاط سے رکھا اور اٹیچی کیس کے نچلے حصے میں ہاتھ مارنے لگا کہ شاید کوئی بھولی بھٹکی گولی ہاتھ لگ جائے۔ پھر اچانک وہ اچھل پڑا کیونکہ اٹیچی کیس کے نچلے حصے میں مختلف قسم کی گولیاں خاصی تعداد میں موجود تھیں اس نے سب سے پہلے اپنے ریوالور کے مطابق گولیاں ڈھونڈیں اور پھر اسے ایک گولی مل ہی گئی اس نے فوراً جیب سے اپنا ریوالور نکالا اور اس کے چیمبر میں وہ گولی ڈال دی۔ دوسرے ریوالور اور پسٹل تو اٹیچی کیس میں موجود تھے مگر ان میں سائیلنسر فٹ نہ تھے اور نہ ہی راشیل کے مخصوص ریوالور کا سائیلنسر ان میں سے کسی پر فٹ آتا تھا اور راشیل کے ذہن میں عمران کو قتل کر کے واپس صحیح سلامت نکل جانے کا ارادہ بھی موجود تھا اور ایسا صرف اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا ہو ورنہ وہ دیو ہیکل حبشی یقیناً عمران کی موت کے بعد اسے بھی کسی قیمت پر زندہ نہیں چھوڑے گا۔

چنانچہ اس نے ایک ہی گولی پر اکتفا کیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس نے کسی کو بھاری قدموں سے اس راہداری میں آتے ہوئے دیکھا وہ تیزی سے دروازے سے چپک گیا جب قدموں کی بھاری آواز راہداری کے آخر میں جا کر معدوم ہو گئی تو وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور دبے قدموں سے چلتا ہوا دوبارہ اس کمرے کی طرف چل پڑا۔ جدھر عمران وغیرہ

موجود تھے۔

سیڑھیوں کے آخر میں کمرے کا دروازہ بند تھا اس لئے راشیل سیڑھیاں چڑھ کر دوبارہ اس جالی والے روشندان پر پہنچ گیا روشندان کے نیچے بنے ہوئے شیڈ سے آنکھ لگاتے ہی وہ ایک بار پھر اچھل پڑا کیونکہ اس بار کمرے میں ایک نیا ہی منظر تھا جوانا کے ساتھ فرش پر مادام برتھا اور البرٹ بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور عمران جوزف اور وہ آدمی جو فلیٹ پر آیا تھا کمرے میں موجود تھے۔

راشیل نے اب موقعہ غنیمت کھا اس نے ریوالور کی نال ایک بار پھر جالی کے سوراخ میں لگائی اور سامنے کھڑے ہوئے عمران کے سینے کا نشانہ لے کر بڑی پھرتی سے ٹریگر دبا دیا اور اس بار سائیلنسر ہونے کے باوجود گولی چلنے کا ہلکا سا دھماکا سنائی دیا اور راشیل کے چہرے پر اطمینان اور کامیابی کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ آخر کار وہ شکار کو ختم کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

جوزف مادام برتھا کو عمران کے پاس چھوڑ کر جب واپس بلیو رد میں پہنچا تو جوانا اسی طرح میز پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ جبکہ سلیمان ایک طرف کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

"سنو جوانا۔ باس کے آنے سے پہلے سب کچھ بتا دو کہ تم باس ختم کرنے کے لئے کیوں آئے تھے۔ ورنہ یاد رکھو میں باس کے آنے سے پہلے تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دوں گا"...... جوزف نے جو کے قریب رکتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم۔ ذلیل کتے۔ تم جو جی چاہے کر لو میں کچھ نہیں بتاؤں گا" جوانا نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے کمرہ تھپڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ جوزف غصے کی شدت میں پوری قوت سے جوانا کے چہرے پر تھپڑ مار دیا تھا۔

"مجھے بے بس دیکھ کر تمہارا ہاتھ چل رہا ہے بزدل آدمی۔ کاش

ٹھیک ہوتا"...... جوانا نے بڑی بے بسی سے جواب دیتے ہوئے کہا اور جوزف جو دوسرے تھپڑ کے لئے ہاتھ اٹھا چکا تھا یکدم رک گیا اس کے ذہن میں فوراً ہی یہ بات آئی کہ واقعی بے بس آدمی کو مارنا انتہائی درجے کی بزدلی ہے۔

"ٹھیک ہے میں باس کو کہتا ہوں کہ وہ تمہیں ٹھیک کر دے۔ پھر میں دیکھ لوں گا کہ تم کس طرح اپنی زبان بند رکھتے ہو"۔ جوزف نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور کمرے کے دروازے کے اوپر لگے ہوئے بے شمار بلبوں میں سے ایک زرد رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"اوہ۔ کوئی آدمی رانا ہاؤس کی چھت پر کودا ہے"...... جوزف نے اچھل کر کہا اور پھر ہولسٹر سے ریوالور نکال کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

رانا ہاؤس میں عمران نے ایسا سسٹم نصب کیا ہوا تھا کہ بیرونی دروازے کی بجائے اگر کوئی شخص بھی کسی اور ذریعے سے رانا ہاؤس میں داخل ہوتا تو مختلف رنگوں کے بلب ان کی فوری نشان دہی کر دیتے تھے زرد رنگ کا بلب یہ بتاتا تھا کہ کودنے والا چھت کے ذریعے اندر داخل ہوا ہے ایسے بلب رانا ہاؤس کے ہر کمرے میں موجود تھے۔ جوزف تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا چھت پر چڑھتا چلا گیا جب وہ چھت پر پہنچا تو اسے وہاں کوئی آدمی نظر نہ آیا اس نے چھت کا ایک

مکمل راؤنڈ لیا اور پھر اسے ملحقہ بلڈنگ اور رانا ہاؤس کی چھت کے درمیان اسٹینوں کی بنی ہوئی عجیب وغریب سیڑھی نظر آ گئی اور وہ سمجھ گیا کہ کوئی شخص یقیناً ملحقہ بلڈنگ سے اس سیڑھی کے ذریعے چھت پر آیا ہے مگر چھت پر آنے کے بعد وہ کہاں غائب ہو گیا کیونکہ سیڑھیوں کے ذریعے تو وہ خود چھت پر آیا تھا اب ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ وہ شخص راستے میں ہی کہیں مڑ گیا ہے۔ چنانچہ جوزف کچھ دیر ادھر ادھر دیکھنے کے بعد واپس سیڑھیوں کی طرف پلٹا مگر جیسے ہی وہ سیڑھیوں والے دروازے کے قریب پہنچا اچانک اسے کسی کے قدموں کی آواز اوپر آتی سنائی دی جوزف پھرتی سے دروازے کی اوٹ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا چند لمحوں بعد ہی ایک نوجوان دروازے سے برآمد ہوا اور جوزف کسی چیتے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے اسے بازو سے پکڑ کر گھمایا۔ اور دوسرے لمحے نوجوان پشت کے بل اس کے سینے سے آ لگا جوزف نے اس کی دونوں بازو جکڑ رکھے تھے نوجوان نے اپنے آپ کو چھڑانے کی اضطراری کوشش کی مگر لحیم شحیم جوزف نے اسے اپنے فولادی بازوؤں کی مدد سے اٹھا کر چھت کے فرش پر پٹخ دیا اور نوجوان سر کے بل پوری قوت سے فرش سے جا ٹکرایا دوسرے لمحے اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے جوزف نے اس کے بے ہوش ہو جانے کا یقین کرنے کے بعد اسے کاندھے پر اٹھایا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا چند لمحے بعد وہ اسے کاندھے پر لادے ہوئے بلیو روم میں پہنچ گیا۔

"ارے۔ یہ کس کو اٹھا لائے"...... عمران نے جو فرش پر بے ہوش

پڑی ہوئی مادام برتھا کے پاس کھڑا تھا چونک پڑا۔

"ہاں۔ یہ شخص رانا ہاؤس سے ملحقہ بلڈنگ سے چھت پر کودا تھا"...... جوزف نے بے ہوش نوجوان کو بھی مادام برتھا کے ساتھ ہی فرش پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کودتے ہی پکڑ لیا یا یہ نیچے آ گیا تھا"...... عمران نے غور سے البرٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ یہی وہ شخص تھا جس نے فلیٹ میں گھس کر مجھے باندھ دیا تھا"...... اچانک سلیمان نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ میرے خیال میں فلیٹ میں بم بھی اسی نے چھپایا ہو گا"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھک کر البرٹ کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے وائرلیس کنٹرول بم کو فائر کرنے والی مشین برآمد کر چکا تھا۔

"اوہ یہ تو وائرلیس کنٹرول بم کی آپریٹنگ مشین ہے"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر غور سے دیکھنے لگا کہ کہیں وہ آن تو نہیں ہے۔

مگر اسی لمحے اچانک اس کے سینے پر کوئی چیز آ کر لگی اور وہ ایک زور دار دھکا لگنے سے اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور اس کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی آپریٹنگ مشین اچھل کر دیوار کے شمال مغربی کونے کی جڑ میں پوری قوت سے جا ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک

دھماکہ ہوا اور کمرہ خیرہ کر دینے والی روشنی سے بھر گیا یہ دھماکہ اتنا خوفناک تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے اس کمرے میں ایٹم بم پھٹ گیا ہو۔

دوسرے لمحے کمرے کی دیوار چھت سمیت پرزے پرزے ہو کر فضا میں اڑتی چلی گئیں۔ خوفناک بم نے رانا ہاؤس کی عظیم الشان بلڈنگ کو ریت کے ڈھیر کی طرح بکھیر کر رکھ دیا تھا یقیناً دیوار سے ٹکرا کر وہ مشین آن ہو گئی تھی اور کمرے کے روشندان میں نصب البرٹ خوفناک بم پوری قوت سے پھٹ پڑا تھا۔

راشیل نے جیسے ہی ریوالور کا ٹریگر دبایا ریوالور میں موجود اکلوتی گولی اڑتی ہوئی عمران کے سینے پر پڑی اور راشیل کے چہرے پر اطمینان اور کامیابی کی لہریں دوڑنے لگیں آخر کار وہ شکار کو ختم کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھل پڑا کیونکہ عمران کے سینے پر پڑنے والی گولی عمران کے سینے میں گھسنے کی بجائے ایک ہلکے سے دھماکے سے پھٹی اور اس کے ساتھ ہی عمران زور دار دھکا لگتے ہی اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین اچھل کر کمرے کے شمال مغربی کونے کی جڑ میں پوری قوت سے جا کر ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور پھر اس کے ہوش وحواس پر تاریکی کا پردہ پھیلتا چلا گیا۔

جب وہ دوبارہ ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے سینے پر

ایک بھاری شہتیر پڑا ہوا ہے شہتیر کا ایک سرا دیوار کے ساتھ ٹکا ہوا جبکہ دوسرا سرا زمین پر تھا اور راشیل عین اس شہتیر کے نیچے گٹھڑی ہوا پڑا تھا اگر شہتیر ذرا سا بھی اور نیچے کھسک جاتا تو راشیل کے جسم کوئی ہڈی بھی سلامت نہ رہتی مگر اب صورت حال یہ تھی کہ بے پ ملبہ شہتیر نے اپنے اوپر روک رکھا تھا اور شہتیر کی چوڑائی چونکہ خاص تھی اس لئے راشیل نہ صرف ملبے سے بچ گیا تھا بلکہ اینٹوں کی بارش نے بھی اسے زیادہ نقصان نہ پہنچایا تھا البتہ اس کے پیروں، ٹانگوں ا بازوؤں پر زخم آگئے تھے۔ اور سر کے پچھلے حصے میں ایک اور سر نمایاں چکا تھا۔

ہوش میں آتے ہی ایک لمحے کے لئے تو راشیل کو یوں محسوس ہو جیسے اس کے جسم کی ہڈیاں سلامت نہ رہی ہوں مگر آہستہ آہستہ جب اس نے اپنے جسم کو حرکت دی تو یہ دیکھ کر اس کے منہ سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا کہ اس کا جسم زخمی ہونے کے باوجو پوری طرح حرکت میں تھا۔

بلڈنگ کے اردگرد بے پناہ شور ہو رہا تھا اور ہلکی ہلکی آوازیں اس کے کانوں میں آرہی تھیں دور سے فائر بریگیڈ اور پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی سنائی دے رہے تھے۔

راشیل نے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر بڑی احتیاط سے حرکت کرتا ہوا وہ ملبے کے درمیان سے کھسکتا ہوا شہتیر کے نیچے سے نکل آیا ہر طرف ملبہ ہی ملبہ بکھرا ہوا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ ملبے کے سمندر میں

غرق ہو چکا ہو۔ وہ آہستہ آہستہ ملبے کے درمیان سے کھسکتا ہوا آگے بڑھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیسے ہی اس نے ملبے کے ایک چھوٹے سے ڈھیر کو پھلانگنے کی کوشش کی تو اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اس کا جسم ایک کافی بڑے سوراخ سے ہوتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ ایک ہلکے سے دھماکے سے کیچڑ نما ملبے میں دھنستا چلا گیا چند لمحے وہ وہیں پڑا اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کی تیز نظروں نے اندھیرے کے باوجود اس بات کو محسوس کر لیا کہ وہ اس وقت ایک گٹر میں موجود ہے جس میں گندا پانی اب بھی چل رہا تھا مگر جس جگہ راشیل گرا تھا وہاں خاصا کیچڑ تھا۔

وہ سمجھ گیا کہ وہ عمارت کے نیچے بہنے والے گٹر میں آگرا ہے۔ دھماکے کی وجہ سے شاید گٹر کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا تھا اور کچھ ملبہ گٹر کے اندر بھی جا گرا تھا یہی وجہ تھی کہ اس دہانے کے نیچے کیچڑ سا ہو گیا تھا اور اس کیچڑ نے راشیل کو مزید چوٹیں لگنے سے بچا لیا تھا۔

راشیل صورت حال کو سمجھتے ہی تیزی سے گٹر میں آگے بڑھتا چلا گیا پانی اس کے گھٹنوں تک آرہا تھا گو زخمی ہونے کی وجہ سے اس کا سارا جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا مگر جان بچ جانے کی خوشی میں اس نے زیادہ پرواہ نہ کی اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا کچھ دیر بعد اسے دیوار کے ساتھ لوہے کی سیڑھی لگی ہوئی نظر آگئی جس کے اختتام پر لوہے کا ڈھکنا موجود تھا راشیل سیڑھی پر چڑھا اور پھر اوپر پہنچ کر اس نے دونوں ٹانگوں

سے سیڑھی کو اچھی طرح جکڑ لیا اور پھر دونوں ہاتھ اس ڈھکن کے نچلے حصے پر جما کر اس نے پوری قوت سے جھٹکا دیا اور ڈھکن اچھل کر آدھے سے زیادہ کھسک گیا اور اس کے ساتھ ہی روشنی اور تازہ ہوا کا ایک ریلا سا اندر داخل ہوا اور راشیل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے نڈھال جسم میں نئی قوت بھر گئی ہو اس نے باقی ڈھکن کو بھی زور لگا کر ایک طرف ہٹایا اور پھر سیڑھی چڑھتا ہوا گٹر کے دہانے سے باہر نکل آیا۔

اس وقت وہ دو بڑی بلڈنگوں کے درمیان واقع ایک پتلی سی گلی میں موجود تھا دونوں بلڈنگوں کی پشت اسی گلی میں تھی۔ گلی میں ہر طرف کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

راشیل باہر نکل کر چند لمحے وہیں بیٹھ کر سستاتا رہا پھر اٹھ کر آگے بڑھنے لگا اس کے کپڑے بے حد گندے ہو چکے تھے۔ جسم بھی زخمی تھا ایسی صورت میں وہ اپنے ہوٹل کے مین گیٹ سے داخل نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اس طرح وہ سب کی نظروں میں آجاتا اس لئے اس نے سوچا کسی طرح وہ لباس بدل لے مگر ہوٹل میں پہنچے بغیر ایسا ممکن نہ تھا بہرحال وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا گلی کراس کر کے سڑک پر آگیا اور پھر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تباہ شدہ رانا ہاؤس سامنے موجود تھا اس کے گرد بے پناہ ہجوم پھیلا ہوا تھا پولیس نے بھی گھیرا ڈالا ہوا تھا جبکہ فائر بریگیڈ کا عملہ انتہائی تیزی سے ملبہ ہٹانے میں مصروف تھا۔

راشیل کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ دوڑ گئی ملبے کی صورت

دیکھ کر وہ دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا کہ اتنی بڑی عمارت کی تباہی کے باوجود اس میں سے زندہ سلامت کیسے نکل آیا بہرحال اسے خوشی اس بات کی تھی کہ کمرے میں موجود اس کا شکار یقیناً ختم ہو چکا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ماسٹر کلرز کے باقی تین ساتھی بھی موت کی گہرائیوں میں ڈوب چکے تھے۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب ماسٹر کلرز کا چارج بھی وہ خود سنبھالے گا اور ٹیم میں نئے ساتھی بھرتی کرے گا ہجوم سے بچ کر وہ کافی دور نکل آیا اور پھر اسے ریڈی میڈ کپڑوں کی دکان کھلی نظر آگئی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو بٹوہ موجود تھا اس کے چہرے پر مزید اطمینان پھیل گیا اور وہ دکان میں داخل ہو گیا۔

"آپ کو کیا ہو گیا جناب۔ آپ تو زخمی بھی ہیں"...... دکان میں موجود سیلز گرل نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں ایک گٹر میں گر گیا تھا۔ اس کا ڈھکنا غائب تھا"...... راشیل نے ہلکی سی مسکراہٹ آنکھوں میں لاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری سوری۔ ہمارے ملک کے لوگ نجانے ایسی حرکتیں کیوں کرتے ہیں"...... سیلز گرل نے راشیل کے غیر ملکی ہونے کی وجہ سے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں مس۔ ایسے لوگ ہر ملک میں موجود ہوتے ہیں۔ بہرحال مجھے ایک ریڈی میڈ سوٹ دیکھئے اور کوئی ایسی جگہ بھی بتا دیجئے جہاں میں تنہا کر لباس بدل سکوں مجھے اس لباس میں چلتے ہوئے

بڑی ندامت محسوس ہو رہی ہے"...... راشیل نے کہا۔

"ہماری دکان کے پچھلے حصے میں ایک باتھ روم موجود ہے۔ آپ وہاں نہا لیجئے"...... سیلز گرل نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے الماری میں سے ایک سوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

"یہ ٹھیک رہے گا"...... راشیل نے سوٹ کو پسند کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بٹوہ کھول کر سوٹ کے ساتھ لگی ہوئی چٹ پر رقم پڑھتے ہوئے قیمت ادا کر دی۔

"آیئے میرے ساتھ۔ میں آپ کو باتھ روم تک پہنچا دوں"۔ سیلز گرل نے رسید بنا کر راشیل کو دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مس"...... راشیل نے سوٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ ہمارا اخلاقی فرض ہے"...... سیلز گرل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے دکان کے عقب میں لے گئی اور ایک دروازہ کھول دیا۔ یہ ایک جدید قسم کا باتھ تھا جس میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب راشیل نہا کر اور نیا سوٹ پہن کر باہر آیا تو اس کی شخصیت ہی بدلی ہوئی تھی۔ اس نے گندے کپڑوں کا پیکٹ سا بنا کر ہاتھ میں اٹھایا ہوا تھا۔

"بہت بہت شکریہ مس"...... راشیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر"...... سیلز گرل نے مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے کہا اور راشیل تیزی سے قدم اٹھاتا دکان سے باہر آ گیا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا

پیکٹ اس نے کوڑے کے ایک ڈرم میں پھینک دیا اور پھر خالی ٹیکسی کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اب وہ جلد از جلد اپنے ہوٹل پہنچنا چاہتا تھا تاکہ وہاں جا کر آرام کر سکے۔ اسے یقین تھا کہ صبح کے اخبار میں رانا ہاؤس سے ملنے والی لاشوں کی پوری تفصیل اور فوٹو موجود ہوں گے اور اس کے بعد ہی وہ واپسی کا پروگرام بنائے گا۔

عمران کی جب آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک تو اس کے ذہن میں
دھماکے سے ہوتے رہے۔ یوں لگتا تھا جیسے بار بار خوفناک بم پھٹ
رہے ہوں۔ مگر آہستہ آہستہ اس کا ذہن صاف ہوتا چلا گیا۔ اور اس نے
سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ د
کسی ہسپتال کے کمرے میں موجود تھا۔

اس کا دایاں بازو اور سر پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا اور وہ سوچنے لگا کہ آخ
وہ اس قدر خوفناک دھماکے کے بعد زندہ کیسے بچ گیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور سر سلطان ایک ڈاکٹر کے ہمراہ اندر داخل
ہوئے۔ ان کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے بے پناہ غم کا بوجھ اپ
کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں۔

"ارے۔ عمران صاحب کو ہوش آگیا"...... ان کے ساتھ آ
والے ڈاکٹر نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا اور سر سلطان یوں چونک

جیسے کسی پیاسے کو اچانک پانی مل جانے کی خوشخبری سنا دی گئی ہو۔
ان کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہنے لگا اور وہ تیزی سے عمران کی طرف
لپکے۔

"عمران بیٹے۔ تمہیں ہوش آگیا۔ خدا کا شکر ہے۔ میں تو پریشان ہو
گیا تھا"...... سر سلطان نے عمران پر جھکتے ہوئے بڑے شفقت بھرے
لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"میں نرس کو بھیجتا ہوں۔ وہ انہیں انجکشن دے دے گی۔ اب یہ
بالکل ٹھیک ہیں"...... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے سر سلطان سے کہا۔

"پلیز۔ کوئی خوبصورت سی نرس بھیجنا۔ بدصورت نرس کو دیکھ کر
مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ نرس نہ ہو بلکہ ڈاکٹر ہو۔ اوہ۔ معاف
کیجئے"...... عمران نے گڑبڑاتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر مسکراتا ہوا باہر نکل
گیا۔

"عمران بیٹے۔ یہ سب کچھ آخر ہوا کیسے۔ پوری عمارت یوں بکھر گئی
ہے جیسے تنکوں کی بنی ہوئی ہو"...... سر سلطان نے کرسی گھسیٹ کر
قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب تو واقعی مجھے بھی یہی محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں وہ تنکوں کی
ہی نہ بنی ہوئی ہو۔ ٹھیکیدار نے تنکوں پر ہی سیمنٹ کا پلستر کر دیا
ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ پہلے اطلاع ملی کہ تمہارا فلیٹ دھماکے سے
تباہ ہو گیا اس میں سے ایک نوجوان کی مسخ شدہ لاش ملی۔ پھر رانا

ہاؤس بھی اسی طرح تباہ ہو گیا"...... سرسلطان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"دھماکے ہو رہے ہیں اور کیا ہو رہا ہے۔ پہلے یہ بتائیے کہ میرے ساتھیوں کا کیا حال ہے"...... عمران نے بات کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔

"کچھ زیادہ تفصیل تو معلوم نہیں ہوئی۔ صرف اتنا پتہ چلا کہ تم تہہ خانے میں پڑے ہوئے تھے۔ تہہ خانہ شاید بم پروف تھا اس لئے مکمل طور پر تباہ ہونے سے بچ گیا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ جب تمہیں تہہ خانے کی چھت توڑ کر نکالا گیا تو تمہارے ساتھ جوزف اور سلیمان بھی تھے اور وہاں ایک حبشی بھی وہاں موجود تھا اور وہ ہوش میں تھا۔ اس کی آوازوں سے ہی فائر بریگیڈ کے عملے کو تہہ خانے کا پتہ چلا ایک موٹی سی عورت اور ایک ادھیڑ عمر کا مرد بھی تہہ خانے میں بے ہوش پڑے تھے وہ موٹی عورت اور وہ ادھیڑ عمر کا مرد کچھ زیادہ زخمی نہ تھے۔ اس لئے انہیں مرہم پٹی کر کے فوراً فارغ کر دیا گیا وہ دونوں غیر ملکی تھے۔ البتہ اس حبشی کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ کھسک چکا تھا۔ اسے ڈاکٹروں نے ہسپتال میں لا کر ٹھیک کر دیا۔ چنانچہ اسے بھی فارغ کر دیا گیا۔ تمہیں البتہ سب سے زیادہ چوٹیں آئی تھیں۔ تم ساری رات بے ہوش رہے"۔ سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو یہ بات ہے۔ شکاری نکل گئے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ کچھ لوگ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ وہ سب رانا ہاؤس میں اکٹھے ہو گئے۔ پھر ایک صاحب نے وہ بم وہاں فٹ کر دیا اس کی آپریٹنگ مشین اس آدمی سمیت میرے ہتھے چڑھ گئی۔ ابھی میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک کسی نے میرے سینے پر پش فائر کیا اور میں اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا اور وہ آپریٹنگ مشین اچھل کر کمرے کے ایک کونے سے جا ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی آن ہو گئی اور اس طرح وہ خوفناک بم پھٹ گیا مگر اب اسے خوش قسمتی ہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ مشین جہاں جا کر ٹکرائی وہ تہہ خانے کا فرش ہٹانے کا بٹن تھا۔ چنانچہ مشین کے ٹکراتے ہی کمرے کا فرش ہٹ گیا اور ہم سب نیچے تہہ خانے میں جا گرے اور میکنیکل فرش پلک جھپکنے میں برابر ہو گیا۔ اس طرح عمارت کا ملبہ تہہ خانے میں گرنے سے بچ گیا۔ ورنہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر تو ہو ہی چکا تھا"...... عمران نے سوچ کر اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی کیس شروع ہو چکا تھا اور ظاہر ہے وہ غیر ملکی ہی مجرم ہوں گے۔ اگر مجھے علم ہوتا تو میں انہیں جانے نہ دیتا۔ میں نے یہی سمجھا کہ وہ تمہارے مہمان ہوں گے۔ اسی لئے انہیں تم نے رانا ہاؤس میں ٹھہرایا ہوا تھا"...... سرسلطان نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یار زندہ صحبت باقی"...... عمران مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اب تم آرام کرو۔ میں تمہارے کمرے پر پہرہ لگوا دیتا ہو کہیں مجرم یہاں وارد نہ کر جائیں"...... سر سلطان نے اٹھتے ہوئے اور عمران نے کوئی جواب نہ دیا اور سر سلطان تیز تیز قدم اٹھاتے ہو۔ باہر نکلتے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد عمران نے سوچنا شروع کر دیا کہ اس معاملہ ضرورت سے زیادہ گھمبیر ہے۔ اس کا واسطہ خوفناک قسم قاتلوں سے پڑ گیا ہے یہ اس کی خوش قسمتی ہی تھی کہ اب تک وہ ا کے ہاتھوں بچا رہا ورنہ فلیٹ کی تباہی۔ اس صحافی نوجوان کا کار۔ کچلنے والا اقدام۔ مادام برتھا کی زہریلی سوئی اور پھر رانا ہاؤس کی تبا بڑے خوفناک اقدام تھے۔

اس نے چند لمحوں بعد ہی فیصلہ کر لیا کہ اب وہ خود ان قاتلوں تلاش کرے گا اور پھر وہ دیکھے گا کہ وہ کتنے پانی میں ہیں اور یہ فیص کرتے ہی وہ مطمئن ہو گیا۔ اب اسے صرف ہسپتال سے فارغ ہونے انتظار تھا۔ وہ ڈاکٹر کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ ہسپتال سے فارغ ہو۔ کے بارے میں بات چیت کر سکے۔

جوانا کی ریڑھ کی ہڈی ٹھیک ہوتے ہی اسے ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا کیونکہ اس کے جسم پر کوئی ایسی چوٹیں نہ آئی تھیں کہ اسے مزید ہسپتال میں رکھا جاتا جوانا ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی سیدھا واپس اپنے ہوٹل پہنچا۔ اس نے فوری طور پر اپنا سامان سمیٹا اور کمرہ خالی کر دیا۔ اس بار وہ حقیقتاً موت کے منہ سے بچ نکلا تھا۔

اس ہوٹل سے نکل کر اس نے ایک خالی ٹیکسی پکڑی اور پھر ٹیکسی ڈرائیور کو کسی مضافاتی ہوٹل میں چلنے کے لئے کہا اس کے جسم پر اس خوفناک دھماکے کا شدید رد عمل ہوا تھا۔

اس لئے اس نے سوچا کہ کم از کم ایک ہفتہ وہ مکمل آرام کرے گا ایک ہفتے بعد وہ ایک بار پھر اپنے مشن پر کام کرے گا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے شہر کے کسی ہوٹل کی بجائے آرام کے لئے مضافاتی ہوٹل کا منصوبہ بنایا تھا۔

ٹیکسی ڈرائیور نے تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے شہر سے بیس پچیس میل دور ہائی وے پر واقع ایک ہوٹل کے کمپا میں ٹیکسی روک دی۔

"سر۔ شہر سے باہر یہی ایک معیاری ہوٹل ہے"...... ٹیک ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جوانا نے کہا اور پھر بیگ اٹھا کر ٹیکسی سے آگیا۔ ڈرائیور کو کرایہ ادا کر کے وہ بیگ اٹھائے ہوٹل کے مین گی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یس سر"...... کاؤنٹر پر موجود ایک نوجوان نے کاروباری انداز جوانا کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک ایسا سوٹ چاہئے جو بالکل الگ تھلگ واقع ہو۔ ایک ہفتہ مکمل آرام کرنا چاہتا ہوں"...... جوانا نے کاؤنٹر مین مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ ہم آپ کو سائیڈ سوٹ دے دیتے ہیں وہ ہوٹل عمارت سے بالکل الگ تھلگ ایک خوبصورت سے باغ میں واقع اور وہاں کسی قسم کی مداخلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اس کرایہ جناب پانچ ہزار روپے روزانہ ہے"...... کاؤنٹر مین نے جو دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک ہفتے کا کرایہ ایڈوانس جمع کر لیں اور سنیے نہ ہی کوئی ٹیلی فون مجھ سے ملوائیں اور اگر میرے متعلق کوئی آ

معلومات حاصل کرنے آئے تو پلیز اسے بھی نہ بتائیں کہ میں یہاں ہوں۔ میں ہر قسم کی مداخلت کے بغیر ایک ہفتہ گزارنا چاہتا ہوں"۔ جوانا نے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ اس سوٹ کے لئے ہم نے ایسا ہی انتظام کیا ہے یوں سمجھیئے کہ آپ یہاں آئے ہی نہیں۔ وہاں صفائی کرنے والی عورت گونگی اور بہری ہے اور اس سوٹ کے لئے سپیشل ویٹر ہے۔ وہ بھی گونگا اور بہرہ ہے"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"مگر اس ویٹر کو میں کھانے وغیرہ اور دیگر ضروریات کے متعلق کیسے بتاؤں گا"...... جوانا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ویٹر کی ایکسی علیحدہ ہے۔ جہاں آپ کے بٹن دبانے پر بلب جل اٹھتا ہے اس طرح اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کال کر رہے ہیں۔ جو چیز آپ نے منگوانی ہو وہ چٹ پر لکھ کر اسے دے دیجئے۔ وہ حاضر کر دے گا"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"اوکے۔ وری گڈ۔ بس مجھے ایسا ہی سوٹ چاہئے"...... جوانا نے بیگ میں سے نوٹوں کا بنڈل نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔

کاؤنٹر مین نے ایک ہفتہ کا کرایہ کاٹ کر باقی رقم جوانا کو واپس کر دی اور ساتھ ہی رسید بنا کر اسے دے دی۔

"بس جناب اس سوٹ کے لئے ہم کسی قسم کا کوئی اندراج نہیں کرتے"...... کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔

اسے ایسا انتظام بے حد پسند آیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ محبت کے مارے ہوئے جوڑوں کے لئے یہ علیحدہ سوٹ بنائے گئے ہیں جو دنیا سے چھپ کر آزادی سے کچھ دن رنگ رلیاں منانا چاہتے ہوں۔

کاؤنٹر مین نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو تقر پندرہ منٹ بعد ایک ادھیڑ عمر کا شخص بیرونی دروازے سے اندر داخ ہوا۔ کاؤنٹر مین نے چٹ پر لکھ کر چٹ اسے تھما دی نوجوان نے سرہا اور اس نے جوانا کے سامنے جھک کر اسے سلام کیا اور پھر اس کا بیگ اٹھالیا۔

"یہ اس سوٹ کا ویٹر ہے جناب"...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

"تھینک یو"...... جوانا نے کہا اور پھر وہ اس ویٹر کے پیچھے چلتا ہوٹل کے بیرونی گیٹ سے باہر نکل گیا۔

مادام برتھا کو جب ہسپتال سے فارغ کیا گیا تو گیٹ پر اس کے استقبال کے لئے ٹونی موجود تھا۔

"شکر ہے مادام۔ آپ اس خوفناک حادثے سے بچ گئیں"...... ٹونی نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹونی۔ اس بار تو سچ پوچھو میں نے موت کا ذائقہ چکھا ہے"...... مادام برتھا نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ہوٹل چلوں"...... ٹونی نے پوچھا۔

"ہاں پہلے وہاں چلو۔ میں وہاں سے سامان اٹھا کر کسی ایسی جگہ جانا چاہتی ہوں جہاں میں کچھ دن مکمل آرام کر سکوں۔ یہ شاید میری زندگی کا پہلا چانس ہے کہ میرا منصوبہ بری طرح فیل ہو گیا بلکہ میں خود بھی مرتے مرتے بچی ہوں۔ عمران کی تو ہزار آنکھیں ہیں"...... مادام برتھا نے کہا۔

"ہاں مادام۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ عمران آدمی نہیں عفریت ہے"...... ٹونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ضروری نہیں کہ میرا دوسرا منصوبہ بھی ناکام رہے۔ مگر میں مکمل تنہائی میں آرام کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا منصوبہ سوچنا چاہتی ہوں جس کی ناکامی کا ایک فیصد بھی خدشہ نہ ہو"...... مادام برتھا نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ مضافات میں میری ایک کوٹھی ہے۔ میں کبھی کبھی آرام کے لئے وہاں چلا جاتا ہوں۔ وہاں آپ کو مکمل تنہائی اور آرام ملے گا۔ میں ہوٹل سے سامان اٹھا کر آپ کو وہاں پہنچا دیتا ہوں۔ آپ جب تک وہاں چاہیں آرام سے رہیں"...... ٹونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے وہیں پہنچا دو۔ بس صرف ایک کام کرو کہ اس عمران کی نگرانی کراتے رہو تاکہ اس کے کسی نئے ٹھکانے کا علم مجھے ہوتا رہے"...... مادام نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ ابھی تو عمران ہسپتال میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اسے خاصی چوٹیں آئی ہیں"...... ٹونی نے کہا۔

"ہسپتال میں ہے۔ مجھے تو نرس نے تمام حالات بتاتے ہوئے کہا تھا کہ سب کو ہسپتال سے فارغ کر دیا ہے"...... مادام نے چونک کر کہا۔

"کیسے حالات"...... ٹونی نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"دراصل قصہ یہ ہے کہ جب میں اس عمارت میں داخل ہوئی تو

میں نے عمران پر زہریلی سوئی کا وار کیا مگر وہ نہ صرف بچ نکلا بلکہ اس نے مجھے بے ہوش کر دیا جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں موجود تھی میں بے حد حیران ہوئی چنانچہ میں نے نرس سے پوچھا کہ میں ہسپتال کیسے پہنچ گئی تو اس نے مجھے بتایا کہ عمارت خوفناک دھماکے سے اڑ گئی تھی اور آپ ایک تہہ خانے میں پڑی ہوئی تھی۔ وہاں سے فائر بریگیڈ کے عملے نے آپ کو ہسپتال پہنچایا۔ اس پر میں نے پوچھا کہ عمارت کے دھماکے میں کون کون مرا ہے۔ تو اس نے مجھے بتایا کہ مرا کوئی نہیں۔ سب بچ گئے ہیں اور ہسپتال سے فارغ کر دیئے گئے ہیں"...... مادام برتھا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ دھماکے کے وقت بے ہوش تھیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا ہوا تھا"...... ٹونی نے کار چلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا تھا"...... مادام نے پوچھا۔ اسی لمحے ٹونی نے کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی۔

"میں آپ کا سامان لے آؤں پھر آپ کو بتاتا ہوں"...... ٹونی نے کار سے اترتے ہوئے کہا اور مادام برتھا نے سر ہلا دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد ٹونی مادام کا اٹیچی کیس اٹھائے واپس آ گیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی"...... مادام نے پوچھا۔

"ارے نہیں مادام۔ ٹونی سے سب واقف ہیں۔ میں چاہوں تو ہوٹل ہی خالی کرا دوں"...... ٹونی نے بیگ پچھلی سیٹ پر رکھ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور مادام برتھا

بے اختیار مسکرا دی۔

"ہاں تو مادام۔ جب آپ رانا ہاؤس میں داخل ہوئیں تو میں سامنے والے ریستوران میں داخل ہو گیا تاکہ آپ کی واپسی کا انتظار کر سکوں۔ ٹونی نے کار ہوٹل کمپاؤنڈ سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ پھر"...... مادام نے یوں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا جیسے بچے کسی جن پری کی کہانی میں دلچسپی لیتے ہوئے سوال کرتے ہیں۔

"مجھے وہاں بیٹھے تقریباً آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ اچانک اس بلڈنگ میں ایک خوفناک ترین دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اتنا شدید اور ہولناک تھا کہ اس عمارت سے دور موجود ریستوران کی عمارت یوں ہل گئی جیسے خوفناک زلزلہ آیا ہو اس کے دروازے کے شیشے کرچیوں کی صورت میں بکھر گئے۔ ہم سب گھبرا کر باہر نکلے تو ہم نے اس عظیم الشان عمارت کو تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتے دیکھا۔ یقین کیجئے مادام اس خوفناک صورت حال کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آپ کا بچ جانا ناممکن ہے مگر تجسس کی وجہ سے وہیں رک گیا۔ پھر جب فائر بریگیڈ نے ملبہ ہٹایا تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ تہہ خانے میں بے ہوش پڑے ہوئے ملے ہیں۔ عمران، اس کے باورچی اور دیگر ملازم کے علاوہ آپ کو بھی وہاں سے نکالا گیا۔ میں نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ آپ صرف بے ہوش ہیں۔ جس پر مجھے تسلی ہو گئی"...... ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ ان کے علاوہ تہہ خانے سے دو آدمی اور بھی ملے ہیں ایک لمبا تڑنگا حبشی تھا وہ ہوش میں تھا اور کراہ رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ اس کے چیخنے پر ہی فائر بریگیڈ کا عملہ اس تہہ خانے کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ایک ادھیڑ عمر کا بے ہوش شخص بھی تھا"...... ٹونی نے کہا۔

"ان دونوں کا حلیہ کیسا تھا"...... مادام نے چونکتے ہوئے پوچھا اور جب ٹونی نے حلیہ بتایا تو مادام برتھا سمجھ گئی کہ وہ حبشی یقیناً جوانا اور دوسرا البرٹ ہو گا اور یہ دھماکہ بھی البرٹ کی وجہ سے ہوا ہو گا کیونکہ اس کا طریقہ واردات بھی یہی تھا کہ وہ شکار کو اس کی رہائش گاہ سمیت اڑا دیتا تھا۔

"چنانچہ وہاں سے میں ہسپتال آیا۔ وہاں آ کر معلوم ہوا کہ چند گھنٹوں بعد آپ کو فارغ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ میں آپ کو لینے پہنچ گیا"۔ ٹونی نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ ٹونی۔ تم نے واقعی اس ملک میں میرے لئے بہت کچھ کیا ہے"...... مادام برتھا نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مادام۔ میں آپ کی خاطر جان بھی دے دوں تو آپ کا وہ احسان نہیں اتار سکتا جو آپ نے ایکریمیا میں مجھ پر کیا تھا"...... ٹونی نے کہا۔

"ارے چھوڑو ایسی باتوں کو"...... مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ٹونی نے کار ایک بائی پاس روڈ پر موڑ دی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد کھیتوں کے درمیان ایک بنگلے کے گیٹ پر اس نے کار

روک دی۔ اور پھر ہارن بجاتے ہی ایک بوڑھی عورت نے دروازہ کھول دیا اور ٹونی کار اندر لے گیا۔

"بہت خوبصورت بنگلہ ہے"...... مادام نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یہاں مکمل آرام ملے گا مادام"...... ٹونی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار سے اتر کر مادام کو لئے ہوئے بنگلے کی عمارت میں داخل ہو گیا۔

البرٹ کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ہسپتال میں پڑے ہوئے دیکھا۔

"م۔ میں کہاں ہوں"...... البرٹ نے قریب کھڑی نرس سے پوچھا۔

"تم ہسپتال میں ہو"...... نرس نے اس کے بازو میں انجکشن لگاتے ہوئے کہا۔

"ہسپتال میں۔ مگر میں تو"...... البرٹ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"خدا کا شکر ادا کرو کہ تم اس خوفناک دھماکے کے بعد زندہ سلامت بچ گئے ہو۔ پوری عمارت کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ اگر تم اس وقت بم پروف تہہ خانے میں نہ ہوتے تو تمہاری ہڈیوں کے ریزے تک نہ ملتے"...... نرس نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو کیا میں اکیلا ہی بچا ہوں"...... البرٹ نے کچھ سوچتے

ہوئے کہا۔

"نہیں وہاں موجود سب لوگ بچ گئے ہیں۔ تم سب تہہ خانے میں تھے"...... نرس نے کہا۔ اسی لمحے ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ اس نے سب سے پہلے البرٹ کو زندہ سلامت بچ جانے پر مبارکباد دی۔

"مسٹر۔ آپ کو چوٹیں نہیں آئیں۔ صرف دھماکے کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے تھے۔ آپ کو طاقت کا انجکشن لگا دیا گیا ہے۔ اب آپ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں"...... ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب"...... البرٹ نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا۔ پھر اپنا فرضی نام و پتہ لکھوا کر وہ تیزی سے ہسپتال سے باہر آ گیا۔ باہر آ کر اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور پھر وہ سیدھا اپنے ہوٹل میں پہنچا۔

ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر وہ کافی دیر بستر پر لیٹا آرام کرنے کے ساتھ ساتھ سوچتا رہا کہ اس بار مشن میں خاصی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اس کے دو حملے ناکام ہو گئے تھے اور دو انتہائی قیمتی بم بھی ضائع چلے گئے تھے۔ اسے زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ وہ اپنے ساتھ صرف دو بم ہی لے کر آیا تھا اور وہ دونوں استعمال کر چکا تھا۔ مگر اس کے باوجود بات وہیں کی وہیں تھی۔ ویسے وہ اس قسم کے بم خود تیار کر سکتا تھا مگر اس کے لئے کم از کم ایک ہفتہ چاہئے تھا اور ساز و سامان بھی چنانچہ کئی گھنٹوں کی سوچ بچار کے بعد آخرکار اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ

ہوٹل سے کسی پرائیویٹ کوٹھی میں منتقل ہو جائے اور نئے بم تیار کر کے پھر مشن پر نکلے۔ چنانچہ اس نے قریبی میز پر پڑی ہوئی ٹیلی فون ڈائریکٹری اٹھائی اور اس میں سے پراپرٹی ڈیلرز کے نمبر ڈھونڈنے لگا۔ پہلا نمبر دیکھتے ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر گھما دیا۔

"یس۔ پراپرٹی سنڈیکیٹ"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مجھے شہر سے باہر مضافات میں ایک کوٹھی کرایہ پر چاہئے۔ ایک ایسی کوٹھی جس میں وسیع قسم کا تہہ خانہ بھی ہو"...... البرٹ نے جواب دیا۔

"ہمارے پاس ایسی کوٹھیاں موجود ہیں۔ آپ اپنا پتہ بتائیے ہمارا نمائندہ آپ کو یہ کوٹھیاں دکھا دے گا"...... پراپرٹی سنڈیکیٹ والوں نے جواب دیا اور البرٹ نے ہوٹل کا نام اور کمرہ نمبر بتا دیا۔

"آدھے گھنٹے میں ہمارا نمائندہ آپ کے پاس حاضر ہو جائے گا"۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"بہتر ہے۔ میں اس کا انتظار کروں گا۔ ویسے کیا یہاں ایسی کوئی ایجنسی ہے جہاں سے گھریلو ملازم مل سکیں"...... البرٹ نے پوچھا۔

"آپ کو کس قسم کے ملازم چاہئیں"...... پراپرٹی سنڈیکیٹ والوں نے پوچھا۔

"خانساماں جو ایکریمین کھانے پکا سکتا ہو اور اسٹنٹ جو دوسرے کام انجام دے سکے اور ایک چوکیدار بھی مل جائے تو بہتر ہے"۔ البرٹ نے جواب دیا۔

"یہ انتظام بھی ہو جائے گا۔ ان کی تنخواہیں بھی مناسب ہوں گی اور وہ بھروسے کے آدمی ہوں گے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ نے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا۔ جو کوٹھی مجھے پسند آئے یہ ملازمین وہاں بھجوا دیجئے اور بل بھی"..... البرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ مطمئن رہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور البرٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ اطمینان سے بم بنانے میں لگ جائے گا۔

کوٹھی میں منتقل ہونے کے بعد اس نے بم بنانے کے لئے الیکٹرونک سامان خریدنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ یہ تمام سامان آسانی سے میسر آجائے گا۔ چنانچہ اس نے ہوٹل سروس کو شراب بھیجنے کے لئے کہا اور پراپرٹی سنڈیکیٹ والوں کے نمائندے کا انتظار کرنے لگا۔

راشیل تمام رات اطمینان سے گھوڑے بیچ کر سویا۔ اسے یقین تھا
صبح اخبار میں اس کے شکار کی مسخ شدہ فوٹو مع اس کے ساتھیوں
شامل ہو گی اور اس طرح وہ ماسٹر کلرز میں اکیلا رہ جائے گا اور پھر وہ
سٹر کلرز کے لئے نئے ممبر بھرتی کر کے خود اس تنظیم کا چیف بن جائے

صبح اٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے ویٹر سے مقامی اخبارات طلب
اور ویٹر نے تھوڑی دیر بعد انگریزی میں شائع ہونے والے اخبارات
بنڈل لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ راشیل نے ویٹر کو جانے کا اشارہ
یا اور پھر اس طرح اخبارات پر جھپٹا۔ جیسے لاٹری میں پہلا انعام نکل
نے کی اطلاع ملتے ہی کوئی شخص بے چینی سے اخبارات دیکھتا ہے۔
خبار کے پہلے صفحے پر ہی فوٹو اور تفصیلات موجود تھیں۔ مگر دوسرے
راشیل کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ کیونکہ بلڈنگ کی مکمل تباہی

کے باوجود اس میں موجود سب افراد نہ صرف زندہ بچ گئے تھے۔ بلکہ ا
سب کی حالت خطرے سے باہر تھی۔ البتہ عمران کے متعلق یہ
ضرور تھی کہ وہ بے ہوش ہے اور ڈاکٹر اسے ہوش میں لانے کی سر
کوششوں میں مصروف ہیں۔ راشیل نے اخبار بڑے غصیلے انداز
ایک طرف اچھال دیا۔ اس کا تمام خواب ریت کے گھروندے
طرح بیٹھ گیا تھا۔ نہ صرف شکار زندہ تھا بلکہ ماسٹر کلرز کے باقی ممبر
زندہ اور ٹھیک ٹھاک تھے۔ اخبار ایک طرف پھینک کر وہ سوچنے لگا
اب اس مشن کی کامیابی کے لئے آخر کیا کیا جائے کہ اچانک وہ اپنی
سے اچھل پڑا۔ ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح اس کے ذہن
لپکا تھا۔ اس نے تیزی سے اخبار دوبارہ اٹھایا اور اس خبر کو غور
پڑھنے لگا جس میں عمران کی بے ہوشی کے متعلق درج تھا او
ہسپتال کا نام پڑھ کر اس نے اخبار دوبارہ ایک طرف پھینکا او
تیزی سے غسل خانے میں گھستا چلا گیا۔ اس نے فوری طور پر آخری
قطعی وار کرنے کا منصوبہ بنا لیا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ چونکہ ماسٹر
کے دوسرے ممبران براہ راست اس دھماکے کا شکار ہوتے ہیں۔
لئے یقیناً انہیں دوبارہ حملہ کرنے کے لئے کچھ دن آرام کر۔
ضرورت پڑے گی اور اس کا شکار ہسپتال میں بے ہوش پڑا ہوا
بڑی آسانی سے اسے بے ہوشی کے دوران ہی قتل کر سکتا ہے اور ا
ہوش میں بھی آ چکا ہو گا تب بھی اسے ہسپتال میں شکار کرنا آسان
چنانچہ اس نے بڑی پھرتی سے نہ صرف لباس تبدیل کیا بلکہ

یک اپ بھی کر لیا۔ پھر ریوالور جیب میں ڈال کر وہ ہوٹل کے کمرے
باہر نکل آیا۔ اس بار اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہر قیمت پر شکار کا
ہ کر کے ہی واپس آئے گا۔ چند لمحوں بعد ٹیکسی اسے ایکروڈ ہسپتال
طرف لئے چلی جا رہی تھی۔ جب ٹیکسی ہسپتال کے مین گیٹ پر پہنچی
راشیل نے کرایہ ادا کیا اور پھر مین گیٹ سے گزر کر وہ سیدھا
نکوائری آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ انکوائری پر ایک نوجوان موجود
ہ۔

" فرمایئے "...... نوجوان نے اسے شائد غیر ملکی سمجھتے ہوئے قدرے
خلاق لہجے میں پوچھا۔

" میں ناراک ٹائمز کا خصوصی نمائندہ ہوں۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ
ر کی ایک عظیم الشان عمارت اچانک دھماکے سے تباہ ہو گئی ہے
اس کے زخمی اس ہسپتال میں ہیں۔ میں ان کا انٹرویو لینا چاہتا
ں "...... راشیل نے پرانا حربہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

" شاید آپ ان تین غیر ملکیوں کا انٹرویو لینا چاہتے ہیں جو اس
مارت میں بے ہوش پڑے ملے تھے مگر جناب انہیں تو کل رات ہی
سپتال سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ البتہ تین مقامی آدمی یہاں موجود
ں "...... انکوائری کلرک نے خواہ مخواہ ذہانت نکالتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ چلو ٹھیک ہے۔ میں ان مقامی آدمیوں سے ہی بات کر
ں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ ان میں ایک ابھی تک بے ہوش ہے "۔
شیل نے کہا۔

"جی ہاں۔ کوئی علی عمران صاحب ہیں مگر انہیں بھی رات ہو آگیا تھا۔ ویسے جناب۔آپ ان سے ہی مل لیں کیونکہ وہ مجھے کوئی ب اہم آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے اعلیٰ آفیسران سے ملنے آ ہیں۔ ابھی ابھی سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان ان سے مل کر ہیں"...... انکوائری کلرک نے بڑے رازدارانہ انداز میں سرگو کرتے ہوئے اسے اپنی طرف سے ایک اہم خبر مہیا کر دی۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی میں سب سے پہلے انہی سے ملوں گا۔ ان کا نمبر"...... راشیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سپیشل وارڈ۔ کمرہ نمبر چار۔ مگر جناب ان سے ملاقات کے لئے آ کو سپرنٹنڈنٹ سے خصوصی پاس لینا پڑے گا کیونکہ ان کے کمرے باہر پہرہ لگا دیا گیا ہے اور بغیر اجازت ان سے کوئی نہیں مل سکتا" انکوائری کلرک نے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں پاس لے لوں گا۔ تھینک یو"...... راش نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا انکوائری کلرک نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ اسے بھی یقین تھا کہ سپرنٹنڈ اتنے بڑے بین الاقوامی اخبار کے خصوصی نمائندے کو بھلا کیسے ا کر سکتے ہیں۔ راشیل وہاں سے بڑھ کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ اس راستے میں ایک نرس سے سپیشل وارڈ کے متعلق پوچھا تو نرس پوری تفصیل سے اسے سمجھا دیا کہ سپیشل وارڈ اسی عمارت کی تیس منزل میں دائیں طرف ہے اور راشیل اس کا شکریہ ادا کر کے آگے

گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ تیسری منزل پر پہنچ گیا اور پھر اسے سپیشل وارڈ کی تختی بھی نظر آ گئی۔ گیٹ پر ایک مسلح دربان موجود تھا۔

"سپرنٹنڈنٹ صاحب کا دفتر کہاں ہے"...... راشیل نے بڑے بارعب لہجے میں دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب اندر جاتے ہی بائیں طرف مڑ جائیے۔ دوسرا کمرہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کا ہے"...... دربان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس پر بھی شائد اس کے غیر ملکی ہونے کا رعب پڑ گیا تھا ورنہ شاید وہ اتنی آسانی سے اسے سپیشل وارڈ میں گھسنے نہ دیتا۔

راشیل اندھے شیشے کا بنا ہوا دروازہ دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ مگر وہ دربان کے کہنے کے مطابق بائیں طرف جانے کی بجائے دائیں طرف مڑ گیا اور پھر مڑتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ سامنے ہی ایک دروازے پر دو مسلح سپاہی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔

راشیل نے ایک نظر اس کمرے کا جائزہ لیا اور پھر تیزی سے واپس مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔ دربان اسے دیکھتا ہی رہ گیا کہ وہ اتنی جلدی کیسے واپس ہو گیا۔ مگر ظاہر ہے وہ اس سے پوچھ نہ سکتا تھا اس لئے خاموش رہا۔

راشیل نے عمران کے کمرے میں داخل ہونے کا ایک اور منصوبہ بنا لیا اور پھر وہ تیزی سے عمارت کی چوتھی منزل پر چڑھتا چلا گیا۔ یہ عام وارڈ تھا۔ اس لئے وہاں کسی کے آنے جانے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ وہ وارڈ میں گھستا چلا گیا اور پھر یہ اتفاق ہی تھا کہ اس کے اندازے کے

مطابق نچلی منزل کے کمرہ نمبر چار کے عین اوپر والا کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس نے کمرے میں داخل ہو کر اس کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور سیدھا پچھلی کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت کی پشت پر ہر کھڑکی کے اوپر شیڈ بنا ہوا تھا اور عمارت کی پشت کی طرف بڑے اونچے درخت تھے اور دوسری عمارت کی پشت بھی اسی طرف تھی۔ اس طرح یہ ایک چھوٹا سا ایسا علاقہ بن گیا تھا جہاں سوائے درختوں کے اور کچھ نہ تھا۔ راشیل تیزی سے کھڑکی پر چڑھا اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ کھڑکی کی چوکھٹ پر جمائے اور اپنا جسم نیچے لٹکا دیا نچلی منزل کی کھڑکی کا شیڈ اس کے قدموں سے چند فٹ کے فاصلے پر ہی تھا۔ اس نے اپنے جسم کو تولا اور ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ایک ہلکے سے دھماکے سے وہ نچلی منزل کی کھڑکی کے شیڈ پر کود گیا۔ اسے صرف دوسری عمارتوں کے کمروں میں موجود مریضوں کی طرف سے خطرہ تھا کہ کہیں وہ اپنی کھڑکیوں میں سے اسے نیچے اترتے چیک نہ کر لیں۔ مگر اس نے بڑے گھنے درختوں کی وجہ سے یہ رسک لیا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ ان درختوں کی وجہ سے وہ آسانی سے کسی کی نظروں میں نہ چڑھے گا۔

شیڈ پر پہنچتے ہی وہ آہستگی سے لیٹ گیا اور پھر لیٹے ہی لیٹے اس نے سر باہر نکال کر نیچے جھانکا۔ فرانسیسی طرز کی چوڑی کھڑکی پوری طرح کھلی ہوئی تھی اور سامنے بستر پر کوئی شخص چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔

راشیل شیڈ پر لیٹا کچھ دیر تک کمرے میں جھانکتا رہا۔ بستر پر لیٹے ہوئے شخص کا قتل راشیل کے لئے بے حد آسان تھا مگر اس کے لئے

سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ کیا یہ واقعی وہی کمرہ ہے جس میں اس کا شکار موجود ہے۔ ہو سکتا ہے اس سے اندازے کی غلطی ہوئی ہو اور وہ عمران کی بجائے کسی اور شخص کو قتل کر ڈالے۔ وہ زیادہ دیر تک شیڈ پر موجود نہ رہنا چاہتا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے کسی کی نظر اس پر پڑ سکتی تھی۔

چنانچہ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے ایک اور فیصلہ کیا اور پھر شیڈ کی سائیڈ پر کھسکتا چلا گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ شیڈ پر جمائے اور اپنا جسم نیچے کی طرف لٹکا دیا۔ اس کے پیر کھڑکی کی چوکھٹ سے ایک دو فٹ ہی دور فضا میں لٹکے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے جسم کو ہلکا سا جھولا دیا اور اس کے پیر چوکھٹ پر جم گئے۔ اس نے دونوں پیروں میں چوکھٹ کی درمیانی لکڑی کو جکڑا اور پھر شیڈ پر جمے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر یکدم اپنے جسم کو سمیٹ لیا۔ اس کے جسم نے آدھی قلا بازی کھائی اور اس کے ہاتھ دہلیز پر جم گئے۔ دوسرے لمحے وہ کمرے کے اندر موجود تھا۔ اس نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی پھرتی سے جیب میں پڑا ہوا سائیلنسر لگا ریوالور نکالا اور تیزی سے بستر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے چاروں طرف نظریں دوڑا کر کمرے کا جائزہ لے لیا تھا کہ اسے کسی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو۔

بستر کے قریب پہنچ کر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اوپر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے بستر پر لیٹے ہوئے شخص کے منہ پر پڑی چادر ایک جھٹکے سے کھینچ لی۔

ٹائیگر شہر میں گھومتا پھرتا راشیل کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ اسے رانا ہاؤس کی تباہی کی خبر مل گئی اور وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر رانا ہاؤس کی طرف دوڑ پڑا اور پھر اس کے سامنے ہی رانا ہاؤس کے ملبے سے عمران۔ سلیمان۔ جوزف اور جوانا کے علاوہ ایک غیر ملکی مرد اور عورت کو بے ہوشی کے عالم میں نکالا گیا۔

ٹائیگر ایمبولینس کے ساتھ ہی ہسپتال میں پہنچ گیا۔ اسے حیرت اس بات کی تھی کہ تہہ خانے میں سے نکلنے والے افراد میں جوانا کے علاوہ غیر ملکی عورت اور مرد کون ہے۔ کیونکہ جب وہ رانا ہاؤس سے نکلا تھا تو عمارت میں صرف جوانا ہی موجود تھا۔ جب اسے تسلی ہو گئی کہ عمران کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ ان غیر ملکی لوگوں کی نگرانی کرے گا تاکہ اگر انہیں ہسپتال سے فارغ کر دیا جائے تو پھر انہیں آسانی سے ڈھونڈا جا سکے۔ ہسپتال سے اسے یہ

بھی معلوم ہو گیا تھا کہ جوانا اور غیر ملکی مرد اور عورت کو زیادہ چوٹیں نہیں آئیں اور انہیں ہوش میں آنے کے بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ہسپتال کے مین گیٹ کے سامنے والے پلاٹ میں اس نے مورچہ سنبھال لیا اور مجرموں کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل انتظار کے بعد اس نے اس غیر ملکی عورت کو ہسپتال سے باہر آتے دیکھا جسے اس نے رانا ہاؤس کے تہہ خانے میں عمران کے ساتھ بے ہوشی کے عالم میں نکالے جاتے وقت دیکھا تھا۔

وہ غیر ملکی عورت جیسے ہی ہسپتال سے باہر نکلی ایک نوجوان انتہائی تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر وہ اسے لے کر پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور ٹائیگر نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ وہ اس نوجوان کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ شہر کا مشہور غنڈہ ٹونی تھا۔ جب وہ عورت ٹونی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر چلی گئی تو ٹائیگر واپس پلاٹ میں پڑی ہوئی بنچ پر بیٹھ گیا۔ اب اس عورت کو ڈھونڈ نکالنا مشکل نہ تھا اس لئے وہ مطمئن تھا۔

اس عورت کے ایک گھنٹے بعد اس نے جوانا کو ہسپتال سے باہر آتے دیکھا اور وہ چوکنا ہو گیا مگر فوراً ہی اس نے ایک اور فیصلہ کر لیا۔ جوانا کا قد و قامت ایسا تھا کہ اسے آسانی سے تلاش کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ جوانا کا تعاقب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ البتہ جوانا کی بجائے اس دوسرے غیر ملکی کا تعاقب کیا جائے تو زیادہ بہتر

ہے۔ اس لئے وہ اطمینان سے اسی بنچ پر بیٹھا رہا اور جوانا ایک ٹیکسی پر سوار ہو کر ہسپتال سے چلا گیا۔ اب ٹائیگر کے ذہن میں موجود یہ خلش بھی ختم ہو گئی تھی کہ وہ بیک وقت تین افراد کی نگرانی کیسے کرے گا۔

جوانا کے ہسپتال سے نکلنے کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے اس غیر ملکی مرد کو گیٹ سے باہر آتے دیکھا جو عمران کے ساتھ تہہ خانے میں سے نکلا تھا چنانچہ اس کے باہر نکلتے ہی وہ بنچ سے اٹھا اور پھر تیزی سے ایک طرف کھڑی اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس ٹیکسی کا تعاقب کر رہا تھا جس میں وہ غیر ملکی موجود تھا۔

ٹیکسی ہوٹل امپالا کے کمپاؤنڈ میں جا کر رک گئی اور وہ غیر ملکی مرد ٹیکسی سے نکل کر جب ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہوا تو ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے اپنا موٹر سائیکل سٹینڈ کیا اور لپکتا ہوا اس کے پیچھے ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ جب وہ مین گیٹ میں داخل ہوا تو اس نے اس غیر ملکی کو لفٹ پر سوار ہوتے دیکھا۔ وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"فرمایئے"...... کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"انٹیلی جنس۔ ابھی ابھی جو صاحب کاؤنٹر سے چابی لے کر گئے ہیں وہ کس کمرے میں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... ٹائیگر نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مسٹر البرٹ وہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں رہائش پذیر ہیں"...... لڑکی نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تھینک یو۔ مگر سنیئے۔ آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ میرے متعلق کسی کو نہ بتائیں ورنہ"...... ٹائیگر نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"اوہ۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں سمجھتی ہوں"...... لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گو اسے غیر ملکی کا نام اور کمرہ نمبر معلوم ہو گیا تھا۔ مگر اس کے باوجود اسے چیک کرنا چاہتا تھا تاکہ تسلی ہو جائے۔

لفٹ نے چند ہی لمحوں میں اسے تیسری منزل پر پہنچا دیا اور پھر لفٹ سے اتر کر کمرہ نمبر بارہ کی طرف چل پڑا۔ کمرہ نمبر بارہ کے سامنے سے گزرتے وقت اس نے ایک نظر دروازے کو دیکھا پھر دروازے کے بائیں طرف نصب چھوٹی سی تختی پر نظریں دوڑائیں اس پر البرٹ کا نام لکھا ہوا تھا۔ اسے تسلی ہو گئی اور وہ پوری منزل کا راؤنڈ لگا کر واپس لفٹ پر سوار ہوا اور وہ مین گیٹ سے باہر نکلا اور چند لمحوں بعد اس کی موٹر سائیکل تیز رفتاری سے واپس ہسپتال کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اب وہ عمران کا حال معلوم کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اگر عمران کو ہوش آگیا ہو تو مزید ہدایات حاصل کر سکے۔

سر سلطان کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹر ایک خوبصورت نرس کے ہمراہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔

"لیجئے عمران صاحب۔ میں نے آپ کی خواہش کا خیال ر
ہے"...... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے نرس کی طرف دیکھتے ہوئے ک
جو انجکشن تیار کرنے میں مصروف تھی۔

"اوہ شکریہ۔ ان کے ہاتھوں تو زہر کا انجکشن لگوا لینا بھی مجھے منظ
ہے"...... عمران نے بھی ڈھیٹ عاشقوں کے سے لہجے میں جواب د
اور ڈاکٹر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ نرس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔
بھی سمجھ گئی تھی کہ ڈاکٹر اور مریض کے درمیان گفتگو کا مرکز وہی ہے
مگر اس نے کچھ کہنے کی بجائے خاموشی سے عمران کے بازو میں انجکش
لگایا اور پھر ٹرے سنبھال کر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی
گئی۔

"ڈاکٹر صاحب۔ کیا مجھے ہسپتال سے چھٹی مل سکتی ہے"۔ عمران نے نرس کے جانے کے بعد ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا جو آگے بڑھ کر پچھلی سائیڈ کی کھڑکی کھولنے میں مصروف تھا۔

"ارے عمران صاحب۔ کیا نرس پسند نہیں آئی جو آپ جانے کے متعلق سوچ رہے ہیں"...... ڈاکٹر نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے مزاحیہ لہجے میں کہا۔

"جب نرس ہی چلی گئی تو میں یہاں رہ کر کیا فراقیہ شاعری کرتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کو آج شام کو چھٹی مل جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں۔ ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے"...... ڈاکٹر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ بھی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور عمران خاموش رہ گیا کیونکہ اسے خود بھی محسوس ہوا تھا کہ جب وہ اپنے سر کو ہلاتا ہے تو دماغ میں ہلکی ہلکی ٹیسیں سی اٹھتی ہیں۔ اس نے سوچا کہ چلو ایک دن اور آرام کر لیا جائے۔

ڈاکٹر کے جانے کے چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کی شکل سے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ساری رات نہ سویا ہو۔

"باس۔ شکر ہے آپ کو ہوش آ گیا ورنہ میں تو پریشان ہو گیا تھا"...... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ابھی ہوش کہاں آیا ہے ٹائیگر۔ اصل ہوش تو قبر میں ہی جا کر آئے گا کہ ساری عمر مجرموں کا پیچھا کرنے میں گزار دی اور اللہ میاں کا

کام ایک دن بھی نہ کیا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اللہ میاں بھی ہمیں جنت کی سیکرٹ سروس میں رکھ لیں گے۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سناؤ۔ وہ نوجوان ملا جس کے پیچھے تم گئے تھے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ابھی میں اسے ڈھونڈ ہی رہا تھا کہ مجھے رانا ہاؤس کی تباہی کی خبر ملی اور میں وہاں دوڑا چلا آیا اور تب سے ہسپتال میں موجود ہوں۔ آپ ساری رات بے ہوش رہے اور میں ہسپتال میں بیٹھا آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتا رہا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیوں۔ مجھ سے کوئی قرضہ وصول کرنا تھا"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ ناراض نہ ہوں باس۔ اس نوجوان کو بھی میں ڈھونڈ نکالوں گا۔ البتہ میں نے آپ کے ساتھ بے ہوش افراد کا خیال رکھا ہے۔ جوانا۔ ایک غیر ملکی عورت اور ایک غیر ملکی مرد جو آپ کے ساتھ ہی تہہ خانے سے نکلے تھے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ ان کا خیال تم نے کس طرح رکھا ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سوچا کہ جب وہ ہسپتال سے فارغ ہو جائیں تو ان کی نگرانی کی جائے۔ مگر میں اکیلا ان تینوں کی نگرانی نہیں کر سکتا تھا۔

اس لئے جوانا کے پیچھے میں نہ گیا کیونکہ اس جیسے آدمی کو ڈھونڈ نکالنا مشکل کام نہیں ہے۔ اس غیر ملکی عورت کا تعاقب اس لئے نہیں کیا کہ اسے لینے کے لئے ٹونی آیا ہوا تھا۔ اس کا پتہ ٹونی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس غیر ملکی مرد کا میں نے تعاقب کیا۔ اس کا نام البرٹ ہے اور وہ ہوٹل امپالا کی تیسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں ٹھہرا ہوا ہے۔ ہسپتال سے نکل کر وہ سیدھا اپنے ہوٹل ہی گیا تھا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"خوب۔ تم نے اچھا کیا۔ مجھے ہسپتال سے نکلتے ہی ان کے ٹھکانوں کا علم ہونا چاہئے۔ اب میں انہیں مزید ڈھیل نہیں دے سکتا۔ ان لوگوں نے اچھی خاصی تباہی مچائی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"البتہ اس نوجوان کا پتہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا۔ اگر آپ حکم کریں تو میں اب اسے ڈھونڈنا شروع کر دوں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ نہ صرف اسے ڈھونڈو بلکہ جوانا اور مادام برتھا کا بھی پتہ کرو۔ وہ دونوں بھی ضرور کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوں گے"۔ عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں ان تینوں کا پتہ کر کے آپ ک دوبارہ رپورٹ دوں گا۔ آپ ہسپتال سے کب فارغ ہوں گے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ڈاکٹر شام کو فارغ کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ بہرحال یہ میرے موڈ

پر منحصر ہے ہو سکتا ہے شام تک یہاں رہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے چلا جاؤں۔ اگر میں ہسپتال میں نہ ملوں تو تم مجھے زیرو ہاؤس میں مل لینا۔ اب میں زیرو ہاؤس میں ہی رہوں گا۔ بلکہ ایسا کرنا پہلے زیرو ہاؤس میں آجانا۔ اگر میں وہاں نہ ملوں تو پھر ہسپتال آنا"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں سمجھ گیا۔ خدا حافظ"..... ٹائیگر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران نے اس کے دروازہ کھولنے پر دیکھا کہ باہر دو مسلح سپاہی موجود ہیں۔ وہ سمجھ گیا کہ سر سلطان نے اپنے کہنے کے مطابق دروازے پر پہرہ لگوا دیا ہے۔

ٹائیگر کے جانے کے چند لمحوں بعد ہی عمران کو باتھ روم جانے کی حاجت محسوس ہوئی تو وہ اپنے بستر سے اٹھا اور باتھ روم کی طرف جس کا دروازہ اس کمرے میں موجود تھا جانے لگا کہ اچانک وہ ٹھٹھک گیا کیونکہ اسے کھڑکی کے اوپر بنے ہوئے شیڈ پر کسی کے کودنے کا دھماکہ محسوس ہوا تھا۔ عمران تیزی سے پلٹا اور اس نے دو تین سرہانے انتہائی پھرتی سے جما کر اس پر چادر ڈال دی۔ اب بغیر چادر اٹھائے احساس نہ ہوتا تھا کہ وہاں آدمی کی بجائے سرہانے پڑے ہوئے ہیں اور پھر وہ تیزی سے باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم کا دروازہ اس نے آہستگی سے بند کیا البتہ اس میں اتنی جھری ضرور رکھ دی کہ اس میں

سے وہ کمرہ کا جائزہ لے سکے۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ مجرموں نے فوراً ہی حملے کا آغاز کر دیا ہے۔ ویسے وہ دل ہی دل میں مجرموں کی تیزی اور پھرتی کی داد دینے لگا کہ وہ لوگ کس قدر تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ایک نوجوان کو شیڈ سے لٹک کر کھڑکی کے ذریعے اندر داخل ہوتے دیکھا اور وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہ نوجوان ہے جس نے اسے کار کے نیچے کچلنے کی کوشش کی تھی۔ حالانکہ وہ نوجوان میک اپ میں تھا۔ مگر اس کے باوجود عمران کی تیز نظروں سے بچا نہ رہ سکا۔

نوجوان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک لمحے کے لئے رک کر ارد گرد کا جائزہ لیا۔ پھر جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر وہ آہستہ آہستہ بستر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے لپک کر باتھ روم کے دروازے کے ساتھ پڑا ہوا فلش صاف کرنے والا برش اٹھا لیا اور پھر آہستگی سے دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

نووارد نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ بستر کی طرف کیا اور دوسرے ہاتھ سے ایک جھٹکے سے چادر کھینچ لی اور اس کے ساتھ ہی وہ بری طرح اچھلا اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ بستر پر کسی آدمی کی بجائے سرہانے رکھے ہوئے ہوں گے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور فلش

صاف کرنے والے برش کا ڈنڈا پوری قوت سے نو وارد کے سر پر پڑا اور پہلی ضرب ہی اتنی طاقت سے لگائی گئی تھی کہ نو وارد کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور وہ وہیں فرش پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

"خواہ مخواہ لوگ پستول اٹھائے پھر رہے ہیں اور اسلحہ ایکٹ میں دھر لئے جاتے ہیں۔ فلش صاف کرنے والا برش بھلا کسی ہتھیار سے کم ہے اور پھر پولیس اور چالان کا بھی ڈر نہیں"...... عمران برش ایک طرف پھینکتے ہوئے بڑبڑایا اور پھر فرش پر بے ہوش پڑے آدمی پر جھک گیا۔ یہ غیر ملکی تھا۔ عمران نے ایک ہی نظر میں اس کا میک اپ چیک کر لیا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے اس عارضی میک اپ کو صاف کرنے لگے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔ نو وارد وہی تھا جس نے اسے کار سے کچلنے کی کوشش کی تھی۔

عمران نے اس کی نبض پکڑ کر اس بات کا اندازہ کیا کہ اس کے ہوش میں آنے کا امکانات کتنے ہیں اور جب اسے محسوس ہوا کہ کم از کم ایک گھنٹے تک وہ ہوش میں نہیں آ سکتا۔ تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا۔ دروازے پر کھڑے ہوئے دونوں مسلح سپاہی چونک پڑے اور پھر عمران کو دیکھ کر وہ تن گئے اور عمران ان کی چوکیداری پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ کیونکہ مجرم تو پہنچ ہی گیا تھا اور اگر عمران باتھ روم کے لئے نہ اٹھ چکا ہوتا تو شاید اس وقت تک شہید ہو چکا ہوتا۔

"دیکھو۔ کمرے میں کسی کو مت جانے دینا۔ میں ایک ٹیلی فون

کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہت بہتر جناب"...... دونوں سپاہیوں نے کوک بھرے کھلونے کی طرح بیک آواز جواب دیا اور عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

جلدی ہی وہ سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ سپرنٹنڈنٹ وہی ڈاکٹر تھا جس نے اسے شام تک ہسپتال سے فارغ ہونے کی خوشخبری سنائی تھی۔

"ارے عمران صاحب آپ۔ مجھے بلوا لیا ہوتا"...... ڈاکٹر نے عمران کو یوں اپنے کمرے میں دیکھ کر پوچھا۔

"آپ کی بجائے ایک صاحب اور جو آ پہنچے تھے۔ اس کے بعد آپ کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی تھی۔ صرف فرق اتنا ہے کہ آپ کیپسول کھلا کھلا کر اور انجکشن لگا لگا کر آدمی کو مار دیتے ہیں جبکہ وہ اس کی بجائے آدھی چھٹانک سیسہ استعمال کرتا ہے"...... عمران نے مسکرا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"...... ڈاکٹر نے حیران ہو کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے عمران کی دماغی حالت پر شک ہو گیا ہو۔

"مطلب کے لئے تو کوئی گائیڈ خریدنی پڑے گی۔ میں ایک ٹیلی فون کر لوں"...... عمران نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور"...... ڈاکٹر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے رسیور اٹھایا اور اس کی انگلیاں تیزی سے ڈائل پر گھومنے لگیں۔ چند

لمحوں میں ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"صفدر سپیکنگ"...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں بڑے بھائی۔ اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو بولتا چلا جاؤں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے عمران صاحب۔ آپ کو بولنے سے بھلا کون روک سکتا ہے۔ مگر آپ کہاں غائب ہیں۔ سنا ہے آپ کا فلیٹ ایک دھماکے سے تباہ ہو گیا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہاں۔ اور تم جانتے ہو فلیٹ سوپر فیاض کا تھا۔ وہ اب نقصان کی فہرست بنائے مجھے ڈھونڈتا پھر رہا ہو گا۔ اس لئے میں ایکر وڈ ہسپتال کی تیسری منزل کے کمرہ نمبر چار میں چھپا ہوا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ زخمی ہو گئے ہیں"...... صفدر کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"اس کا مطلب ہے تم اخبار وغیرہ نہیں پڑھتے"...... عمران نے اچانک سوال کیا۔

"اخبار دیکھتا تو ہوں مگر آج ہاکر نے اخبار پہنچایا ہی نہیں"۔ صفدر نے گڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو اچھا ہوا کہ نہیں پڑھا ورنہ اس میں یہ خبر بھی پڑھ لیتے کہ رانا ہاؤس بھی دھماکے سے تباہ ہو گیا ہے"...... عمران نے یوں جواب دیا جیسے اگر صفدر اخبار پڑھ لیتا تو رانا ہاؤس ایک بار پھر تباہ ہو جاتا۔

"رانا ہاؤس تباہ ہو گیا۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی کیس شروع ہو چکا ہے۔ مگر چیف نے تو کوئی اطلاع نہیں دی"...... صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ تو آج کل شادی کرانے سوائٹزر لینڈ گیا ہوا ہے۔ کہتا تھا اب کے واپس آؤں گا تو دو چار بچے بھی واپس لیتا آؤں گا"...... عمران نے جواب دیا اور اس نے جان بوجھ کر ایکسٹو کا نام نہ لیا تھا۔

"اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے چیف ملک میں موجود نہیں ہے۔ بہرحال عمران صاحب آپ کو زیادہ چوٹ تو نہیں آئی"...... صفدر نے پوچھا۔

"اگر فلش صاف کرنے والا برش میرے ہاتھ نہ لگ جاتا تو شاید سینے میں ایک دو سوراخ ہو جاتے۔ اچھا تم ایسا کرو۔ کار لے کر ایکر وڈ ہسپتال آ جاؤ۔ میرے کمرے میں ایک صاف خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ اسے یہاں سے اٹھا کر زیرو ہاؤس پہنچانا ہے"۔ عمران نے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

"بہتر۔ میں تھوڑی دیر میں پہنچ جاؤں گا"...... صفدر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

ڈاکٹر جو حیرت بھرے انداز میں عمران کی گفتگو سن رہا تھا۔ عمران کے رسیور رکھتے ہی بول پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ کے کمرے میں کون ہے۔

"تم گھبراؤ نہیں۔ کوئی نرس وغیرہ نہیں ہے۔ بس ایک آدمی

ٹونی کے داہنے ہاتھ میں پستول پکڑے اندر آگیا تھا۔ میں نے فلش صاف کرنے والے برش سے اس کی صفائی کر دی"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پستول لے کر آدمی"...... ڈاکٹر انتہائی پریشانی کے عالم میں کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"دھیرج ڈاکٹر صاحب۔ ہمارے لئے یہ باتیں معمولی ہیں اور سنیئے میرا آدمی آئے تو اسے میرے پاس بھیج دیجئے اور دوسری بات یہ کہ میں بھی اس کے ساتھ ہی چلا جاؤں گا۔ ایک پر تو فلش کا برش استعمال ہو گیا۔ وہ شریف آدمی تھا۔ برش پر ہی راضی ہو گیا۔ دوسرا نہ ہوا تو پھر"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کچھ کہتا وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مادام برتھا نے رات ٹونی کی کوٹھی میں اطمینان سے گزاری اور صبح جب وہ بیدار ہوئی تو اس کی طبیعت خاصی ہشاش بشاش تھی اس نے غسل کر کے لباس بدلا اور پھر ملازم کو بلا کر ناشتے کے لئے کہا اور خود اخبار لے کر ڈائیننگ ٹیبل پر آ بیٹھی۔ اخبار میں رانا ہاؤس کی تباہی کے ساتھ ساتھ ان کے فوٹو بھی شائع ہوئے تھے اور پھر وہ رانا ہاؤس کی تباہی کی خبر تفصیل سے پڑھنے لگے۔ اچانک خبر کے ایک حصے پر وہ چونک پڑی۔ جب اس نے یہ پڑھا کہ عمران ہسپتال میں بے ہوش پڑا ہوا ہے اور پھر وہ اخبار پھینک کر تیزی سے اٹھی اور ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے ذہن میں عمران کو قتل کرنے کا ایک خوبصورت سا منصوبہ ابھر آیا تھا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری کے نمبر گھما کر ایکروڈ ہسپتال کی انکوائری کا نمبر پوچھا۔ نمبر پوچھنے کے بعد اس نے ہسپتال کی انکوائری کا نمبر گھمایا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس ۔انکوائری ایکرو ڈہسپتال"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"رانا ہاؤس کے واقعے میں زخمی ہونے والے علی عمران کو ہوش آگیا"...... مادام برتھا نے بڑے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں محترمہ۔آج ہی انہیں ہوش آیا ہے۔آپ کون بول رہی ہیں"...... انکوائری کلرک نے پوچھا۔

"میں ان کی ایک عزیزہ ہوں۔ان کا کمرہ نمبر کیا ہے۔میں ان کی عیادت کے لئے آنا چاہتی ہوں"...... مادام برتھا نے کہا۔

"وہ سپیشل وارڈ کے کمرہ نمبر چار میں ہیں۔آپ کو ان سے ملنے کے لئے سپرنٹنڈنٹ سے اجازت لینی پڑے گی کیونکہ ان کے کمرے پر پہرہ ہے"...... انکوائری کلرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"...... مادام برتھا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔اس کے چہرے پر سوچ بچار کے آثار نمایاں تھے۔

"مادام۔ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے"...... اچانک ملازم نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا"...... مادام نے کہا۔ناشتے کے دوران بھی اس کی پیشانی پر غور و فکر کی لکیریں نمایاں رہیں۔یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی فیصلے پر نہ پہنچ رہی ہو۔دراصل اخبار میں عمران کی بے ہوشی کے متعلق پڑھنے پر اس کے ذہن میں فوری طور پر یہ خیال آیا تھا کہ وہ کسی نرس کے میک اپ میں بڑے اطمینان سے بے ہوش پڑے ہوئے عمران کو زہر کا

انجکشن لگا سکتی ہے۔

مگر اب جبکہ نہ صرف عمران ہوش میں آچکا ہے بلکہ اس کے کمرے پر پہرہ بھی ہے اور پھر سپرنٹنڈنٹ جو یقیناً وارڈ انچارج ہوگا۔اس کی اجازت کے بغیر اس کے کمرے میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔اب اس منصوبے کی کامیابی تقریباً مشکوک ہو چکی تھی۔مگر اس کے ساتھ ساتھ اسے ایک اور خیال بھی آ رہا تھا کہ کیوں نہ وہ ہسپتال جا کر سپرنٹنڈنٹ سے اجازت لے کر عمران سے ملے۔وہ یقیناً زخمی ہوگا اور بیڈ پر ہی پڑا ہوگا۔ایسی حالت میں اس کے لئے فوری طور پر تیز حرکت کرنا ناممکن ہے اور وہ اطمینان سے سائنائیڈ کے زہر میں بجھی ہوئی سوئی اس کے جسم میں اتار سکتی ہے۔مگر مسئلہ تھا کہ وہ واپس ہسپتال سے باہر کیسے نکلے گی۔کیونکہ عمران کی فوری موت سے سب لوگ چوکنے ہو جائیں گے۔بس وہ اسی تذبذب کا شکار تھی۔

پھر جب اس نے ناشتہ ختم کیا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیلتے چلے گئے۔اس نے رسک لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔اس نے سوچا تھا کہ وہ عمران کے کمرے میں جانے کے بعد اور عمران کو قتل کر کے باہر نکل آئے گی اور باہر کھڑے سپاہیوں سے یہی کہے گی کہ عمران کو نہ چھیڑا جائے۔وہ آرام کر رہا ہے۔ہو سکتا ہے اس طرح اسے اتنا وقفہ مل جائے کہ وہ ہسپتال سے باہر نکل سکے۔اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر عمران ہسپتال سے چلا گیا تو پھر اس کو ڈھونڈنا مشکل ہو جائے گا۔

"کیا یہاں کوئی کار اور ڈرائیور موجود ہے"...... اس نے ملازم سے

جو ایک طرف بڑے مؤدب انداز میں کھڑا مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس مادام۔ باس نے تمام انتظام مکمل کر رکھے ہیں"...... ملازم نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم ڈرائیور کو کہو کار تیار کرے میں ابھی آتی ہوں"۔ مادام برتھا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"مادام برتھا نے کمرے میں آکر اپنے اٹیچی کیس کے خفیہ خانے سے زہریلی سوئیاں پھینکنے والی ایک اور ڈبیا نکال کر جیب میں ڈال لی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے نکل کر کوٹھی کے پورچ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"ایکروڈ ہسپتال چلو"...... مادام برتھا نے کار کے قریب کھڑے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار موڑی اور چند لمحوں بعد کار کوٹھی سے باہر نکل کر بائی روڈ سے ہوتی ہوئی مین روڈ پر بھاگی چلی جا رہی تھی۔ مادام برتھا نے یہی سوچا تھا کہ ہسپتال پہنچ کر وہ اپنے جسم اور قدوقامت جیسی کوئی نرس ڈھونڈے گی اور اس کے بعد ہی اس نرس کو کسی اکیلے کمرے میں گھیر کر ایک زہریلی سوئی اس کے جسم میں اتار دے گی۔ اس طرح اس کی وردی پہن کر وہ اطمینان سے عمران کے کمرے تک پہنچ جائے گی۔

تقریباً پندرہ منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد ڈرائیور نے کار

ایکروڈ ہسپتال کے مین گیٹ میں موڑ دی اور پھر جیسے ہی ہسپتال کے مین انٹرنس گیٹ کے قریب کار پہنچی مادام برتھا بری طرح چونک پڑی۔ اس نے عمران کو ایک نیلے رنگ کی کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد کا وجیہہ سا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے عمران کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف بڑھی چلی گئی۔

"ڈرائیور اس نیلے رنگ کی کار کا تعاقب کرو۔ مگر انتہائی احتیاط سے"...... مادام برتھا نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا جو کار پارک کرنے کے لئے ادھر ادھر نظریں دوڑا رہا تھا۔

"نیلے رنگ کی۔ جو ابھی ابھی گئی ہے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"ہاں"...... مادام برتھا نے کہا اور ڈرائیور نے تیزی سے کار موڑی اور پھر وہ بھی ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف کار دوڑاتا چلا گیا۔

ڈرائیور نے نیلے رنگ کی کار کا تعاقب کرتے ہوئے اپنی گاڑی کافی پیچھے رکھی اور ویسے بھی سڑک پر کاروں کا ایک سیلاب سا بہہ رہا تھا اس لئے تعاقب کا اندازہ کرنا یقیناً ناممکن ہو گیا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد نیلے رنگ کی کار ٹمپل روڈ پر پہنچ گئی۔ یہاں ٹریفک مین روڈ کی نسبت قدرے کم تھا۔ اس لئے ڈرائیور نے کار اور پیچھے کر لی۔ مادام برتھا کی نظریں مسلسل نیلے رنگ کی کار پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ بروقت ہسپتال پہنچ گئی ورنہ

عمران کو اتنے بڑے شہر میں تلاش کرنا ناممکن ہی ہو جاتا۔

اچانک نیلے رنگ کی کار ایک خاکی رنگ کی عمارت کے گیٹ پر رک گئی اور پھر عمران کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب مادام برتھا کی کار اس عمارت کے سامنے سے گزری تو عمران پھاٹک پر پڑا ہوا تالا کھول کر پھاٹک کو دھکیل کر کھول رہا تھا۔

"کار کو کافی آگے بڑھا کر واپس موڑ لو"...... مادام نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار کافی آگے بڑھا کر ایک چوک سے واپس موڑی اور اسے دوبارہ اس خاکی رنگ کی عمارت کی طرف لیتا چلا گیا۔ عمران کی کار اندر جا چکی تھی اور پھاٹک بند کر دیا گیا تھا۔

"مجھے اس عمارت کے قریب اتار دو اور تم خود کوٹھی جا کر ٹونی کو اس بات کی اطلاع کر دو کہ میں اس کوٹھی کے اندر جا رہی ہوں"۔ مادام برتھا نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار کوٹھی کے قریب روک دی۔ مادام برتھا کار سے نیچے اتر گئی اور ڈرائیور کار آگے بڑھائے چلا گیا۔

مادام برتھا نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ کوٹھی کے پہلو والی گلی میں گھس گئی اور کوٹھی کے عقب میں آ گئی۔ اس کی تیز نظریں کوٹھی کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کیونکہ وہ کوٹھی کے اندر جانے کے لئے کوئی ایسی جگہ تلاش کر رہی تھی جہاں سے وہ آسانی سے کوٹھی

میں داخل ہو سکے اور چونکہ دن کا وقت تھا اس لئے وہ لوگوں کی نظروں میں بھی نہیں آنا چاہتی تھی۔ کوٹھی کے عقب میں پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کے چہرے پر اطمینان کی مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ کوٹھی کے عقبی حصے میں بھی ایک پھاٹک موجود تھا۔ جو سلاخوں سے بنا ہوا تھا۔ اس پھاٹک پر چڑھ کر بڑی آسانی سے کوٹھی کے اندر اترا جا سکتا تھا۔

مادام برتھا نے ادھر ادھر دیکھا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ عقبی گلی میں دور دور تک کوئی آدمی موجود نہیں ہے تو وہ تیزی سے پھاٹک کے قریب پہنچی بھاری بھرکم جسم رکھنے کے باوجود مادام برتھا اتنی پھرتی سے پھاٹک پر چڑھ کر دوسری طرف اتر گئی کہ اگر کوئی دیکھ رہا ہوتا تو ایک لمحے کے لئے حیران رہ جاتا۔ پھاٹک سے اتر کر وہ تیزی سے عمارت کی عقبی سمت بڑھتی چلی گئی۔ کوٹھی کا عقبی حصہ بالکل خالی تھا۔ اس لئے مادام برتھا بے حد مطمئن تھی۔ عقبی سمت میں بھی ایک برآمدہ تھا جس کا دروازہ لوہے کی سلاخوں کا تھا۔ مادام برتھا اس دروازے کے پاس پہنچی اور اس نے دروازے کے اندر ہاتھ ڈال کر اس کی زنجیر کھول دی اس زنجیر میں تالا نہیں تھا اور پھر آہستگی سے دروازہ دھکیلتی ہوئی وہ عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا برآمدہ تھا جس کے دونوں اطراف میں دروازے تھے۔ مادام برتھا آہستگی سے ایک دروازے کی طرف بڑھی مگر ابھی وہ دروازے کے پاس پہنچی ہی تھی کہ اچانک دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک ریوالور کی

نال اس کے سینے پر جم گئی۔ دروازے پر وہی وجیہہ نوجوان کھڑا تھا جو نیلے رنگ کی کار چلا رہا تھا۔ مادام تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹی۔ مگر نوجوان نے بڑے کرخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اپنے ہاتھ اونچے کر کے منہ دیوار کی طرف کر لو۔ ورنہ یاد رکھو گولی مرد اور عورت میں تمیز نہیں کرتی"...... مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا مادام کی ایک ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور نوجوان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اڑتا ہوا سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور اسی لمحے مادام کا ہاتھ جیب میں جا کر پلک جھپکنے میں باہر آگیا۔ اب اس کے ہاتھ میں زہریلی سوئیاں پھینکنے والی ڈبیا موجود تھی۔ نوجوان ایک لمحے کے لئے مادام کی بے پناہ پھرتی پر حیرت سے بت بنا کھڑا رہا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے غوطہ لگایا اور یہ شاید اس کی خوش قسمتی تھی کہ مادام کی ڈبیا سے نکلنے والی سوئی اس کے سر سے چند انچ کے فاصلے سے گزرتی چلی گئی اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اب تک وہ مردہ ہو چکا ہوتا۔ غوطہ لگاتے ہی نوجوان تیزی سے جھکا اور پھر وہ مادام کو رگیدتا ہوا دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا۔ زبردست جھٹکا لگنے سے مادام کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈبیا اس کے ہاتھ سے نکل گئی اور نوجوان نے انتہائی پھرتی سے مادام کے دونوں ہاتھ پکڑ کر پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر جما دی اور مادام کے منہ سے بھیانک چیخ نکلی اور اس کا دماغ اندھیروں کی تہہ میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کی ناک سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

"خوب۔ اب عورتوں سے دھینگا مشتی شروع کر دی"۔ دروازے سے عمران کی آواز سنائی دی اور نوجوان اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ مادام اب دیوار کے ساتھ گھسٹتی ہوئی فرش پر گر چکی تھی۔

" یہ عورت ہے۔ خدا کی پناہ۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ بھاری بھرکم ہونے کے باوجود اس قدر پھرتیلی بھی ہو سکتی ہے"۔ نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ مادام برتھا ہے۔ ایکریمیا کے دارالحکومت ناراک کے ایک نائٹ کلب کی مالکہ اور پورے ناراک کے غنڈے اس کے نام سے کانپتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سچے ہیں وہ غنڈے۔ اگر مجھے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو زہریلی سوئی میرے جسم میں ترازو ہو چکی تھی"...... نوجوان نے جس کا نام صفدر تھا آگے بڑھ کر دیوار کے قریب پڑی ہوئی زہریلی سوئیوں والی ڈبیہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" یہ اس کا مخصوص ہتھیار ہے۔ اسے اٹھا کر کمرے میں لے آؤ"۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ صفدر نے اپنا ریوالور اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر جھک کر مادام برتھا کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر کمرے کے دروازے میں غائب ہو گیا۔

ٹائیگر نے سب سے پہلے جوانا کو تلاش کرنے کا پروگرام بنایا کیونکہ اس عورت کو تلاش کرنا اس کے خیال میں کوئی مسئلہ نہ تھا۔ ٹونی کو گھیر کر اس کا پتہ آسانی سے معلوم کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ ہسپتال سے نکل کر وہ موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا سیدھا ٹیکسی آفس پہنچا۔ یہ آفس شہر کے وسط میں تھا اور دراصل یہ دفتر ٹیکسی ڈرائیورز ایسوسی ایشن نے قائم کیا تھا۔ تمام ٹیکسی ڈرائیور صبح کام پر جاتے اور پھر واپسی پر اس دفتر میں حاضری لگوا کر جاتے تھے۔ یہاں چار پانچ کلرک اور ایک سپروائزر ہر وقت موجود رہتا تھا۔ یہاں سے ٹیکسیاں فون پر بھی بک کی جاتی تھیں اور دیگر ضروری معلومات بھی یہیں سے مل جاتی تھیں۔

جب ٹائیگر اس دفتر میں داخل ہوا تو اس نے کئی ٹیکسی ڈرائیوروں کو دفتر میں آتے اور جاتے دیکھا۔ وہ سیدھا سپروائزر کے کمرے میں گھستا چلا گیا۔ سپروائزر اپنے سامنے ایک بڑا سا رجسٹر کھولے اس میں کوئی

اندراج کرنے میں مصروف تھا۔

"ارے جہانگیر تم"..... ٹائیگر نے اسے دیکھتے ہی حیرت زدہ لہجے میں کہا اور سپروائزر نے جب سر اٹھایا تو وہ بھی کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"رضوان۔ ارے یار تم کہاں سے آن ٹپکے۔ بڑی مدت ہو گئی تمہیں دیکھے ہوئے"..... سپروائزر جہانگیر نے دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں بغل گیر ہو گئے۔

"بھئی اب مجھے کیا پتہ تھا کہ تم سپروائزر بنے بیٹھے ہو"..... ٹائیگر نے جس کا کالج میں نک نیم رضوان تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوے یار بس روزی کا دھندہ ہے۔ تم سناؤ کیا کر رہے ہو۔ کالج کے بعد شاید پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے"..... جہانگیر نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرے خیال میں ایسا ہی ہے۔ میں نے پرائیویٹ جاسوسی کا دھندہ اختیار کر رکھا ہے"..... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پرائیویٹ جاسوس۔ مگر ہمارے ملک میں تو شاید اس کا کوئی رواج ہی نہیں"..... جہانگیر نے بھی کرسی سنبھالتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھئی ضروری نہیں کہ باقاعدہ لائسنس لے کر یہ کام کیا جائے۔ اپنے طور پر بھی تو کام ہو سکتا ہے"..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو خیر۔ پہلے بتاؤ کیا پیو گے"...... جہانگیر نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"جو پلوا دو"...... ٹائیگر نے کہا۔ اور اسی لمحے کمرے میں داخل ہونے والے چپراسی سے جہانگیر نے مشروب کی دو بوتلیں لانے کے لئے کہا۔

"سناؤ کیسے آنا ہوا"...... جہانگیر نے پوچھا۔

"یار کچھ معلومات حاصل کرنی تھیں۔ ایک حبشی ہے۔ تقریباً سات فٹ کا اور انتہائی لمبا چوڑا۔ ایکریمی شہری ہے۔ کل رات وہ ایکروڈ ہسپتال سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر نکلا ہے۔ میں دراصل اس کی جائے رہائش معلوم کرنا چاہتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی معلوم کرا دیتا ہوں"...... جہانگیر نے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"لیس سر"...... دوسری طرف سے ایک آواز ابھر آئی۔

"راحت صاحب۔ تمام ٹیکسی ڈرائیوروں کو پیغام بھجوا دیں کہ ہمیں ایک حبشی کی تلاش ہے جو سات فٹ قد اور انتہائی لمبے چوڑے جسم کا مالک ہے۔ وہ کل رات ایکروڈ ہسپتال سے ٹیکسی پر بیٹھ کر گیا ہے۔ موجودہ رہائش کا پتہ کرنا ہے"...... جہانگیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

"تمام ٹیکسی ڈرائیوروں کو یہ پیغام کیسے ملے گا"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ابھی چند ماہ ہوئے ایسوسی ایشن نے تمام ٹیکسیوں میں وائرلیس ٹرانسمیٹر نصب کر دیئے ہیں تاکہ ایمرجنسی میں ڈرائیور ہمیں پیغام پہنچا سکے"...... جہانگیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر میں تو اکثر ٹیکسی پر سفر کرتا ہوں۔ میں نے تو کسی میں ٹرانسمیٹر نہیں دیکھا"...... ٹائیگر کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"یہ ٹرانسمیٹر اشد ضرورت کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عام طور پر نہیں"...... جہانگیر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد چپراسی نے بوتلیں لا کر میز پر رکھ دیں اور دونوں مشروب پینے کے ساتھ ساتھ کالج لائف کے سنہری دور کی یادیں دوہرانے میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور جہانگیر نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"جناب۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور کا بیان ہے کہ اس نے اس حلیے کے نیگرو کو ایکروڈ ہسپتال سے اٹھا کر ہوٹل شالیمار پر ڈراپ کیا تھا اور ایک اور ٹیکسی ڈرائیور کا بیان ہے کہ اس حلیے کے حبشی کو کل ہوٹل شالیمار سے اٹھا کر اس نے مضافاتی ہوٹل گولڈن سینڈ پہنچایا تھا۔ باقی تمام ڈرائیوروں نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... جہانگیر نے کہا اور بٹن آف کر دیا۔

"پیغام سن لئے رضوان"...... جہانگیر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ بس مجھے بھی اتنی ہی معلومات چاہئیں تھیں۔ بہت بہت شکریہ"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ کہاں چل دیئے۔ بیٹھو بھئی"...... جہانگیر نے کہا۔

"نہیں یار۔ پھر ملاقات ہو گی۔ فی الحال کام بہت ایمرجنسی ہے اجازت دو"...... ٹائیگر نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تمہاری مرضی۔ یار کبھی کبھی آنکلا کرو"...... جہانگیر نے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تمہارا ٹھکانہ معلوم ہو گیا ہے۔ فرصت ملتے ہی آؤں گا۔ اور پھر ذرا تفصیلی ملاقات ہو گی"...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کا موٹر سائیکل خاصی تیز رفتاری سے شہر سے باہر واقع ہوٹل گولڈن سینڈ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ وہ صرف وہاں جا کر اس امر کی یقین دہانی کرنا چاہتا تھا کہ جواتا ابھی اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے یا نہیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے موٹر سائیکل گولڈن سینڈ ہوٹل کی پارکنگ میں جا کر روکا اور پھر مین گیٹ کراس کرتا ہوا سیدھا کاؤنٹر کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

"فرمایئے"...... کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرے ایک دوست ایکریمیا سے آئے ہوئے ہیں اور آپ کے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لمبے اونچے قد کے نیگرو ہیں۔ کم از کم سات فٹ قد ہے اور اتنا ہی لمبا چوڑا جسم بھی ہے"...... ٹائیگر نے جان بوجھ کر نام نہ بتاتے ہوئے حلیہ بتایا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ایسے مجرم اپنے اصل نام سے کہیں نہیں ٹھہرتے۔

"نیگرو۔ نہیں جناب۔ ہمارے ہوٹل میں کوئی نیگرو رہائش پذیر نہیں ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"آپ چیک تو کریں۔ ہو سکتا ہے آپ ڈیوٹی پر نہ ہوں جس وقت وہ آیا ہو۔ مجھے اس نے یہیں کا پتہ دیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

کاؤنٹر کلرک نے میز پر پڑا ہوا رجسٹر ٹائیگر کی طرف کھسکا دیا۔

"آپ خود دیکھ لیں جناب۔ تین کمرے لگے ہوئے ہیں اور ان تین کمروں میں کوئی ایکریمی باشندہ رہائش پذیر نہیں ہے"...... کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

ٹائیگر نے ایک نظر رجسٹر پر ڈالی۔ واقعی دو روز سے صرف تین کمرے ہی لگے ہوئے تھے اور ان میں تمام مقامی باشندے ٹھہرے ہوئے تھے۔

"اچھا جناب۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر

مین گیٹ سے باہر نکل آیا۔اس کے ذہن میں عجیب سے خیال آرہے تھے کہ آخر جوانا کہاں گیا۔اس ہوٹل تک تو اسے ٹیکسی میں پہنچایا گیا ہے۔اس کے بعد وہ آخر کہاں جا سکتا تھا۔

یہ ہوٹل ایسی جگہ پر واقع تھا کہ بغیر ٹیکسی انگیج کئے کوئی شخص کہیں نہیں آجا سکتا تھا۔یا پھر ہو سکتا ہے اس نے کوئی کار کرایہ پر حاصل کی ہو۔مگر اس کے لئے بھی تو ضروری تھا کہ وہ ہوٹل میں رہائش رکھتا تبھی ہوٹل والے کار کی گارنٹی دے سکتے تھے۔

یہی سوچتا ہوا وہ اپنے موٹر سائیکل تک پہنچا۔پارکنگ کا چوکیدار اپنا انعام لینے کے لئے اس کی طرف بڑھا اور ٹائیگر نے بے خیالی میں جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک روپیہ نکالنے لگا مگر اس کے ہاتھ میں سو روپے کا نوٹ آگیا اور اسی لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا۔

"بابا۔یہ سو روپے کا نوٹ تمہارا ہو سکتا ہے۔اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ کل رات جو لمبا چوڑا دیو نما حبشی یہاں آیا تھا وہ اس وقت کہاں ہے"...... ٹائیگر نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا تو چوکیدار کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے تذبذب کے آثار ابھرنے۔اس کی نظریں سو روپے والے نوٹ پر جمی ہوئی تھیں۔یوں لگتا تھا جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔

"اگر تم صحیح بتا دو تو سو روپے کا ایک اور نوٹ بھی تمہاری ملکیت ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے جیب سے سو روپے کا ایک اور نوٹ نکالتے

ہوئے کہا اور بوڑھے چوکیدار کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔

"وہ حبشی ریسٹ روم میں رہ رہا ہے"...... بوڑھے نے دونوں نوٹ جھپٹتے ہوئے کہا۔

"ریسٹ روم کہاں ہے"...... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس ہوٹل کی پشت پر ہوٹل سے باہر ایک باغ ہے۔جس کے درمیان ایک سوٹ بنا ہوا ہے۔اسے ہم ریسٹ روم کہتے ہیں۔جو آدمی یا جوڑا کسی سے چھپ کر رہنا چاہے۔اسے ہوٹل والے وہیں ٹھہراتے ہیں۔اس کا نام رجسٹر میں درج نہیں ہوتا۔ریسٹ روم کا بیرہ بھی ایک گونگا اور بہرہ شخص ہے۔وہی اس کی خدمت کرتا ہے"۔بوڑھے چوکیدار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔سمجھ گیا۔شکریہ"...... ٹائیگر نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔اور پھر موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے بظاہر مین کمپاؤنڈ سے باہر نکل آیا۔

وہ ہوٹل انتظامیہ کو یہی تاثر دینا چاہتا تھا کہ وہ چلا گیا ہے مگر اس نے موٹر سائیکل کافی دور لے جا کر موڑی اور ہوٹل کی پشت کی طرف نکل آیا۔اس نے ایک جھاڑی کے پیچھے موٹر سائیکل روک دی اور پھر تیزی سے اس باغ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔جہاں چوکیدار کے مطابق وہ ریسٹ روم موجود تھا۔وہ دراصل تسلی کر لینا چاہتا تھا کہ واقعی جوانا اس ریسٹ روم میں رہتا ہے۔ہو سکتا ہے چوکیدار نے نوٹ حاصل کرنے کے لئے ڈاج دیا ہو۔

جلد ہی وہ باغ کی حدود میں داخل ہو گیا اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی اسے گھنے باغ کے درمیان ریسٹ روم نظر آگیا۔ ریسٹ روم کے دروازے بند تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ خالی پڑا ہوا ہو۔

ٹائیگر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا اس ریسٹ روم کے قریب پہنچ گیا۔ ریسٹ روم کی پشت پر ایک فرنچ طرز کی بڑی سی کھڑکی تھی۔ ٹائیگر اس کھڑکی کی طرف بڑھا۔ مگر کھڑکی کے پٹ اندر سے بند تھے۔ اس میں سے اندر جھانکنا ناممکن تھا۔ اس لئے ٹائیگر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ریسٹ روم کی پشت سے ہوتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھا اور پھر برآمدے کی سائیڈ میں چند لمحے رک کر وہ جیسے ہی کود کر برآمدے میں داخل ہوا۔ اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ٹائیگر جھٹکا کھا کر منہ کے بل زمین پر گر پڑا اس نے اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر ایک اور وار ہوا۔ ٹائیگر کا دماغ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر اچانک ایک زور دار جھٹکا لگنے سے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ سامنے ہی جوانا کھڑا نظر آیا۔ ٹائیگر نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ اسے بستر پر رسیوں سے اس طرح باندھا گیا تھا کہ وہ حرکت کرنے سے بھی معذور تھا۔

"تم عمران کے وہی ساتھی ہو جس نے میرے ساتھ اس عمارت میں مقابلہ کیا تھا"...... جوانا نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے بے خوف لہجے میں جواب دیا۔ کیونکہ ظاہر ہے انکار کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

"خوب۔ مگر تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ کیا ہوٹل والوں نے بتایا ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہوٹل والے تو تمہارے وجود سے ہی مکر گئے تھے مگر میں نے اپنے ذرائع سے تمہارا کھوج نکال لیا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اچھا ہوا تم آگئے۔ میں نے پتہ کر لیا تھا کہ عمران کہاں ہے مگر معلوم ہوا کہ وہ اچانک ہسپتال سے چلا گیا ہے اور میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کہاں تلاش کروں کہ مجھے کھڑکی میں سے تمہاری جھلک نظر آئی۔ اب تم مجھے بتاؤ گے کہ عمران کہاں ہے"۔ جوانا نے ایک طرف پڑی ہوئی پھل کاٹنے والی بڑی سی چھری اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں۔ میں تو اسے ہسپتال چھوڑ آیا تھا"...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھو۔ میرا نام جوانا ہے۔ میرے سامنے کسی انسان کی حیثیت ایک حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور مجھے تم سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میرا شکار عمران ہے۔ اس لئے تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم اس کا پتہ بتا دو۔ اس کا شکار کرنے کے بعد میں تمہیں چھوڑ دوں گا"...... جوانا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سنو جوانا۔ کسی بندھے ہوئے آدمی پر ہاتھ اٹھانا مردانگی نہیں ہے۔ تم مجھے آزاد کر دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہاں سے فرار نہیں ہوں گا۔ اس کے بعد اگر تم میں طاقت ہے تو عمران کا پتہ مجھ سے پوچھ

لینا"...... ٹائیگر نے اس کی انا کو چیلنج کرتے ہوئے کہا۔
"دیکھو مسٹر۔ مجھے ایسا کرنے میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر ایسی صورت میں تمہاری زندگی کی کوئی ضمانت نہیں ہوگی"۔ جوانا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے"...... ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔
"چلو ایسے ہی سہی۔ تمہاری بھی حسرت باقی نہ رہے"...... جوانا نے کہا اور پھر اس نے چھری ایک طرف پھینک دی۔ اس کے بعد اس نے سب سے پہلے ٹائیگر کی تلاشی لی۔ ٹائیگر کی جیب میں موجود ریوالور نکال کر اس نے ایک طرف اچھال دیا اور پھر رسیوں کو پکڑ کر جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ رسیاں اس کے ہاتھوں میں یوں ٹوٹتی چلی گئیں جیسے وہ مضبوط رسیاں نہ ہوں کچے دھاگے ہوں اور ٹائیگر رسیاں ٹوٹتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
"بس۔ اب تو خوش ہو"...... جوانا نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ اب جو پوچھنا چاہو پوچھ لو"...... ٹائیگر نے اپنے ہاتھ پیروں کو حرکت دے کر رکے ہوئے دوران خون کو معمول پر لاتے ہوئے کہا۔
"تو بتاؤ۔ عمران اب کہاں ہے"...... جوانا نے پوچھا۔
"میں نے تو ہسپتال میں چھوڑا تھا۔ اس کے بعد مجھے معلوم نہیں"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل

ہوتا اسے یوں محسوس ہوا جیسے کمرے میں بجلی سی کوند گئی ہو۔ جوانا کا غیر معمولی لمبا بازو واقعی بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور ٹائیگر کسی گیند کی طرح اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس سے پہلی غلطی سرزد ہو چکی تھی کہ اس نے جوانا کے بازوؤں کی لمبائی پر نظر نہ رکھی تھی اور پھر یہی غلطی اس کے لئے مہنگی ثابت ہوئی۔
جیسے ہی ٹائیگر دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ جوانا نے اچھل کر اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے کھینچ کر ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا اور ٹائیگر کسی کھلونے کی طرح ہوا میں اڑتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا مگر اب ٹائیگر ہوشیار ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے کئے اور پھر جتنی تیزی سے وہ دیوار کی طرف گیا تھا اتنی ہی تیزی سے واپس لوٹا اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے مڑتے ہوئے جوانا کے سینے پر پڑیں اور جوانا لڑکھڑا کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ ٹائیگر نیچے گرتے ہی کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور ایک بار پھر اس کی زوردار فلائنگ کک جوانا کے منہ پر پڑی اور جوانا کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ ٹائیگر کے بوٹ پوری قوت سے اس کے چہرے پر پڑے تھے اور چونکہ جوانا کی پشت پر دیوار تھی۔ اس لئے جوانا کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا چہرہ بھرتا بن گیا ہو۔ مگر دوسرے لمحے وہ خوفناک انداز میں غراتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے قلا بازی کھا کر سیدھے ہوتے ہوئے ٹائیگر کی کمر دونوں ہاتھوں میں جکڑ لی۔ ٹائیگر نے بیک وقت دو انداز میں حرکت کی اس کا سر پوری قوت سے جوانا کی

ناک سے ٹکرایا اور اس کا پیر مڑ کر پوری قوت سے جوانا کی دونوں ٹانگوں کے درمیان لگا۔ جوانا نے ایک جھٹکا دے کر اسے پھینک دیا۔ ٹائیگر کی دونوں ضربات ہی خاصی مہلک اور شدید تھیں اس لئے مجبوراً جوانا کو اسے دور پھینکنا پڑا۔

ٹائیگر نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا اور پھر پلٹ کر اس نے ایک بار پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش میں مصروف جوانا پر حملہ کر دیا مگر جوانا انتہائی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اور ٹائیگر اپنے ہی زور میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے جوانا کی لات پوری قوت سے ٹائیگر کی پشت پر پڑی اور ٹائیگر پوری قوت سے سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ گو اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر اس کے باوجود اس کا سر پوری قوت سے ٹکرایا اور ٹائیگر کا دماغ جھنجھنا اٹھا۔ اس نے سر کو تیزی سے جھٹک کر دماغ پر چھانے والے اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ مگر اسی لمحے جوانا نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کی گردن دونوں ہاتھوں میں جکڑی اور اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرا دیا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سر ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا ہو۔ اس کے بعد وہ ہوش کی وادی سے نکل گیا۔

ایک بار پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں تو پہلے لمحے اسے یہی احساس ہوا جیسے اس کے سر میں دھماکے سے ہو رہے ہوں۔ جوانا ہاتھ میں وہی چھری اٹھائے اس کے سر پر کھڑا تھا اور اس کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک نمایاں تھی۔

ٹائیگر نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اس بار پھر اس نے اپنے آپ کو رسیوں میں جکڑا ہوا پایا۔

"خاصے دلیر جوان ہو مگر جوانا کے مقابلے میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں"۔ جوانا نے زہر خند لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس اتفاق ہی ہے کہ میں مار کھا گیا"..... ٹائیگر نے کھلے دل سے اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اب بتا دو کہ عمران کہاں ہے۔ ورنہ سمجھ لو کہ تمہاری ایک آنکھ اچھل کر باہر آ پڑے گی"..... جوانا نے چھری کو ہاتھ میں تولتے ہوئے کہا ظاہر ہے چھری کی نوک ٹائیگر کی آنکھ کی طرف ہی تھی۔

"وہ زیرو ہاؤس میں ہے"..... ٹائیگر نے جواب دیا۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی۔

"یہ زیرو ہاؤس کہاں ہے۔ سنو جھوٹ مت بولنا ورنہ"..... جوانا نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"ٹمپل روڈ پر خاکی رنگ کی عمارت ہے"..... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ اگر یہی بات پہلے بتا دیتے تو خواہ مخواہ کی فضول اٹھک بیٹھک سے بچ جاتے"..... جوانا نے چھری ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ واپس آیا تو ایک نوجوان اس کے ساتھ تھا۔ جوانا نے ٹائیگر کی طرف اشارہ کیا اور پھر جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر اس نوجوان کے ہاتھ میں رکھ دیا اور نوجوان نے سر ہلا

دیا۔ جوانا نے ایک کونے میں پڑا ہوا اپنا بیگ اٹھایا اور پھر اس نوجوان سمیت کمرے سے باہر کی طرف چل پڑا۔

"سنو مسٹر۔ میں نے پیرے سے کہہ دیا ہے۔ وہ کل صبح تمہیں رہا کر دے گا۔ تم دلیر اور بہادر آدمی ہو۔ اس لئے میں نے تمہاری جان بخش دی ہے۔ اور سنو۔ یہ گونگا بھی ہے اور بہرہ بھی۔ اس لئے اس سے کوئی بات کرنا فضول ہے"...... جوانا نے دروازے پر رک کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

البرٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈبیا نما آلے کو ایک طرف رکھ دیا۔ وہ انتہائی مہلک اور خوفناک بم تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کوٹھی میں شفٹ ہوتے ہی اس نے بازار سے متعلقہ سامان خریدا اور پھر بغیر کوئی وقت ضائع کئے وہ نئے بم کی تیاری میں معروف ہو گیا تھا اس بار اس نے کوبرا بم بنانے کا پلان بنایا تھا جو بنانے میں انتہائی آسان مگر کارکردگی میں انتہائی مہلک اور خوفناک تھا اور مسلسل کام کر کے وہ دو گھنٹے کے قلیل عرصے میں اس بم کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ بم وائرلیس کنٹرولڈ تھا اور اسے کافی فاصلے سے نہ صرف کنٹرول کیا جا سکتا تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس بم کو کسی پرندے کی طرح مشین کے ذریعے اڑا کر کافی دور تک پہنچایا بھی جا سکتا تھا۔ یہ اپنے شکار کو بلاشبہ شکار کرتا تھا اب البرٹ کے لئے مسئلہ تھا عمران کو تلاش کرنے کا۔ چنانچہ وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے اپنے بیگ میں سے وہ آلہ نکالا

جس کے ذریعے وہ ماسٹر ککرز کے دوسرے ممبرز کی کارکردگی چیک کیا کرتا تھا۔ اس نے سب سے پہلے جوانا کو چیک کیا اور پھر جوانا اسے ایک ٹیکسی میں سفر کرتا نظر آگیا۔ البرٹ سمجھ گیا کہ جوانا یقیناً عمران کو تلاش کر رہا ہوگا۔ اسی لئے ٹیکسی میں گھومتا پھر رہا ہے۔ اس نے اسے چھوڑ کر راشیل کو چیک کیا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے راشیل کو بے ہوشی کے عالم میں ایک کمرے میں پڑا ہوا دیکھا۔ راشیل کے ساتھ ہی مادام برتھا بھی اسی کمرے میں بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور ان کے قریب دو آدمی موجود تھے۔ ان میں سے ایک تو اجنبی تھا جبکہ دوسرا یقیناً عمران تھا مگر اب مسئلہ یہ تھا کہ صرف کمرے کو دیکھ کر وہ یہ معلوم نہ کر سکتا تھا کہ یہ کمرہ کونسی بلڈنگ میں اور کہاں واقع ہے اور جب تک یہ معلوم نہ ہو جاتا وہ بے بس تھا۔

اچانک اسے خیال آیا اور وہ تیزی سے اٹھا اور اپنے بیگ کی طرف بڑھتا چلا گیا اسے عمارت کی تلاش کے لئے ایک آئیڈیا سمجھ میں آگیا تھا۔ اس نے بیگ میں سے دارالحکومت کا چھپا ہوا نقشہ نکالا جو اس نے یہاں آتے ہی خرید لیا تھا اور پھر اس نے بیگ میں سے ایک اور چھوٹا سا آلہ نکالا جس پر میٹر سا بنا ہوا تھا۔ اس آلے کا کنکشن اس نے اس آلے سے ملا دیا جس کے ذریعے وہ راشیل کو چیک کر رہا تھا اور پھر اس نے نئے آلے کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے میٹر پر موجود سوئی تیزی سے حرکت میں آئی اور ایک ہندسے پر آکر رک گئی۔ اس بڑے ہندسے کے نیچے دو تین ہندسے سرخ رنگ میں درج تھے۔ البرٹ نے وہ سب

ہندسے کاغذ پر نوٹ کر لئے اور پھر اس نے پنسل اور فٹ رول سنبھال لیا اور دارالحکومت کے نقشے پر تیزی سے آڑھی ترچھی لکیریں کھینچنے لگا تقریباً پانچ منٹ بعد اس نے ایک جگہ پر پنسل سے گول دائرہ ڈالا۔ یہی اس کی مطلوبہ جگہ تھی جہاں اس وقت راشیل موجود تھا۔ اس نے غور سے نقشے کو دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی مطلوبہ جگہ ٹمپل روڈ پر واقع ایک رہائشی عمارت ہے۔ البرٹ نے مسکراتے ہوئے نقشے کو تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر کوبرا بم اور اس کے کنٹرول کرنے والا آلہ بھی اس نے اٹھا کر جیب میں ڈالا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ اب وہ اپنے شکار کو ختم کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا اور اسے مکمل یقین تھا کہ اس بار شکار اس کی زد سے نہیں بچ سکتا۔

پورچ میں کرائے پر حاصل کردہ کار موجود تھی۔ اس نے سٹیئرنگ سنبھالا اور تھوڑی دیر بعد کار کوٹھی سے باہر مین روڈ پر پہنچ گئی تھی۔ نقشے میں اس نے ٹمپل روڈ کا راستہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔ اس لئے وہ مختلف سڑکوں پر کار دوڑاتا ہوا جلد ہی ٹمپل روڈ پر پہنچ گیا۔ ٹمپل روڈ پر پہنچ کر اس نے کار ایک طرف روکی اور پھر جیب سے نقشہ نکال کر اسے چیک کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی نظریں خاکی رنگ کی ایک بڑی سی عمارت پر جم گئیں۔ اس کے مطابق یہی وہ عمارت تھی جہاں عمران، راشیل اور مادام برتھا موجود تھیں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس خاکی رنگ کی عمارت کے بالکل سامنے اسے ایک دس منزلہ ہوٹل کی عمارت نظر آگئی۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے ہوٹل کے

مین گیٹ میں سے موڑ کر کار روک کر وہ نیچے اتر آیا۔

"مجھے آٹھویں منزل پر ایک کمرہ چاہئے"...... البرٹ نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کاؤنٹر کلرک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مل جائے گا"...... کاؤنٹر کلرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر کمرہ ایسا چاہئے جس کا رخ سڑک کی طرف ہو کیونکہ میں ایسے کمرے میں رہنا پسند کرتا ہوں"...... البرٹ نے جیب سے نوٹوں کا بنڈل نکالتے ہوئے کہا۔

"ایسا ایک کمرہ خالی ہے جناب"...... کاؤنٹر کلرک نے کہا اور پھر اس نے کی بورڈ میں ٹنگی ہوئی چابیوں میں سے ایک چابی نکال کر البرٹ کے سامنے رکھ دی البرٹ نے رجسٹر میں اپنا فرضی نام اور پتہ لکھ کر دستخط کئے۔

"کتنے دن ٹھہریں گے جناب"...... کاؤنٹر کلرک نے پوچھا۔

"میرے ایک کاروباری دوست نے مجھے ملنا ہے۔ اگر یہ ملاقات آج ہی ہو گئی تو ایک دن کے لئے ورنہ ہو سکتا ایک ہفتہ بھی لگ جائے"...... البرٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر آپ دو روز کا ایڈوانس جمع کرا دیں۔ چار ہزار روپے"...... کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... البرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بنڈل میں سے چار نوٹ نکال کر اس نے کاؤنٹر کلرک کی طرف کھسکا دیئے۔ کاؤنٹر کلرک نے رسید کاٹ کر البرٹ کو دی اور ساتھ ہی ایک ویٹر کو بلا کر

اسے البرٹ کو کمرہ نمبر بارہ آٹھویں منزل پر لے جانے کے لئے کہا۔

البرٹ نے چابی سنبھالی اور پھر ویٹر کے پیچھے چلتا ہوا وہ لفٹ کے ذریعے آٹھویں منزل پر پہنچا۔ ویٹر نے کمرہ نمبر بارہ کے سامنے اسے لا کھڑا کیا اور البرٹ نے اسے ایک چھوٹا نوٹ انعام میں دیا اور پھر چابی کی مدد سے دروازہ کھول کر کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی وہ سیدھا پچھلی کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ خاکی رنگ کی عمارت اس کی کھڑکی کے عین سامنے تھی۔ اس نے ایک نظر نیچے سڑک پر ڈالی۔ سڑک پر ٹریفک خاصا تھا۔ البرٹ نے سوچا کہ اگر اس نے دن کے وقت کوبرا بم کا استعمال کیا تو اس کی آواز لوگوں کو متوجہ کر دے گی۔ اس لئے رات کو اسے استعمال ہونا چاہئے۔ مگر اب مسئلہ یہ بھی تھا کہ ہو سکتا ہے عمران رات سے پہلے اس عمارت کو چھوڑ دے اور اس طرح اس کی تمام جدوجہد رائیگاں چلی جائے۔ دوسرا مسئلہ یہ بھی تھا کہ راشیل اور مادام برتھا بھی اس عمارت میں موجود تھے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ رات ہونے سے پہلے ہی عمران کا خاتمہ کر دیں اور وہ ان سے پیچھے رہ جائے۔ چنانچہ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اور فوری طور پر جو کارروائی ہو سکتی ہے کر لینی چاہئے۔

یہی سوچ کر اس نے جیب سے کوبرا بم نکالا اور اس کے ساتھ ہی اسے کنٹرول کرنے والا آلہ بھی نکال لیا۔ اس نے یہ کام دو مرحلوں میں

سرانجام دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔پہلے مرحلے میں وہ کوبرا بم کو اس خا رنگ کی عمارت میں پہنچانا چاہتا تھا۔اور پھر کچھ دیر رک کر اور لوگوں رد عمل دیکھ کر وہ اسے آگے بڑھانا چاہتا تھا۔چنانچہ اس نے بم کنٹرول کرنے والے آلے کا بٹن دبا دیا۔آلے میں لگی ہوئی ایک چھو سی سکرین روشن ہو گئی۔چند لمحے البرٹ اسے سیٹ کرتا رہا اور پھر اس نے اٹھ کر کوبرا بم کو کھڑکی کی چوکھٹ میں رکھا اور کنٹرولر کے پیچھے آکر بیٹھ گیا اور پھر اس نے آلے کے سنٹر میں لگا ہوا ایک زرد رنگ بٹن دبا دیا۔دوسرے لمحے کوبرا بم میں گونج سی پیدا ہوئی اور بم ا جگہ سے اچھل کر باہر فضا میں اڑتا چلا گیا۔البرٹ تیزی سے کنٹرولر لگی ہوئی ناب کو گھماتا چلا گیا اور بم اڑتا ہوا سڑک پار کر کے خاکی رنگ کی عمارت کے صحن کے اوپر پہنچ گیا۔البرٹ نے کنٹرولر کے ذریعے ا کسی ہیلی کاپٹر کی طرح خاکی رنگ کی عمارت کے صحن میں اتار دیا ا اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا اور پھر وہ اٹھ کر تیز سے کھڑکی کی طرف لپکا۔وہ اس بم سے نکلنے والی گونج کا رد عمل دیکھ چاہتا تھا۔مگر یہ دیکھ کر اس نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی ک سڑک پر موجود کوئی بھی شخص اس گونج کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا تمام ٹریفک حسب معمول چل رہی تھی۔البرٹ واپس مڑا اور اس نے وہ آلہ جیب سے نکالا جس کے ذریعے وہ ممبرز کو چیک کرتا تھا اور اس کے ذریعے اس نے راشیل کو چیک کیا۔مگر دوسرے لمحے وہ حیرت سے اچھل پڑا۔

صفدر کے پہنچتے ہی عمران اپنے کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے راشیل کو اٹھوا کر صفدر کی کار میں ہسپتال سے باہر نکل آیا۔

"اسے دانش منزل لے جانا ہے"...... صفدر نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بھائی۔یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔اسے رانا ہاؤس میں لے چلو۔اگر دانش منزل میں لے گیا تو وہ نقاب پوش خواہ مخواہ شور مچاتا پھرے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔بے ہوش راشیل کو انہوں نے پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا تھا۔

"یہ چکر آخر کیا ہے"...... صفدر نے کار چلاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تو کوئی گھن چکر ہی معلوم ہوتا ہے۔فلیٹ سوپر فیاض کا تھا اسے کمبختوں نے اڑا دیا۔رانا تہور علی صندوقی سے بڑی منتیں کر کے

رانا ہاؤس ادھار پر لیا وہ بھی گیا۔اب سوپر فیاض علیحدہ ڈنڈا لئے میرے پیچھے ہے اور رانا تہور علی کے تیور تو بس دیکھنے ہی والے ہوں گے"...... عمران نے زبان چلاتے ہوئے کہا۔

"اور اب میرے خیال میں زیرو ہاؤس کا نمبر آئے گا"...... صفدر نے کہا۔

"تمہیں ایک بات بتاؤں۔کسی کو بتاؤ گے تو نہیں"...... اچانک عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"قسم لے لیں عمران صاحب"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نکالو"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا نکالوں"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ قسم جو مجھے دے رہے ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔میرا مطلب تھا کہ میں قسم کھانے کو تیار ہوں"...... صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔اب مہنگائی کے اس دور میں یہی ایک چیز کھانے رہ گئی ہے جو آسانی سے دستیاب ہو سکتی ہے"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ۔آپ کوئی خاص بات بتا رہے تھے"...... صفدر نے اسے موضوع پر لاتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔میں بتا رہا تھا کہ زیرو ہاؤس ہر معاملے میں زیرو۔وہاں جو چیز بھی پہنچ جائے وہ زیرو ہو جاتی ہے"...... عمران نے جواب

"میں سمجھا نہیں"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے بھئی تم علامہ الدہر کے شاگرد بن جاؤ۔تب تمہیں سمجھ آئے گی۔اصل مسئلہ تو زیرو ہے۔چاہے بلیک زیرو ہو یا وائٹ زیرو۔یا زیرو ہاؤس۔بس وہاں پہنچتے ہی سب کچھ غائب ہو جاتا ہے۔صرف زیرو باقی رہ جاتا ہے"...... عمران نے زیرو کی گردان کرتے ہوئے کہا۔اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ پوچھتا۔کار زیرو ہاؤس کے سامنے پہنچ گئی۔صفدر نے کار پھاٹک کے سامنے روک دی اور عمران کار سے نیچے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔پھاٹک پر ایک بڑا سا تالا لٹک رہا تھا۔عمران نے تالے کو مٹھی میں پکڑ کر نجانے اس کی کون سی جگہ دبائی کہ وہ کھٹک سے خود بخود کھل گیا اور عمران نے پھاٹک کو دھکیل کر کھول دیا۔

صفدر کار اندر لیتا چلا گیا۔عمران نے پھاٹک بند کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پھاٹک کے دائیں طرف جالیوں کے اندر چھپا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا اور پھر مسکراتا ہوا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔جہاں صفدر کار روک چکا تھا۔

"اسے اٹھا کر لے آؤ"...... عمران نے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔

صفدر نے پچھلی سیٹ کے پائیدان میں بے ہوش پڑے ہوئے راشیل کو کھینچا اور اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا اور پھر وہ عمران کے پیچھے چلتا ہوا مختلف کمروں سے گزر کر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔

"اسے یہاں بیڈ پر لٹا دو"..... عمران نے کہا اور صفدر نے راشیل کو بیڈ پر پٹخ دیا۔ عمران نے بیڈ کے نیچے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا تو بیڈ کے ایک کنارے سے لوہے کی سلاخیں جو کمان کی طرح مڑی ہوئی تھیں تیزی سے نکل کر دوسرے کنارے میں غائب ہو گئیں۔ اب راشیل اس بیڈ پر لوہے کی مضبوط سلاخوں کے درمیان بندھ گیا۔ یہ سلاخیں اس کے جسم کے بالکل ساتھ ساتھ تھیں۔ اور اس طرح جب تک یہ سلاخیں غائب نہ ہو جاتیں۔ راشیل کے لئے آسانی سے حرکت کرنا بھی ممکن نہ رہا تھا۔

"اب میرا خیال ہے اسے ہوش میں لایا جائے"..... عمران نے کہا اور پھر وہ کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھا۔

ابھی اس نے پہلا قدم ہی اٹھایا تھا کہ کمرے میں ہلکی سی گونج پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین خود بخود روشن ہو گئی۔ عمران تیزی سے مڑا اور جیسے ہی اس کی نظریں سکرین پر پڑیں وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ سکرین پر ایک لحیم شحیم عورت عقبی پھاٹک پر چڑھ کر کوٹھی کے اندر کودتی ہوئی نظر آئی۔

"یہ کون ہے"..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ بھی میرے خیر خواہوں میں شامل ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ عورت پھاٹک سے اتر کر تیزی سے عمارت کی عقبی سمت بڑھتی چلی آ رہی تھی اور پھر وہ عقبی برآمدے میں پہنچ گئی۔

"کیا خیال ہے۔ اسے ٹریپ کیا جائے"..... صفدر نے پوچھا۔

"ارے۔ ارے۔ صفدر۔ توبہ۔ توبہ۔ عورت کو ٹریپ کرو گے۔ بھئی مجھے تو شرم آتی ہے۔ کہیں ڈیڈی کو پتہ چل گیا تو"..... مگر صفدر اس کی بات سنے بغیر تیزی سے باہر نکل گیا۔

عمران کی نظریں بدستور سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اس عورت کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ مادام برتھا ہے اور پھر جیسے ہی مادام برتھا نے برآمدے میں داخل ہو کر دروازہ کھولا۔ صفدر نے جو پہلے ہی وہاں پہنچ چکا تھا۔ مادام کے سینے پر ریوالور کی نال رکھ دی۔ عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیونکہ وہ مادام برتھا کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ وہ آسانی سے مار کھانے والوں میں سے نہیں اور پھر وہی ہوا۔ مادام برتھا کی ایک ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور صفدر کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔

اور پھر عمران نے مادام کا ہاتھ جیب میں رینگتے دیکھا اور وہ بے تحاشہ دروازے کی طرف دوڑا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب مادام زہریلی سوئی کا وار صفدر پر کرے گی اور اگر صفدر ذرا سا بھی سست رہا تو اس کی موت یقینی ہے۔ دو تین کمروں سے نکل کر جب وہ اس کمرے کے دروازے پر پہنچا جس کے باہر برآمدے میں صفدر اور مادام برتھا کے درمیان دھینگا مشتی ہو رہی تھی۔

جب عمران پہنچا تو اسی لمحے صفدر نے مادام کے دونوں ہاتھ پکڑ کر پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماری اور مادام کے حلق سے بھیانک

چیخ نکلی۔ اس کی ناک سے خون فوارے کی طرح نکلنے لگا اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گرتی چلی گئی۔

"خوب۔ اب عورتوں سے دھینگا مشتی شروع کر دی"...... عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"یہ عورت ہے۔ خدا کی پناہ۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ بھاری بھرکم ہونے کے باوجود اس قدر پھرتیلی بھی ہو سکتی ہے"۔ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ مادام برتھا ہے۔ ایکریمیا کے دارالحکومت ناراک کے ایک نائٹ کلب کی مالکہ اور پورے ناراک کے غنڈے اس کے نام سے کانپتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سچ ہیں وہ غنڈے۔ اگر مجھے ایک لمحہ کی بھی دیر ہو جاتی تو زہریلی سوئی میرے جسم میں ترازو ہو چکی تھی"...... صفدر نے آگے بڑھ کر دیوار کے قریب پڑی ہوئی زہریلی سوئیوں والی ڈبیا اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ اس کا مخصوص ہتھیار ہے۔ اسے اٹھا کر کمرے میں لے آؤ"۔ عمران نے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

جب وہ واپس اس کمرے میں پہنچا جہاں راشیل موجود تھا تو صفدر بھی بے ہوش مادام برتھا کو اٹھائے وہاں پہنچ گیا اور اسے راشیل جیسے ایک اور بیڈ پر لٹا دیا۔

عمران نے اس بیڈ کا بٹن دبایا اور مادام برتھا کا جسم بھی سلاخوں میں بندھتا چلا گیا۔

"ویسے آپ کا یہ سسٹم بڑا آٹو میٹک ہے"...... صفدر نے دیوار پر موجود سکرین کی طرف دیکھا مگر اب وہاں خالی دیوار تھی۔

"ہاں۔ اسی لئے تو یہاں پہنچ کر سب زیرو ہو جاتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر آپ کی عدم موجودگی میں بھی یہ سسٹم کام کرتا رہتا ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"ارے نہیں۔ اس کا کنٹرول سسٹم پھاٹک میں نصب ہے۔ میں نے پھاٹک بند کرتے وقت اسے آن کر دیا تھا۔ جاتے وقت اسے آف کر دیتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ دوبارہ اس الماری کی طرف بڑھنے لگا۔ جس کی طرف وہ مادام برتھا کے آنے سے پہلے جا رہا تھا۔

اس نے الماری کھولی اور پھر اس کے اندر سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال لیا۔ جس کے دونوں اطراف سے دو تاریں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ تاروں کے سروں پر ہیڈ فون جیسے رسیور بنے ہوئے تھے۔

عمران وہ آلہ اٹھا کر واپس راشیل کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ راشیل کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی۔ ان دونوں نے چونک کر سکرین کی طرف دیکھا اور پھر دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

انہیں زیرو ہاؤس کے کشادہ صحن کی فضا میں ایک چھوٹی سی ڈبیا

کسی ہیلی کاپٹر کی طرح اڑتی ہوئی نظر آئی۔ اور پھر وہ صحن کے ایک کونے میں بڑے آرام سے اتر گئی۔ اس ڈبیا کے اترنے سے پیدا ہونے والی گونج بھی کمرے میں سنائی دے رہی تھی۔

"کوبرا بم"...... عمران کے منہ سے سرسراہٹ سی نکلی اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا آلہ راشیل کے جسم پر رکھ دیا۔

اسی لمحے انہیں سکرین میں نظر آنے والے منظر میں سامنے والے ہوٹل کی آٹھویں منزل کی کھڑکی سے ایک چہرہ جھانکتا نظر آیا۔ اس کی نظریں بڑی تیزی سے زیرو ہاؤس اور سڑک کا جائزہ لے رہی تھیں۔

عمران نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے جسے جوزف چھت سے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا لایا تھا اور جس کے پاس بم کنٹرولنگ مشین تھی اور جس کے آن ہوتے ہی رانا ہاؤس تباہ ہو گیا تھا۔

عمران ساری صورت حال ایک لمحے میں سمجھ گیا۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا جبکہ صفدر ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے ابھی تک کمرے میں کھڑا تھا۔

چند لمحوں بعد عمران واپس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے ہاتھ میں وہ ڈبیا پکڑی ہوئی تھی۔

"یہ کوبرا بم کیا ہوتا ہے"...... صفدر نے ڈبیا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ انتہائی ہولناک بم ہے اور لہروں کے ذریعے اسے کسی خلائی

جہاز کی طرح اڑایا اور اتارا جا سکتا ہے۔ تم اسے پکڑو۔ میں ذرا اس کے ڈرائیور کو پکڑ لاؤں"...... عمران نے ڈبیا صفدر کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"م۔ مگر"...... صفدر بم کو ہاتھ میں پکڑتے ہوئے جھجکا۔

"گھبراؤ نہیں۔ یہ زیرو ہاؤس ہے۔ یہاں ہر قسم کی چیز زیرو ہو جاتی ہے۔ یہ بم اس عمارت میں داخل ہو جانے کے بعد ناکارہ ہو چکا ہے"...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا جبکہ صفدر راشیل اور مادام برتھا کے درمیان کھڑا عجیب نظروں سے اس خوفناک بم کو دیکھتا رہا۔

چند لمحوں تک اسے بغور دیکھنے کے بعد اس نے بم کو مادام برتھا کے موٹے پیٹ پر رکھا اور خود راشیل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوچا کہ عمران کے آنے سے پہلے ہی وہ راشیل سے کچھ پوچھ گچھ کر لے کہ آخر یہ سب کیا چکر ہے۔ تاکہ اپنے طور پر ایکسٹو کو رپورٹ دے سکے۔

ٹمپل روڈ پر پہنچتے ہی ڈرائیور نے پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب ٹمپل روڈ آگیا ہے۔ آپ نے کہاں اترنا ہے"...... ڈرائیور کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔ شاید وہ جوانا کے جسم اور قدوقامت سے بری طرح خائف ہو چکا تھا۔

"سامنے چوک پر اتار دو"...... جوانا نے گہری نظروں سے اردگرد کی عمارتوں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈرائیور نے چوک کی ایک سائیڈ پر ٹیکسی روک دی اور جوانا نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک بڑا سا نوٹ جیب سے نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینکا اور بے نیازی سے چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بلند آواز میں اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر تیزی سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

جوانا سڑک پر چلتا ہوا سڑک کی دونوں طرف کی عمارتوں کا جائزہ لینے لگا اور پھر کافی دور اسے ایک خاکی رنگ کی بڑی سی عمارت نظر آگئی اور جوانا کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ اب تک وہ ٹائیگر کی طرف سے مشکوک تھا کہ شاید اس نے دھوکہ نہ دیا ہو مگر خاکی رنگ کی عمارت دیکھنے کے بعد اسے اطمینان ہو گیا کہ ریسٹ روم میں آنے والے نے صحیح معلومات فراہم کی ہیں۔ خاکی رنگ کی عمارت جو زیرو ہاؤس تھی کو دیکھتے ہی جوانا کے قدم تیز ہو گئے۔ مگر ابھی وہ زیرو ہاؤس سے کچھ دور ہی تھا کہ اس نے عمارت کا پھاٹک کھلتے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ عمارت سے ایک نوجوان انتہائی تیز رفتاری سے باہر نکلا اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا سڑک کراس کر کے عمارت کے سامنے والے دس منزلہ ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جوانا نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ زیرو ہاؤس سے نکلنے والا عمران ہے۔ پھر جب تک وہ سڑک کراس کرتا عمران ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو چکا تھا۔ جوانا کو یہ دیکھ کر اور بھی اطمینان ہو گیا کہ اب اسے اپنے شکار سے نمٹنے کے لئے عمارت کے اندر نہ داخل ہونا پڑے گا۔

چنانچہ اس نے سڑک کراس کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر وہ سیدھا مین گیٹ کی طرف بڑھا اور جب وہ مین گیٹ میں داخل ہوا تو اس کی تیز نظریں ہال کا جائزہ لینے لگیں مگر عمران ہال میں کہیں بھی نظر نہ آرہا تھا۔ پھر اس کی نظریں لفٹ پر پڑیں۔ وہاں دو لفٹیں تھیں جو مسلسل

معروف کار تھیں اور لوگ اس کے ذریعے اوپر کمروں سے آ اور جا رہے تھے جوانا سوچ رہا تھا کہ اب اتنے بڑے ہوٹل میں عمران کو کہاں سے ڈھونڈے چند لمحے وہ دروازے کے سامنے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے عمران کی واپسی کا انتظار کرنا چاہئے وہ کسی نہ کسی وقت واپس آئے گا ہی اور جب واپس آئے گا تو وہ اسے ہوٹل سے باہر ہی دبوچ لے گا۔ اس بار وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ عمران کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ اس پر ٹوٹ پڑے گا اور چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے وہ اس کی گردن توڑ کر نہ صرف بقیہ بیس لاکھ ڈالر کا حقدار بن جائے گا بلکہ اس سے اپنی پچھلی شکست کا بدلہ بھی لے لے گا۔

چنانچہ یہ فیصلہ کر کے وہ گیٹ کے قریب ایک بڑے ستون کی آڑ میں خالی میز پر بیٹھ گیا۔ اس میز پر بیٹھ کر وہ دونوں لفٹوں کے ساتھ ساتھ بیرونی دروازے کو بھی چیک کر سکتا تھا اور عمران کی نظروں سے بھی بچ سکتا تھا۔

میز پر بیٹھتے ہی اس نے ویٹر کو وہسکی کی بوتل لانے کا آرڈر دیا اور چند لمحوں بعد ویٹر نے وہسکی کی بوتل، جام اور سائفن سمیت اس کے سامنے رکھ دی۔

مگر جوانا تو خالص وہسکی پینے کا عادی تھا۔ اس لئے اس نے ٹھنڈی بوتل کا ڈھکن کھولا اور پھر اسے یوں منہ سے لگا کر پینے لگا جیسے وہ خالص وہسکی کی بجائے کوکا کولا کی بوتل پی رہا ہو۔ ہال میں بیٹھے ہوئے دوسرے افراد اسے حیرت اور تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ مگر جوانا کو کس

ل پرواہ تھی۔ اس نے بوتل اس وقت میز پر واپس رکھی جب اس میں وجود آخری قطرہ تک اس کے حلق میں نہ اتر گیا۔

" دوسری بوتل لاؤ۔ اور سنو۔ جب تک میں نہ روکوں اسی طرح تلیں لاتے چلے جاؤ"...... جوانا نے ویٹر سے تحکمانہ لہجے میں کہا جو یب ہی کھڑا ہوا تھا اور ویٹر تیزی سے سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

جوانا کی تیز نظریں سارے ہال کا جائزہ لے رہی تھیں اور وہ ذہنی لور پر اپنے آپ کو اس بات پر تیار کر رہا تھا کہ اس بار جیسے ہی عمران سے نظر آئے وہ ایک ہی وار میں اس کی گردن توڑ دے۔ جیسے جیسے وہ مران کے متعلق سوچتا جا رہا تھا ویسے ویسے اس کے دماغ میں غصے اور نتقام کی لہریں تیز ہوتی جا رہی تھیں پھر جیسے ہی ویٹر نے دوسری بوتل کر رکھی۔ جوانا نے یوں بوتل کو پکڑا جیسے وہ مٹھی میں بھینچ کر اس کے ٹکڑے کر دے گا۔ مگر بوتل ابھی اس کے منہ تک نہ پہنچی تھی کہ چانک تمام ہال تاریک ہوتا چلا گیا۔ ہال کی بجلی چلی گئی تھی اور جوانا ونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بوتل چھوڑ کر وہ تیزی سے دروازے کی رف لپکا کیونکہ اسے فوری طور پر یہی خیال آیا تھا کہ کہیں عمران اس ندھیرے کا فائدہ اٹھا کر باہر نہ نکل جائے اور وہ ہوٹل میں بیٹھا اس کا نتظار کرتا رہ جائے۔ مگر ابھی وہ دروازے تک بمشکل پہنچا تھا کہ اس کے قدم لڑکھڑا گئے اور دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر واپس ہال میں پھینک دیا ہو۔

البرٹ نے باہر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد جب مشین آن کر کے راشیل کا جائزہ لینے کے لئے روشن ہوتی ہوئی سکرین کی طرف دیکھا تو وہ حیرت سے اچھل پڑا کیونکہ سکرین میں نظر آنے والے کمرے میں راشیل۔ مادام بر تھا اور عمران کا ساتھی موجود تھے جبکہ عمران خود غائب تھا۔

"اتنی دیر میں عمران کہاں چلا گیا"...... البرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر چند ہی لمحوں بعد اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے کیونکہ اس نے عمران کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ مگر ایک بار پھر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار چھاتے چلے گئے۔ کیونکہ اس نے زیرو ہاؤس میں اتارے ہوئے کوبرا بم کو عمران کے ہاتھ میں موجود پایا۔

"اوہ۔ کہیں یہ اس بم کو ناکارہ نہ کر دے"...... البرٹ نے سوچا

اور پھر اس نے جھپٹ کر کوبرا بم کو کنٹرول اور برسٹ کرنے والی مشین اپنی طرف کھسکا لی۔ اس نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبائے اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کے درمیان میں موجود سرخ رنگ کا بڑا سا بٹن دبا دیا۔ یہ بٹن کوبرا بم کو برسٹ کرنے کا تھا اور البرٹ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اس بٹن کے دبتے ہی کوبرا بم پھٹ جائے گا اور عمران سمیت پوری بلڈنگ فضا میں ذروں کی صورت میں بکھر جائے گی۔

مگر جب بٹن دب جانے کے باوجود اسے سکرین پر وہ کمرہ نظر آتا رہا۔ جس میں وہ بم موجود تھا تو وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کنٹرول مشین کو دیکھنے لگا مگر مشین بالکل ٹھیک کام کر رہی تھی۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ کہیں بم میں کوئی نقص نہ رہ گیا ہو مگر مشین پر موجود ڈائل کی سوئی بتا رہی تھی کہ بم کی ساخت بالکل ٹھیک ہے مگر اس کی اندر کی مشین جام ہو چکی ہے۔

اس کا دماغ ایک لمحے کے لئے چکرا گیا۔ صورت حال اس کی سمجھ سے باہر تھی۔ بم بھی ٹھیک ہے۔ کنٹرولنگ مشین بھی ٹھیک کام کر رہی ہے۔ مگر بم پھٹا نہیں۔

اسی لمحے اس نے عمران کو بم اپنے ساتھی کے ہاتھ میں پکڑا کر تیزی سے دروازے سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس نے ایک بار پھر مشین کو چیک کیا۔ بم کو برسٹ کرنے والا بٹن ابھی تک آن تھا مگر بم صحیح سالم موجود تھا۔ البرٹ کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ اس کا یہ سب سے خطرناک حربہ

بھی ناکام ہوتا نظر آرہا تھا۔

اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر تیزی سے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ٹیسٹر نکالا اور کنٹرولنگ مشین کو پشت کی طرف سے چیک کرنے لگا۔ اسے خیال آیا تھا کہ شاید مشین کے اندر کو پرزہ ڈھیلا نہ پڑ گیا ہو مگر ایک ایک پرزے کو چیک کرنے کے باوجود کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی مشین بالکل ٹھیک تھی اور مسلسل کام کر رہی تھی۔

ابھی وہ مشین چیک کر کے سیدھا ہی ہوا تھا کہ اس کے کمرے زور سے دستک ہوئی اور وہ چونک پڑا۔

"کون ہے"..... اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر سخت لہجے میں پوچھا۔

"ویٹر سر"..... دروازے کے دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے"..... البرٹ نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک صاحب جوانا آپ سے ملنے آئے ہیں"..... اور دوسرے جوانا کی بھاری آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھولو"..... ایمرجنسی۔ اور البرٹ نے تیزی سے چٹخنی گرا دی۔ جوانا کا یہاں پہنچ جانا بھی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ مگر ظاہر ہے جوانا اپنا آدمی تھا۔ اس لئے اس نے دروازہ کھول دیا۔ مگر دوسرے لمحے اسے ایک زوردار دھکا لگا اور وہ پشت کے بل اچھل کر زمین پر آ گرا

اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ کیونکہ دروازے سے داخل ہونے والا عمران تھا۔ وہی عمران جسے قتل کرنے کے لئے اس نے کوبرا بم عمارت میں پہنچایا تھا۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی اطمینان سے دروازہ بند کیا۔ البرٹ بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے مارنے کے لئے اتنی دردسری کی کیا ضرورت تھی۔ خواہ مخواہ کوبرا بم اڑاتے پھر رہے ہو"..... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

البرٹ چند لمحے زہریلی نظروں سے عمران کو دیکھتا رہا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب میں رینگا۔ وہ شاید ریوالور نکالنا چاہتا تھا۔

مگر عمران بھلا اسے اتنا موقع کہاں دیتا تھا۔ اس نے پلک جھپکنے میں چھلانگ لگائی اور البرٹ کو رگیدتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

البرٹ نے تیزی سے گھٹنے موڑے اور پوری قوت سے عمران کو پیچھے دھکیل دیا۔ مگر چونکہ وہ لڑائی بھڑائی کے میدان کا آدمی نہیں تھا۔ اس لئے وہ عمران جیسے آدمی کو کور نہ کر سکا اور عمران نے پوری قوت سے اچھل کر اس کے سینے پر ٹکر ماری اور البرٹ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ مچھلی کی طرح فرش پر ہی تڑپنے لگا۔ عمران اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس کی تیز نظریں البرٹ پر جمی ہوئی تھیں۔

البرٹ نے چند ہی لمحوں میں اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر اس کی ٹانگ حرکت میں آئی اور اس نے اپنی طرف سے عمران کی دونوں ٹانگوں کے درمیان لات مارنے کی کوشش کی۔ مگر عمران تیزی سے

اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اور پھر اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے البرٹ کے جسم کو پکڑا اور مچھلی کی طرح تڑپتا ہوا البرٹ اس کے ہاتھوں میں جکڑا فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

عین اسی لمحے کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ ہوٹل کی بجلی چلی گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکا ہوا اور عمران ایک زور دار جھٹکے سے لڑکھڑا گیا اسے یوں محسوس ہوا جیسے خوفناک زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔ زور دار جھٹکا لگنے سے البرٹ اس کے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا۔ چونکہ وہ کھڑکی کے قریب موجود تھا۔ اس لئے جھٹکا لگنے سے البرٹ سیدھا اس کھڑکی میں جا گرا اور پلک جھپکنے میں نظروں سے غائب ہو گیا اور اس کی تیز اور بھیانک چیخ اندھیرے میں ڈوبتی چلی گئی۔ البرٹ کھڑکی سے باہر جا گرا تھا اور ظاہر ہے۔ آٹھویں منزل سے گرنے کے بعد کسی کے بچنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

مگر عمران حیرت سے بت بنا کھڑکی سے باہر زیرو ہاؤس کو دیکھ رہا تھا۔ جس کے پرزے فضا میں اڑ رہے تھے اور دھوئیں اور گرد کے بادلوں کے درمیان خوفناک آگ کے شعلے جہنم کی آگ کی طرف لپکتے صاف نظر آرہے تھے۔ عمران کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کوبرا بم پھٹ گیا ہے اور اس کی وجہ بھی اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ اچانک بجلی فیل ہو جانے کی وجہ سے زیرو ہاؤس کا الیکٹرانک نظام معطل ہو گیا تھا اور بم جو اس خودکار نظام کی وجہ سے ناکارہ ہو چکا تھا۔ نظام کے معطل ہوتے ہی پھٹ پڑا۔

اور پھر اس کے ذہن میں صفدر کی تصویر ابھر آئی۔ جس کے ہاتھ میں وہ کوبرا بم پکڑا آیا تھا۔ ظاہر ہے جب پوری بلڈنگ کے پرخچے اڑ گئے تھے تو صفدر..... اور پھر عمران تیزی سے مڑا اور آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اسی لمحے بجلی دوبارہ آگئی مگر عمران جانتا تھا کہ صفدر دوبارہ واپس نہیں آسکتا۔

جوانا کے کمرے سے باہر نکلتے ہی اس گونگے اور بہرے ویٹر نے وہ بڑا سا نوٹ جو اس کو جاتے وقت جوانا دے گیا تھا۔ جیب میں ڈالا اور پھر معنی خیز نظروں سے ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔ ٹائیگر نے آنکھوں کے مخصوص اشارے سے اسے کہا کہ وہ اس کی گردن پر ہاتھ رکھے تاکہ وہ اس سے بات کر سکے ٹائیگر کو گونگوں سے بات کرنے کے طریقے کا علم تھا کہ اگر گونگا مقابل کی گردن پر ہاتھ رکھ دے اور مقابل بات کرے تو گردن اور ہونٹوں کی حرکت سے گونگا اور بہرہ آدمی پوری بات آسانی سے سمجھ جاتا ہے۔ گونگا ویٹر ٹائیگر کے اس اشارے کو سمجھ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنی انگلی ٹائیگر کی گردن پر رکھ دی۔

"سنو ویٹر۔ تم غریب اور غیر جانبدار آدمی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم مفت میں مارے جاؤ۔ تمہیں اس حبشی نے سو روپے انعام دیا ہے۔ میں تمہیں پانچ سو روپے دوں گا۔ تم مجھے آزاد کر دو"...... ٹائیگر نے

ہونٹوں کو مخصوص انداز میں حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"مگر میں خود تمہاری جیب سے تمام رقم نکال سکتا ہوں"۔ گونگے نے اشاروں سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ میں کسی نہ کسی طرح آزاد ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میرا وہ ساتھی جو باہر موجود ہے کچھ دیر بعد مجھے تلاش کرتا ہوا یہاں آجائے گا اور پھر ظاہر ہے نہ صرف تم رقم سے ہاتھ دھو بیٹھو گے بلکہ اپنی جان بھی گنوا دو گے۔ اس لئے میری بات مان جاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

اور شاید بات ویٹر کی سمجھ میں آگئی۔ اس نے قریب پڑی ہوئی پھل کاٹنے والی چھری اٹھائی اور چند ہی لمحوں میں ٹائیگر کی رسیاں کاٹ ڈالیں۔

ٹائیگر آزاد ہوتے ہی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اشاروں سے ویٹر کا شکریہ ادا کیا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے سو سو کے پانچ نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں دے دیئے۔ ویٹر نے مسرت بھرے انداز میں سر جھکا کر شکریہ ادا کیا۔ مگر ٹائیگر اس کا شکریہ وصول کرنے سے پیشتر ہی دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کا رخ اپنے موٹر سائیکل کی طرف تھا۔ وہ گھوم کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف جانا چاہتا تھا۔ تاکہ اگر جوانا ٹیکسی کے ذریعے زیرو ہاؤس جائے تو وہ نہ صرف اس کا تعاقب کر سکے بلکہ اگر ہو سکے تو اس سے پہلے پہنچ کر عمران کو اس کے آنے کی اطلاع کر سکے۔

وہ ریسٹ روم سے نکل کر دوڑتا ہوا موٹر سائیکل تک پہنچا اور پھر

موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے ہوٹل کی پشت سے ہوتا ہوا وہ ہوٹل کے مین کمپاؤنڈ کے سامنے آگیا۔اسے وہاں کوئی ٹیکسی نظر نہ آئی تو اس نے موٹر سائیکل ایک طرف روکی اور پیدل چلتا ہوا دوبارہ پارکنگ شیڈ کے اس بوڑھے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔اس نے پچاس روپے کا نوٹ نکالا اور جاتے ہی بوڑھے کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

"بابا۔اس دیو نما حبشی کو ہوٹل سے جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا"۔ ٹائیگر نے سرگوشیانہ انداز میں پوچھا۔

"وہ ابھی چند لمحے ہوئے ٹیکسی میں بیٹھ کر گیا ہے۔ایک مسافر کو ٹیکسی ڈراپ کرنے آئی تھی۔وہ اس میں بیٹھ کر گیا ہے"...... بوڑھے نے جواب دیا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا واپس اپنے موٹر سائیکل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ جوانا سیدھا زیرو ہاؤس کی تلاش میں گیا ہوگا۔اس نے سوچا کہ اب ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ وہ جوانا سے پہلے زیرو ہاؤس پہنچ جائے اور عمران کو اس کے آنے کی اطلاع کر دے تاکہ زیرو ہاؤس میں جوانا کا استقبال ٹھیک طریقے سے ہو سکے اور عمران لاعلمی میں مار نہ کھا جائے۔اگر عمران زیرو ہاؤس میں نہ ہوا تو پھر جوانا کا تعاقب کر کے اس کا دوسرا ٹھکانہ معلوم کر سکے۔چنانچہ اس نے جوانا سے پہلے پہنچنے کے لئے ایک شارٹ کٹ راستہ استعمال کیا اور تیزی سے موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ٹمپل روڈ پر پہنچ

گیا۔مگر ابھی وہ زیرو ہاؤس سے تھوڑی ہی دور تھا کہ اس کی نظریں جوانا پر پڑ گئیں۔جو زیرو ہاؤس کے سامنے واقع دس منزلہ ہوٹل کی طرف تیزی سے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ جوانا نے زیرو ہاؤس کی نگرانی کے لئے اس ہوٹل میں ٹھہرنے کا پروگرام بنا لیا ہے۔چنانچہ جب جوانا ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہوا تو ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا ساتھ والی گلی سے گزر کر زیرو ہاؤس کی پشت پر پہنچ گیا۔اسے معلوم تھا کہ زیرو ہاؤس کی پشت پر بھی ایک پھاٹک موجود ہے۔وہ سامنے کے دروازے سے اس لئے اندر نہ جانا چاہتا تھا کہ جوانا اسے چیک نہ کر لے۔

پچھلے پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل روکی اور پھاٹک کے اوپر چڑھتا ہوا تیزی سے اندر کی طرف کود گیا۔زیرو ہاؤس میں وہ کئی بار آ چکا تھا اس لئے اسے یہاں کے تمام نظام کا علم تھا۔اسے معلوم تھا کہ اگر عمران بلڈنگ کے اندر ہوگا تو اسے سکرین پر ٹائیگر اندر آتا ہوا نظر آگیا ہوگا۔

پچھلے پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل روکی اور پھاٹک کے اوپر چڑھتا ہوا تیزی سے اندر کی طرف کود گیا۔زیرو ہاؤس میں وہ کئی بار آ چکا تھا اس لئے اسے یہاں کے تمام نظام کا علم تھا۔اسے معلوم تھا کہ اگر عمران بلڈنگ کے اندر ہوگا تو اسے سکرین پر ٹائیگر اندر آتا ہوا نظر آگیا ہوگا۔

پھاٹک سے اتر کر وہ دوڑتا ہوا برآمدے کے قریب پہنچا۔اچانک

دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک ریوالور کی نال ٹائیگر کے سینے پر جم گئی۔ ٹائیگر نے ایک لمحے میں پہچان لیا کہ وہ صفدر تھا۔

"صفدر صاحب۔ عمران صاحب اندر ہیں"...... ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں سوال کیا۔

"تم کون ہو"...... صفدر نے اپنا اور عمران کا نام سنتے ہی چونک کر پوچھا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے۔ میں عمران صاحب کا اسسٹنٹ ہوں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ سوری۔ میں تمہیں نام سے تو پہچانتا ہوں مگر شکل پہلی بار دیکھ رہا ہوں"...... صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

"عمران صاحب"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ ابھی چند لمحے پہلے سامنے والے ہوٹل کی طرف گئے ہیں۔ وہاں کسی مجرم کو پکڑنا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ غضب ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے جوانا خود ہوٹل میں نہیں گیا بلکہ عمران صاحب کے پیچھے گیا ہے"...... ٹائیگر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس برآمدے کی طرف مڑا اور باہر نکلتا چلا گیا۔

"سنو ٹائیگر۔ مجھے بتاؤ کیا بات ہے"...... صفدر نے اس کے چہرے پر انتہائی تشویش کے آثار دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عمران صاحب شدید خطرے میں ہیں۔ وہ دیو بے خبری میں انہیں دبوچ لے گا"...... ٹائیگر نے تیزی سے پچھلے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"دیو دبوچ لے گا۔ پوری بات بتاؤ"...... صفدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور بے اختیارانہ طور پر وہ بھی عمارت سے نکل کر ٹائیگر کے پیچھے چلتا ہوا پھاٹک کے قریب پہنچ گیا۔

"تفصیلات کا وقت نہیں ہے صفدر صاحب"...... ٹائیگر نے پھاٹک پر چڑھتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو۔ تم اس طرح نہیں جا سکتے۔ ہو سکتا ہے تم مجھے ڈاج کر رہے ہو"...... اچانک صفدر نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ اصلی ٹائیگر نہ ہو۔

مگر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا۔ اچانک ایک خوفناک اور لرزا دینے والا دھماکہ ہوا اور وہ دونوں پھاٹک سمیت اڑتے ہوئے باہر گلی میں جا گرے۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کسی دیو نے انہیں اٹھا کر دور پھینک دیا ہو۔ دھماکہ اتنا خوفناک تھا کہ چند لمحوں کے لئے تو ان کے حواس غائب ہو گئے۔

اور پھر جب ان کے ہوش ٹھکانے آئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ زیرو ہاؤس کے پرزے فضا میں اڑ رہے تھے اور ہر طرف دھواں اور گرد کے بادل چھا گئے تھے چونکہ وہ پھاٹک سمیت باہر گلی میں گرے تھے۔ اس لئے عمارت کے پتھروں کی بارش سے براہ راست تو بچ گئے مگر

اس کے باوجود باریک پتھر وغیرہ ان پر گرے ضرور مگر وہ بچ گئے تھے۔ اردگرد کی عمارتوں کو بھی شدید نقصان پہنچا تھا۔

صفدر اور ٹائیگر ہوش میں آتے ہی تیزی سے اٹھے۔ گرد کی وجہ سے وہ پہچان نہ رہے تھے۔

"تم تو میرے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہو ٹائیگر۔ اگر میں تمہارے پیچھے باہر نہ آتا تو میرے پرزے بھی فضا میں اڑ رہے ہوتے"...... صفدر نے زیرو ہاؤس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جہاں اب گرد اور دھوئیں کے بادلوں میں آگ کے خوفناک شعلے لپک رہے تھے۔

"یہ سب قدرت کے کھیل ہیں صفدر صاحب۔ بہرحال ہمیں عمران صاحب کا پتہ کرنا چاہئے"...... ٹائیگر نے کہا اور وہ تیزی سے سائیڈ والی گلی کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ صفدر نے بھی ظاہر ہے اب اس کی پیروی کرنی تھی۔

جوانا بجلی فیل ہوتے ہی دروازے کی طرف لپکا مگر دوسرے لمحے اچھل کر پشت کے بل واپس آ گرا۔ ایک خوفناک اور لرزا دینے والی دھماکے سے پیدا ہونے والی لہروں نے اسے اچھال دیا تھا۔ ہوٹل میں چیخ وپکار اور افراتفری مچ گئی۔ دھماکہ اتنا خوفناک تھا کہ جوانا کے ہوش بھی ایک لمحے کے لئے غائب ہو گئے۔

مگر پھر وہ اپنے آپ کو سنبھال کر اٹھا اور تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ ہال میں موجود دوسرے افراد بھی دروازے کی طرف لپکے تھے۔ مگر جوانا ان سب سے پہلے باہر نکلا تھا۔

اور اسی لمحے اسے فضا میں ہراتی ہوئی انسانی چیخ سنائی دی۔ چیخ اوپر سے نیچے آ رہی تھی پھر ایک ہلکا دھماکہ ہوا اور ایک انسانی جسم ہوٹل کے پتھریلے کمپاؤنڈ پر آ گرا اور اس کے جسم کے کچھ حصے اڑ کر ادھر ادھر بکھرتے چلے گئے۔

جوانا کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی اس طرف لپکے۔ اوپر سے گرنے والے کی کھوپڑی پاش پاش ہو چکی تھی اور شاید جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ مگر پشت کے بل گرنے کی وجہ سے اس کا چہرہ صحیح سلامت تھا۔

جوانا ایک نظر لاش کے چہرے پر ڈالتے ہی دم بخود ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ لاش اس کے ساتھی البرٹ کی تھی۔ پھر جوانا کی نظریں سامنے زیرو ہاؤس کی عمارت پر جم گئیں۔ جس کے پرزے فضا میں اڑ رہے تھے۔ دھوئیں اور گرد کے بادلوں میں آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔

جوانا سمجھ گیا کہ اس عمارت کی تباہی یقیناً البرٹ کے ہاتھوں ہوئی ہو گی۔ کیونکہ وہ البرٹ کے طریقہ کار سے واقف تھا۔ مگر البرٹ اس بار خود بھی نہ بچ سکا تھا۔ ساری صورت حال خود بخود اس پر آئینے کی طرح واضح ہوتی چلی گئی کہ البرٹ نے عمران کو مارنے کے لئے اس بلڈنگ میں بم پھینکا ہو گا مگر عمران نے شاید پہلے ہی اسے چیک کر لیا ہو گا۔ اس لئے عمران اندھا دھند دوڑتا ہوا عمارت سے نکل کر ہوٹل میں داخل ہوا تھا اور اب یہ معلوم نہ تھا کہ البرٹ کو اوپر سے عمران نے پھینکا تھا یا پھر عمارت کے دھماکے سے وہ خود ہی نیچے گرا تھا۔

اب ہر طرف چیخ و پکار تھی اور لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا۔ جوانا کی نظریں گیٹ پر پڑیں اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے عمران کو ہوٹل کے دروازے سے باہر نکلتے دیکھ لیا تھا۔ اب چونکہ بے پناہ ہجوم کی وجہ سے وہ عمران پر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔

عمران لوگوں کی بھیڑ کو چیرتا ہوا سڑک کی طرف بڑھا۔ اس کے انداز میں وحشت نمایاں تھی۔ مگر دوسرے لمحے اس نے عمران کو ٹھٹھکتے دیکھا اور پھر اس کی نظریں اس تباہ ہونے والی بلڈنگ کے قریب سے دوڑ کر ہوٹل کی طرف آتے ہوئے دو افراد پر پڑیں۔ وہ دونوں گرد میں اٹے ہوئے تھے۔ مگر جوانا نے قریب آنے پر ان میں سے ایک کو فوراً ہی پہچان لیا۔ وہ وہی آدمی تھا جسے وہ ہوٹل میں باندھ کر چھوڑ آیا تھا۔ عمران شاید ان دونوں کو دیکھ کر ہی ٹھٹکا تھا۔ اس نے عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیلتے صاف دیکھ لئے۔

جوانا نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر ہجوم کو چیرتا ہوا عمران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے دماغ میں البرٹ کی لاش گھوم رہی تھی۔ اب عمران سے نہ صرف اس نے اپنا ذاتی انتقام لینا تھا۔ بلکہ اب البرٹ کا انتقام بھی اسے ہی لینا تھا۔ اس کے موٹے دماغ میں ایک خیال آیا تھا اور چونکہ وہ براہ راست ایکشن کا قائل تھا۔ اس لئے مزید غور و فکر فضول سمجھتے ہوئے اس نے براہ راست اقدام کرنے کا ہی فیصلہ کر لیا۔

عمران اور اس کے دونوں ساتھی آپس میں باتیں کر رہے تھے اور پھر عمران کی نظریں تیزی سے ادھر ادھر دوڑنے لگیں۔ مگر جب عمران کی نظریں جوانا پر پڑیں تو جوانا ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ٹائیگر بھی اسے دیکھتے ہی چونکنا ہو گیا۔

"تم میرے شکار ہو عمران۔ اور میں نے اپنی عارضی شکست کے انتقام کے ساتھ ساتھ اب اپنے ساتھی کا انتقام بھی تم سے لینا ہے۔ جو اس طرف لاش کی صورت میں پڑا ہوا ہے"..... جوانا نے بڑے غصیلے لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔ وہ ان کے قریب پہنچ کر سینہ تان کر رک گیا تھا۔

"صرف ایک ساتھی کی بات کر رہے ہو۔ میرا خیال ہے تم اپنے دو اور ساتھیوں کو بھی انتقام میں شامل کر لو"..... عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جوانا کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہا۔

ادھر جوانا کو دیکھتے ہوئے ٹائیگر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالنا چاہا مگر عمران نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

"دو ساتھی"..... جوانا بری طرح چونکا۔

"ہاں۔ ایک کا نام تو میں جانتا ہوں۔ وہ مادام برتھا ہے اور دوسرا ایک خوبصورت نوجوان ہے"..... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تم راشیل کی بات کر رہے ہو"..... جوانا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں اب شعلے سے لپکنے لگے تھے۔

"راشیل ہی ہوگا۔ بہرحال وہ دونوں اس عمارت میں قید تھے جسے تمہارے ساتھی نے کوبرا بم سے تباہ کر دیا ہے اور ظاہر ہے عمارت کے ساتھ ان کے پرزے بھی فضا میں بکھر چکے ہوں گے"..... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اکیلا ہی تم سے اپنے سب ساتھیوں کی موت کا

انتقام لوں گا۔ اگر تم مرد ہو تو میرا چیلنج قبول کر لو۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لڑنے کا چیلنج کرتا ہوں"..... جوانا نے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہارا چیلنج قبول ہے"..... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر خالی ہاتھ لڑنا ہوگا۔ جگہ جہاں تم چاہو"۔ جوانا نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ یہ سب سے اچھا ہے۔ خواہ مخواہ کی بھاگ دوڑ سے آدمی بچ جاتا ہے۔ آؤ ہمارے ساتھ ابھی چلتے ہیں"..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب"..... صفدر نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم خاموش رہو صفدر۔ بڑے عرصے بعد ایک دلچسپ موقع ہاتھ آیا ہے میں اسے ہاتھ سے نہیں گنوانا چاہتا"..... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ جوانا اس کے پیچھے لپکا۔ ظاہر ہے ٹائیگر اور صفدر بھی ساتھ ہو لئے۔

ادھر پولیس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی تیزی سے زیرو ہاؤس کے گرد پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔ مگر عمران نے مڑ کر بھی زیرو ہاؤس کی طرف نہ دیکھا۔ تھوڑی دور جا کر انہیں ٹیکسی مل گئی اور پھر ڈرائیور کے ساتھ جوانا بیٹھ گیا۔ جبکہ عمران، صفدر اور ٹائیگر پچھلی نشستوں پر بیٹھ گئے اور عمران نے دانش منزل کا پتہ بتا دیا اور صفدر

کے چہرے پر اطمینان کی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اس حبشی کو ٹریپ کر کے دانش منزل لے جانا چاہتا ہے۔ تاکہ اسے وہاں آسانی سے قید کر سکے۔

"میرا خیال ہے کہ تم کوئی دھوکا نہیں کرو گے"..... جواتا نے ٹیکسی چلتے ہی پیچھے مڑ کر کہا۔

"نہیں بھئی دھوکا کیسا۔ تم جی بھر کر اپنے ارمان نکال لینا"۔ عمران نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا اور جواتا نے سر ہلا دیا۔

ٹیکسی تیزی سے دوڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

دانش منزل کے وسیع و عریض کمپاؤنڈ میں اس وقت عجیب سا منظر تھا۔ عمران کمپاؤنڈ کے درمیان میں ایک طرف بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا جبکہ اس سے چند قدم کے فاصلے پر جواتا سینہ تانے موجود تھا۔ ان دونوں سے پرے ہٹ کر ٹائیگر اور صفدر کھڑے عجیب سی نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے وہ سب ابھی ابھی دانش منزل پہنچے تھے۔ اور یہاں آتے ہی خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے تھے۔

"مجھے تمہاری موت پر افسوس ہو گا جواتا۔ تم واقعی دلیر اور نڈر آدمی ہو۔ اس لئے پشت سے وار کرنے کی بجائے تم نے مجھے چیلنج کیا ہے"۔ عمران نے جواتا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"موت کس کی آتی ہے۔ یہ ابھی معلوم ہو جائے گا۔ جواتا نے آج تک جتنے بھی شکار مارے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے ہی مارے ہیں"۔ جواتا نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

سنو جوانا۔ ابھی تھوڑی دیر بعد ہم دونوں کے درمیان کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔ مگر اس سے پہلے میں جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں ماسٹر کلر ہوں"...... جوانا نے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یہ بات ہے۔ تمہارا تعلق ماسٹر کلرز سے ہے۔ پیشہ ور قاتلوں کی بین الاقوامی تنظیم۔ مگر میرے خلاف تمہیں کس نے ہائر کیا تھا"۔ عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ یہ کام البرٹ کرتا تھا"...... جوانا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ۔ آؤ اب اپنی تمام حسرتیں نکال لو"...... عمران نے کہا اور پھر تن کر کھڑا ہو گیا۔

جوانا کا جسم بھی عمران کی بات سنتے ہی تن گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے سیدھے ہوئے اور آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی اور پھر وہ بڑے محتاط انداز میں قدم اٹھاتا عمران کی طرف بڑھا۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

مگر عمران یوں مطمئن انداز میں کھڑا تھا جیسے اس کے سامنے دیو قامت ماسٹر کلر جوانا نہیں بلکہ کوئی بچہ کھڑا ہو۔

جوانا ایک لمحے کے لئے عمران کے سامنے کھڑا اسے گہری نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر اچانک ایڑیوں کے بل تیزی سے گھوما اور اس کی

لات گھومتی ہوئی عمران کی پسلیوں کی طرف بڑھی۔

عمران شوتولو کے اس خوفناک داؤ کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے آپ کو اس داؤ سے بچانے کے لئے اوپر والے دھڑ کو تیزی سے پیچھے کیا اور پھر پلک جھپکتے میں اس کا جسم کمان کی صورت اختیار کرتا چلا گیا اور اسی لمحے عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ جوانا کا یہ خوفناک داؤ ناکام ہو گیا تھا اور وہ ایک بار پھر سیدھا کھڑا حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ یہ داؤ جاپانی مارشل آرٹ کی ایک قسم شوتولو کا مخصوص داؤ تھا اور اس سے کسی کا بچنا بظاہر ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ داؤ مارنے والا مقابل کو دائیں بائیں کسی طرف نہیں نکلنے دیتا۔ وہ اتنی تیزی سے وار کرتا ہے کہ اگر مقابل اس سے بچنے کے لئے دوسری طرف کو اچھلے تو وہی لات گھوم کر دوسری طرف وار کرتی ہے اور یہ داؤ اگر ٹھیک طرح لگ جائے تو ایڑی کی مدد سے مقابل کی پسلیاں اس کے جسم میں گھس جاتی ہیں اور نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ اس سے بچاؤ کا صرف ایک ہی طریقہ تھا اور وہی طریقہ عمران نے استعمال کیا تھا۔ مگر یہ طریقہ اپنانا اور اس پر فوری عمل کرنا اچھے اچھے لڑاکوں کے لئے ناممکن ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جوانا کی آنکھوں میں حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کھڑے کیوں ہو۔ کیا ایک ہی داؤ آتا ہے"...... عمران نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے جوانا ایک بار پھر تیزی سے حرکت میں آیا اور اس بار اس نے مارشل آرٹ کا سب سے خطرناک

داؤ آزمایا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پھیل کر آگے بڑھے تھے۔ مگر عمران کے قریب پہنچتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں کو پیچھے کی طرف کھینچ لیا اور ایک زوردار چیخ مار کر اس نے اپنا گھٹنا موڑ کر عمران کے پیٹ میں مارنا چاہا۔ اس داؤ میں لازماً مقابل فریب کھا جاتا تھا کیونکہ اس کی تمام تر توجہ ہاتھوں پر مرکوز رہتی تھی۔ مگر عمران یکدم فضا میں اچھلا اور اس طرح نہ صرف وہ گھٹنے کی ضرب سے بچ گیا بلکہ اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جوانا کے سینے پر پڑیں اور جوانا ایک چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔

"اٹھو۔ اٹھو۔ ابھی سے زمین سے چپکنے لگے ہو"...... عمران نے زمین پر پیر جماتے ہوئے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا اور جوانا اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس بار اٹھتے ہی وہ تیزی سے جھکا اس کے دونوں ہاتھ زمین سے ٹکے اور پھر وہ کسی گیند کی طرح سمٹ کر گولی کی طرح سامنے کھڑے عمران سے آ ٹکرایا۔

اور اس بار عمران اس کی زد سے نہ بچ سکا اور وہ پشت کے بل زمین پر جا گرا جوانا کا جسم اس کے اوپر تھا اور جوانا نے عمران کے زمین پر گرتے ہی پوری قوت سے اپنی دونوں کہنیاں عمران کی پسلیوں میں ماریں اور ساتھ ہی اس کا سر پوری قوت سے عمران کی ناک سے ٹکرایا۔ اسی لمحے عمران کا جسم بری طرح تڑپا اور اس کی دونوں ٹانگیں تیزی سے سمٹیں اور جوانا فضا میں اچھل کر دور جا گرا۔

عمران اچھل کر سیدھا ہوا۔ اس کی ناک سے خون رسنے لگا تھا جبکہ

جوانا کی کہنیوں نے اس کی پسلیوں کو بری طرح چٹخا دیا تھا۔ یہ عمران ہی تھا جو جوانا کے اس خوفناک داؤ کے باوجود اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے سر کو جھٹکا دے کر دماغ پر پھیلتے ہوئے اندھیروں کو دور کیا۔ البتہ اس کے سینے میں درد کی تیز لہریں دوڑنے لگی تھیں اور پھر اس کی آنکھوں میں وحشت کے آثار چھاتے چلے گئے۔

ادھر جوانا بھی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اس بار عمران نے اسے مزید کوئی داؤ استعمال کرنے کا کوئی موقع نہ دیا اور اس نے شوتولو کا وہی داؤ جوانا پر استعمال کیا جو جوانا نے پہلے کیا تھا۔ عمران لٹو کی طرح اپنی ایڑیوں پر گھوما اور پھر اس کی لات پوری قوت سے جوانا کے دائیں پہلو پر پڑی اور جوانا لڑکھڑا کر بائیں طرف جھکا ہی تھا کہ عمران کی لات پلک جھپکنے میں گھوم کر بائیں پہلو پر پڑی اور جوانا کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر گرتا چلا گیا۔

عمران کے بوٹ کی ایڑی پوری قوت سے جوانا کے دونوں پہلوؤں پر پڑی تھی اور جس جگہ اس کی ایڑیاں پڑی تھیں وہاں سے نہ صرف کھال پھٹ گئی بلکہ گوشت بھی پھٹتا چلا گیا تھا اور خون کے دھبے جوانا کی قمیض پر پھیلتے چلے گئے۔ جوانا نے نیچے گرتے ہی پلٹ کر اٹھنا چاہا مگر اب عمران پر جنون سوار ہو گیا تھا۔ وہ اچھل کر آگے بڑھا اور اس کی لات پوری قوت سے جوانا کے دائیں رخسار پر پڑی اور جوانا کا گال اس طرح پھٹتا چلا گیا جیسے کسی نے گرز مار دیا ہو۔ اس کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔

عمران نے دوسری لات چلائی مگر اس بار جوانا نے انتہائی پھرتی سے اس کی ٹانگ دونوں ہاتھوں میں پکڑ لی اور پھر ایک جھٹکا دے کر اسے پیچھے گرا دیا۔ عمران لڑکھڑا کر پشت کے بل زمین پر گرا ہی تھا کہ جوانا کسی وحشی سانڈ کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ دایاں گال پھٹ چکا تھا۔ مگر بے پناہ طاقت کے بل پر اب بھی وہ اپنے قدموں پر ہی کھڑا تھا اور پھر اس نے پوری قوت سے زمین پر پڑے ہوئے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے اس کے چھلانگ لگاتے ہی تیزی سے اپنے دونوں گھٹنے کھڑے کر لئے اور جوانا کا جسم اس کے گھٹنوں سے پوری قوت سے ٹکرا گیا اور جوانا کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ پلٹ کر زمین پر گرا۔ عمران کے دونوں گھٹنوں نے اس کے سینے کی پسلیاں توڑ ڈالی تھیں۔ جوانا زمین پر گرتے ہی بری طرح تڑپنے لگا۔ وہ ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی لات ایک بار پھر فضا میں بجلی کے کوندے کی طرح لپکی اور اس بار اس کے نشانے کی زد میں جوانا کا بایاں جبڑا آ گیا اور جوانا کے حلق سے بے اختیار ایک اور چیخ نکلی اور اس نے زمین پر بری طرح سر مارنا شروع کر دیا۔ اس کے بائیں جبڑے اور گال کا بھی وہی حشر ہوا تھا جو دائیں کا ہوا تھا۔ عمران نے اس ایک بار پھر لات اٹھائی مگر اسی لمحے جوانا نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال دیں اور عمران نے لات روک لی۔ یہ شکست تسلیم کرنے کا کاشن تھا اور جوانا اپنی شکست تسلیم کر چکا تھا۔

"اٹھو جوانا اور مردوں کی طرح لڑو۔ ابھی تمہارے جسم کی بہت سی ہڈیاں سلامت ہیں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں شکست تسلیم کر چکا ہوں ماسٹر۔ اب تم مجھے گولی مار دو"۔ جوانا نے بھنچے ہوئے لہجے میں اٹک اٹک کر کہا اور مقابل کو ماسٹر کہنا حتمی شکست کی واضح دلیل تھی۔ جوانا مردوں کی طرح لڑا تھا اور اس نے مردوں کی طرح ہی اپنی شکست تسلیم کی تھی۔ عمران نے دونوں ہاتھ اٹھا کر انہیں مٹھی کی طرح جوڑا۔ یہ اس بات کا کاشن تھا کہ اس نے لڑائی ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور پھر اس نے جھک کر جوانا کا ایک بازو پکڑا اور اسے کھینچ کر کھڑا کر دیا۔

"مجھے گولی مار دو ماسٹر۔ میں اب زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ زندگی میں پہلی بار میں نے شکست تسلیم کی ہے"...... جوانا کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں اور اس کے بگڑے ہوئے منہ سے الفاظ رک رک کر نکل رہے تھے۔

"میں تمہاری طرح ماسٹر کلر نہیں ہوں۔ میرا کام لوگوں کو مارنا نہیں بچانا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اسے سہارا دے کر عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران صاحب آپ نے کمال کر دیا۔ یہ تو انتہائی خوفناک لڑاکا ہے"...... صفدر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ہاں صفدر۔ مارشل آرٹ میں شاید ہی اس کا کوئی مقابل ہو۔ بہرحال اسے ڈریسنگ روم میں لے چلو۔ باقی باتیں وہیں ہوں

گی"...... عمران نے کہا اور صفدر اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر جوانا کو سنبھال لیا جو اب بری طرح لڑکھڑا رہا تھا اور عمران تیزی سے چلتا ہوا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر عمران نے ڈریسنگ روم میں نہ صرف اپنی چوٹوں کا علاج کیا بلکہ خود ہی جوانا کی پسلیاں اور اس کا چہرہ درست کر کے اور اس کے دونوں پہلوؤں میں موجود گھاؤ کا ماہر ڈاکٹر کی طرح علاج کر دیا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے جوانا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سامنے بیڈ پر پڑے پٹیوں میں لپٹے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ صفدر اور ٹائیگر بھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں تمہارا مجرم ہوں ماسٹر۔ تمہارا جو جی چاہے میرے ساتھ سلوک کرو۔ ویسے میں نے تمہارے جیسا دشمن آج تک نہیں دیکھا جو مقابل کو نہ صرف فوری موت سے بچائے بلکہ اس کا علاج بھی کرے۔ جوانا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو جوانا۔ مجھے تمہاری تنظیم کے متعلق علم ہے۔ تم چار ممبر ہو اور اب تمہارے علاوہ تین ختم ہو چکے ہیں۔ گو میں نے انہیں بھی نہیں مارا۔ البرٹ کے ہم نے ان کا خاتمہ کیا ہے اور البرٹ جھٹکا لگنے سے میرے ہاتھوں سے نکل کر کھڑکی میں اور وہاں سے نیچے سڑک پر آ گرا۔ بہرحال تمہاری تنظیم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم خوفناک پیشہ ور قاتل ہو۔ نجانے اب تک تمہارے ہاتھوں کتنے قتل ہو چکے ہوں گے۔ مگر چونکہ تم اس سے پہلے میرے ملک نہیں

آئے اس لئے یقیناً تم نے میرے ملک میں کوئی قتل نہیں کیا۔ باقی رہ گیا میرا مسئلہ۔ تو چونکہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے تم میرے ملک کے خلاف کسی جرم میں ملوث نہیں پائے گئے ہو۔ اس لئے میں اپنی جانب سے تمہیں معاف کرتا ہوں۔ تم اگر چاہو تو میرے ملک سے واپس جا سکتے ہو"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم گریٹ ہو ماسٹر۔ بہت گریٹ۔ میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں اور آج میں تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کسی کو معاوضہ لے کر قتل نہیں کروں گا۔ تم نے اپنی عظمت سے میری آنکھیں کھول دی ہیں"...... جوانا نے انتہائی مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم اپنا یہ عہد مردوں کی طرح نبھاؤ گے۔ بہرحال تم میری طرف سے آزاد ہو۔ جہاں جی چاہے جا سکتے ہو"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ تم مجھے اپنے قدموں میں جگہ دے دو میں اب کہیں نہیں جاؤں گا۔ میں زر خرید غلام کی طرح تمہاری خدمت کروں گا"...... جوانا نے تیزی سے بیڈ سے اتر کر عمران کے پیر پکڑتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ میرے پیر چھوڑ دو۔ میں پہلے ہی ایک حبشی کو بڑی مشکل سے پال رہا ہوں۔ کم بخت نے شراب پی پی کر میرا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ نہ بھئی نہ۔ میں بیک وقت دو کو نہیں پال سکتا"۔ عمران نے اپنا پیر چھڑاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر تمہاری مرضی۔ مگر میں تمہارے علاوہ ز
نہیں رہ سکتا۔ جوانا صرف اپنے ماسٹر کے پاس زندہ رہ سکتا ہے و
نہیں"...... جوانا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچانک
پوری قوت سے دوڑا اور اس نے پوری قوت سے اپنا سر سامنے وا
دیوار سے ٹکرا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور عمران کو یہی محسوس ہوا جیسے
جوانا کا سر ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ مگر جوانا آخر جوانا تھا۔ اس
خوفناک ٹکر کے باوجود اس کا سر نہ صرف سلامت تھا بلکہ وہ اپنے
قدموں پر بھی کھڑا تھا اور جوانا نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر پہلے سے
زیادہ قوت سے سر دیوار میں مارنا چاہا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا سر
دیوار سے ٹکراتا۔ عمران نے لپک کر اسے پیچھے کھینچ لیا۔

"اچھا بھئی اچھا۔ تمہیں بھی بھگتوں گا۔ اور کیا کروں"...... عمران
نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ ماسٹر۔ بہت بہت شکریہ۔ تمہیں جوانا سے کبھی کوئی
شکایت نہ ہو گی"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے
سامنے رکوع کے بل جھکتا چلا گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں فور سٹارز کے سلسلے کا ایک دلچسپ اور منفرد ناول

سفاک مجرم

مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے

سفاک مجرم
جو پاکیشیا سے معصوم بچوں کو اغوا کر کے غیر ملکی ادویہ ساز لیبارٹریوں کو فروخت کر دیتے تھے۔ جہاں ان پر انتہائی زہریلی ادویات کے تجربات کیے جاتے۔

سفاک مجرم
جنہوں نے پاکیشیا کے سینکڑوں ہزاروں خاندانوں کو انتہائی سفاکانہ انداز میں موت کی دلدل میں دھکیل دیا۔

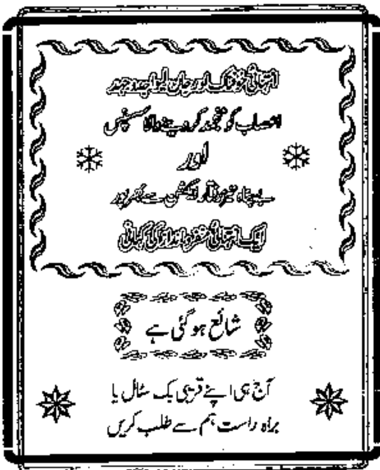
سفاک مجرم
جن کا طریقہ کار اس قدر پر اسرار تھا کہ عمران اور فور سٹارز باوجود انتہائی کوشش کے ان کا معمولی سا سراغ بھی نہ لگا سکے۔

سفاک مجرم
جن کے خلاف فور سٹارز نے اپنی مکمل ناکامی کا برملا اعتراف کر لیا۔

سفاک مجرم
جو اپنے خلاف ہر ثبوت انتہائی سفاکی سے مٹا دیا کرتے تھے۔

سفاک مجرم
جن کے سفاکانہ جرم سے واقف ہو جانے کے باوجود عمران ان کے خلاف بے بس ہو کر رہ گیا۔ کیوں؟

سفاک مجرم
جن کے ساتھ عمران کے باورچی سلیمان کو جان لیوا مقابلہ کرنا پڑا۔
کیا سلیمان مجرموں کے ہاتھ ہلاک ہو گیا۔ یا؟
کیا عمران اور فور سٹارز ان سفاک مجرموں کو پکڑنے اور پاکیشیا کے ہزاروں معصوم بچوں کی زندگیاں بچانے میں کامیاب ہو سکے یا ناکامی ان کا مقدر ٹھہری؟



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

پاور ایجنٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کاراکاز ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم۔ جس نے پاکیشیا سے ایک سائنسدان کو فارمولے سمیت اغوا کر لیا۔

پاور ایجنٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رکن جسے اکیلے ہی سائنسدان اور فارمولے کو واپس لانے کا مشن سونپا گیا۔

پاور ایجنٹ جو اکیلا ہونے کے باوجود کاراکاز کے سینکڑوں تربیت یافتہ افراد کو روندتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

پاور ایجنٹ جس نے اپنے خوفناک اور پاورفل ایکشن سے ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھیر دیں۔

مارسیلا ایک نیا منفرد اور دلچسپ کردار۔ جس نے قدم قدم پر پاور ایجنٹ کی مدد کی۔ لیکن جب اس نے مستقل طور پر ساتھ رہنے کا اظہار کیا تو پاور ایجنٹ نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا مارسیلا پاور ایجنٹ کے ہاتھوں ہلاک ہو گئی۔ یا؟

پاور ایجنٹ جس کی امداد کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی علیحدہ ٹیم بھیجی گئی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگیاں بھی پاور ایجنٹ کو بچانی پڑیں۔

اور کیوں ———؟

مارسیلا جو کاراکاز کے اعلیٰ عہدیدار کی بیوی تھی لیکن اس نے پاور ایجنٹ کی قدم قدم پر رہنمائی کی۔ کیوں اور کیسے ———؟

پاور ایجنٹ جو اپنی کارکردگی کے لحاظ سے کاراکاز کے لئے موت کا فرشتہ ثابت ہوا۔

پاور ایجنٹ کون تھا؟ کیا وہ اپنے بے پناہ ایکشن کے باوجود اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکا——— یا———؟

وہ لمحہ جب پاور ایجنٹ اور مارسیلا دونوں ایک جدید ترین ہیلی کاپٹر میں محو پرواز تھے لیکن اچانک ہیلی کاپٹر کا تمام نظام جام ہو کر رہ گیا اور ہیلی کاپٹر سیدھا سمندر میں جا گرا۔